عمران سیریز

جوانا اِن ایکشن

(حصہ اول)

مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین!

سلام مسنون:۔ ماسٹر کلرز کا جوانا ایک ایسا کردار ہے جسے قارئین کے ہر طبقے نے بے پناہ پسند کیا ہے اور جوانا جو پیچیدہ جوڑ توڑ کرنے کی بجائے ڈائریکٹ ایکشن کا قائل جو صرف مارنا.......... یا پھر مر جانا ہی جانتا ہے۔

جوانا جو جاسوسی ناولوں کے کرداروں میں ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے عمران کا ساتھی بننے کے بعد پہلی بار اپنے مخصوص ایکشن میں آتا ہے اور ظاہر ہے جب جوانا ان ایکشن ہو تو پھر موت تو اس کے جلو میں چلتی ہے۔

جوانا جب ایکشن میں آتا ہے تو مجسم موت کا روپ دھار لیتا ہے یہ

ناول جوانا کے ایکشن میں آنے کی ایک ایسی کہانی ہے جس میں جوانا کا تیز رفتار ایکشن اپنے بھرپور انداز میں موجود ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جب جوانا کے مقابلے میں ان کا ہم پلہ ایک بین الاقوامی پیشہ ور قاتل ہو تو کہانی کی تیز رفتاری اپنے پورے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔

جوانا ان ایکشن ایک ایسی کہانی ہے جسے پڑھنے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ جسے ایکشن کہا جاتا ہے وہ دراصل ہے کیا..........؟

ایک ایسی کہانی جس کے لفظ لفظ سے موت جھانکتی ہے اور جس کی سطر سطر میں روح کو منجمد کر دینے والا سسپنس موجود ہے۔

اس کہانی میں وائٹ پینتھرز اور بلیک ڈاگ جیسی خوفناک بین الاقوامی تنظیمیں بھرپور حرکت میں نظر آتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کہانی میں عمران اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اپنی بھرپور

صلاحیتوں سمیت سامنے آتے ہیں۔

یہ کہانی ایسی بھرپور سنسنی خیز اور زبردست ڈرامائی کیفیات کی حامل ہے کہ اس کہانی کو پڑھنے کے بعد آپ یقیناً اس کے منفرد پلاٹ بھرپور ایکشن اور ہیجان انگیز سسپنس کے خوبصورت امتزاج پر دل کھول کر داد دینے پر مجبور ہو جائیں گے ....جی ہاں! مجھے یقین ہے ....آپ پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم، اے

جوانا نے چائے کی پیالی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں مانوس سی آواز پڑی تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا وہ اس وقت ہوٹل خیابان کے ایک کیبن میں بیٹھا ہوا تھا اسے یہ ہوٹل اور خاص طور پر اس کے کیبن بے حد پسند تھے کیونکہ یہاں ہوٹلوں جیسا شور شرابہ نہ تھا ہوٹل خیابان ساحل سمندر پر بنا ہوا تھا اور اس کے فیملی کیبن ساحل پر سمندر کی طرف رخ کر کے ایک قطار کی صورت میں بنائے گئے تھے کیبن کے دروازے پر پردہ ڈال دیا جاتا تھا اور یہاں بیٹھ کر سمندر کی

لہروں کا خوبصورت نظارہ بھی کیا جا سکتا تھا۔

جوانا ایک بار عمران کے ساتھ اس ہوٹل میں آیا تھا اور پھر اسے یہاں کا ماحول ایسا پسند آیا کہ وہ اکثر یہاں آ کر گھنٹوں بیٹھا سمندر کا نظارا کرتا رہتا تھا عمران کی پیروی کرتے ہوئے اس نے شراب پینا از خود چھوڑ دیا تھا اور بس چائے پیتا رہتا تھا آج وہ ابھی ابھی آیا تھا اور یہی کیبن خالی دیکھ کر وہ یہاں بیٹھ گیا تھا ویٹر چونکہ اسے اچھی طرح جانتا تھا اس لئے اس کے بیٹھتے ہی اس نے اس کے مطلب کی چائے لا کر اس کے سامنے رکھ دی اور جوانا نے چائے کی پیالی بنائی ....اور وہ اسے اٹھا کر پینا ہی چاہتا تھا کہ اچانک ساتھ والے کیبن سے ایک آواز ابھری۔

ہمیں یہاں محتاط رہ کر کام کرنا ہو گا یہاں کی سیکرٹ سروس بے حد ہوشیار ہے..........یہ آواز بین الاقوامی شظرت کے مالک پیشہ ور

قاتل جوڈش کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی تھی منمنائی ہوئی ایسی آواز جیسے کوئی شخص سوتے میں بول رہا ہو۔

جوڈش چونکہ اس کی لائن کا آدمی تھا اس لئے جوانا نہ صرف جوڈش سے اچھی طرح واقف تھا بلکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جوڈش کسی چھوٹے معاملے میں کبھی ہاتھ نہیں ڈالتا۔

لیکن ہم نے یہاں مشن تو مکمل نہیں کرنا پھر ہمیں یہاں کی سیکرٹ سروس سے کیا خوف ہوسکتا ہے..........ایک دوسری آواز سنائی دی بولنے والے کا لہجہ غیر ملکی تھا۔

پھر بھی میں نہیں چاہتا کہ انہیں ہمارے مشن کا علم ہوسکے ورنہ ہوسکتا ہے کہ وہ ڈاکٹر داور کی روانگی ہی منسوخ کردیں اس طرح ہمارے مشن میں رکاوٹیں پیدا ہوسکتیں ہیں۔ جوڈش کی محتاط آواز سنائی دی۔

ٹھیک ہے میں خیال رکھوں گا کہ کوئی ایسی بات نہ ہو ویسے میرے

آدمی مشن پر کام کر رہے ہیں جیسے ہی مکمل معلومات حاصل ہوں گی میں آپ تک پہنچا دوں گا دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

لیکن کانفرنس میں صرف چار روز باقی رہ گئے ہیں ان چار دنوں کے اندر ہی تمام معلومات مل جانی چاہئیں تا کہ اس کے مطابق مشن کا آخری لائحہ عمل طے کیا جا سکے............جوڈش نے کہا۔

ٹھیک ہے مل جائیں گی............دوسرے نے جواب دیا۔

او کے، میں تمہیں فون کر کے ملنے کی جگہ متعین کر لوں گا جوڈیش نے کہا یہ درست ہے اس طرح کی احتیاط اچھی ہے اب مجھے اجازت دوسرے آدمی نے کہا اور پھر کرسیاں گھسٹنے کی آواز سنائی دی اور جوانا اٹھ کر پردے کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی اس کے کیبن کے سامنے سے گزرا اس نے ایک لمحے کے لئے رک کر ہاتھ سے پردے کو ذرا سا سائیڈ میں کیا وہ شاید اندر جھانک رہا

تھا لیکن جوانا دوسری سائیڈ میں کیبن کی دیوار سے چمٹا ہوا تھا اس لئے دوسرے لمحے وہ غیر ملکی پردہ چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا۔

غیر ملکی آگے جا کر جب دوسری طرف چلا گیا تو جوانا کیبن سے باہر نکلا اور یوں آگے بڑھنے لگا جیسے سیر کرتا ہوا وہاں آ گیا ہو ساتھ والے کیبن کا پردہ برابر تھا لیکن سرسری نظروں سے دیکھتے ہی جوانا کو اندر بیٹھا ہوا جوڈش نظر آ گیا جوانا اسے دیکھتے ہی ٹھٹھکا اور پھر تیزی سے کیبن میں داخل ہو گیا۔

اوہ جوڈش تم اور یہاں............جوانا نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا اوہ مسٹر جوانا تم یہی بات میں تم سے پوچھ لوں تو.........جوڈش نے اٹھ کر جوانا سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر حیرت کے آثار موجود تھے وہ بھی جوانا کی طرح لمبے قد اور ٹھوس جسم کا نوجوان تھا لیکن اس کا جسم جوانا سے حجم میں تقریباً

نصف تھا لیکن جوانا جانتا تھا کہ جوڈش کے جسم میں سینکڑوں سانڈوں سے بھی زیادہ طاقت بھری ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بے پناہ پھرتیلا اور مارشل آرٹ کا ماہر ہے اس کا نشانہ اتنا سچا تھا کہ وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اڑتی ہوئی مکھی کے پر کو اس طرح گولی سے اڑا سکتا ہے کہ مکھی کے جسم کا حصہ اور دوسرا پر متاثر ہی نہ ہو۔

میں تو یہاں رہائش پذیر ہوں............جوانا نے مصافحہ کرنے کے بعد سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

یہاں رہائش پذیر ہو کیا مطلب............جوڈیش نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

تمہیں معلوم تو ہو گیا ہو گا کہ ماسٹر کلرز ایک مشن میں ختم ہو گئی تھی بس اس کے بعد میں کسی تنظیم میں شامل نہیں ہوا بلکہ اب فری لانسر کام کر رہا ہوں اور یہاں میں نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا ہے مجھے یہ ملک ذاتی

طور پر بے حد پسند آیا ہے جوانا نے جواب دیا۔
لیکن یہاں تمہارے پیشے کے لئے کیا سکوپ ہوسکتا ہے یہ تو انتہائی پس ماندہ ملک ہے جوڈش نے کہا۔
جہاں مجھ جیسا آدمی موجود ہو وہاں سکوپ اپنے آپ بن جاتے ہیں کبھی کسی کو بچانے کا کام مل جاتا ہے تو کبھی کس کو فنش کرنے کا ....بہر حال چھوڑو اس بات کو تم یہاں کیسے آئے کوئی مشن ....جوانا نے پوچھا۔
ارے نہیں مشن یہاں کیا ہونا ہے میں تو بس ویسے ہی سیر و تفریح کے لئے آ گیا تھا تین چار روز یہاں رہ کر واپس چلا جاؤں گا جوڈش نے اسے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔
دیکھو جوڈش اگر واقعی تمہیں کوئی مشن درپیش ہے تو مجھے بتا دو میں تمہاری لائن کا آدمی ہوں یہاں تمہیں مجھ سے زیادہ تعاون کسی اور

سے نہیں مل سکتا، جوانا نے لہجے میں خلوص پیدا کرتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں جوانا..........ایسی کوئی بات نہیں ویسے اگر ہوتی بھی تو تم جانتے ہو جوڈش اپنا شکار خود مارا کرتا ہے وہ کسی کے تعاون کا محتاج نہیں ہے..........جوڈش نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

تعاون سے میرا مطلب اور تھا ہو سکتا ہے تم جسے شکار کرنے آئے ہو وہ مجھے اپنے بچاؤ کے لئے ہائر کرلے اس طرح ہم دونوں کے مفادات ٹکرا سکتے ہیں..........جوانا نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اول تو میرا یہاں کوئی مشن نہیں ہے لیکن اگر ہوتا بھی اور تمہیں میرے مقابل ہائر کرلیا جاتا تو بھی مسٹر جوانا تم جانتے ہو کہ جوڈش کبھی اور کسی صورت میں پیچھے ہٹنے والا نہیں ہے بہر حال چھوڑو اس بات کو یہ بتاؤ کہ یہ ملک تمہیں کیسے پسند آگیا ہے جوڈش نے بات کاٹتے ہوئے

کہا۔

بس پسند آ گیا ہے میں اس کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا میں نے تمہیں تعاون کی پیش کش کی تھی لیکن اگر واقعی ایسی کوئی بات نہیں تو پھر ٹھیک ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا جوڈش کہ جوانا جب کوئی مشن انگیج کر لے تو پھر آخری فتح جوانا کی ہو گی جوانا نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

ہاں شاید آخری فتح کی تلاش میں تم اس پس ماندہ ملک میں رہ رہے ہو مجھے اطلاع ملی تھی کہ ماسٹر کلرز پاکیشیا میں ہی ختم ہوئی تھی وہ یہاں کے ایک احمق سے آدمی عمران کا خاتمہ کرنے آئی تھی کیوں میں درست کہہ رہا ہوں نا۔.........جوڈش نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں، تمہاری بات درست ہے لیکن جسے تم احمق کہہ رہے ہو وہ بہت عظیم آدمی ہے اگر کبھی وہ تم سے ٹکرا گیا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

جیسے تم احمق کہہ رہے ہو وہ کیا چیز ہے جوانا نے منہ بناتے ہوئے

جواب دیا۔

ہونہہ۔اس کا مطلب ہے کہ ماسٹر کلرز کا جوانا دراصل ختم ہو چکا ہے

ٹھیک ہے ایسا ہوتا رہتا ہے اچھا اب مجھے اجازت دو جوڈش نے ایک

جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

جوانا کبھی ختم نہیں ہو سکتا مسٹر جوڈش کاش کبھی تمہارا اور میرا ٹکراؤ ہو

جائے تب تمہیں خود ہی علم ہو جائے گا کہ جوانا پہلے سے کہیں زیادہ

عظیم ہو گیا ہے بس دعا کرو کہ مجھے تمہارے مقابل ہائر نہ کیا جائے

........جوانا نے درشت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اگر ایسا کبھی ہوا جوانا تو یقین رکھنا مجھے تمہاری یہ موٹی گردن توڑتے

ہوئے دلی تکلیف ہو گی گڈ بائی۔........جوڈش نے طنزیہ لہجے میں

کہا اور پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا کیبن سے باہر نکلتا چلا گیا جوانا کا

چہرہ ایک لمحے کے لئے غصے سے سرخ ہو گیا لیکن وہ دوسرے لمحے مسکرا دیا۔

تمہارا چیلنج مجھے قبول ہے جوڈش، اب کوئی ہار کرے یا نہ کرے میں تمہارے مقابلے میں ہار ہو چکا ہوں جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور راور خود بھی اٹھ کر کیبن سے باہر نکل آیا۔

اس نے سامنے سے آتے ہوئے ویٹر کو ایک نوٹ جیب سے نکال کر پکڑا دیا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

جب وہ خیابان ہوٹل کی کار پارکنگ میں پہنچا تو اس نے جوڈش کو ایک گرے رنگ کی کار میں بیٹھ کر کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے دیکھا جوانا تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا یہ امریکن کار تھی جو کسی بحری جہاز سے کم نہ تھی اور عمران نے خصوصی طور پر جوانا کی جسامت کو مدنظر رکھ کر اسے خرید کر دی تھی۔

جوانا نے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ بھی جوڈش کے پیچھے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل آیا۔

جوڈش کی کار شہر کی طرف جا رہی تھی سڑک پر خاصا ٹریفک تھا جوانا کافی فاصلہ دے کر اطمینان سے جوڈش کا تعاقب کرتا ہوا چلا جا رہا تھا شہر پہنچتے ہی جوڈش کی کار ہوٹل شالیمار کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی اور جوانا سر ہلاتا ہوا آگے نکلتا چلا گیا وہ سمجھ گیا تھا کہ جوڈش یہاں کسی ڈاکٹر داور کے چکر میں آیا ہے جس نے کہیں کانفرنس میں شرکت کرنے جانا ہے اور جوڈش نے اپنا مشن وہیں جا کر مکمل کرنا ہے اور جوڈش کا مشن سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے ڈاکٹر داور کو قتل کرنا ہو گا لیکن یہ بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی کہ جوڈش آخر یہاں کیا کرنے آیا ہے اور وہ اس غیر ملکی سے کس قسم کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ عمران سے کہہ کر ڈاکٹر داور کے ساتھ اس کے

بچاؤ کے لئے جائے گا اور پھر دیکھے گا کہ جوڈش ڈاکٹر داور کا کیا بگاڑ سکتا ہے اسے یقین تھا کہ عمران نہ صرف اسے اس کام کی اجازت دے دے گا بلکہ وہ ایسا انتظام بھی کر دے گا کہ جوانا ڈاکٹر داور کے محافظ کے طور پر اس کے ساتھ کانفرنس میں شریک ہو سکے اس لئے اس نے اپنی کار کا رخ عمران کے فلیٹ کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا تھا کیونکہ آج کل عمران اپنے فلیٹ میں ہی پایا جاتا تھا۔

جوڈش نے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی بیک مرر میں جوانا کو ایک لمبی چوڑی کار کی طرف بڑھتا دیکھ لیا تھا اور جب اس نے یہی لمبی چوڑی کار اپنے پیچھے آتی دیکھی تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیز ہو گئی۔

شہر میں پہنچتے ہی اس نے کار کو ہوٹل شالیمار کے کمپاؤنڈ میں روک دیا وہ جوانا کو ڈاج دینے کا فیصلہ کر چکا تھا کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ کر اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور پھر کار سے اتر کر وہ اندر ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا ہوٹل کا وسیع و عریض ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔

جوڈش نے اس میز کا انتخاب کیا جہاں بیٹھ کر وہ مرکزی دروازے کو آسانی سے چیک کر سکے ویٹر کو اس نے وسکی کا آرڈر دے دیا۔

اس نے وسکی بھی پی لی مگر جوانا اندر نہ آیا تو وہ سمجھ گیا کہ جوانا یہی سمجھ کر آگے چلا گیا ہے کہ اس کی رہائش اسی ہوٹل میں ہے اس نے بل ادا کیا اور پھر گیٹ سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے ایک مضافاتی کالونی کی طرف بڑھنے لگی اس نے خاص طور پر چیک کیا لیکن جوانا کی کار اس کے آس پاس کہیں بھی نظر نہیں آئی جوڈش مضافاتی کالونی گلشن ٹاؤن میں داخل ہوا اور پھر اس نے کار کو ایک چھوٹی مگر جدید انداز میں بنی ہوئی کوٹھی کے گیٹ پر روک دیا اس نے دو بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور اس میں سے ایک نوجوان نے باہر جھانکا اور جوڈش پر نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے ہٹا اور دوسرے

ہی لمحے پھاٹک کھلتا چلا گیا جوڈش کار اندر بڑھانے لگا اور اس نے

اسے پورچ میں جا کر روکا۔

پورج کے ساتھ ملحقہ برآمدے میں اس کے دو مسلح ساتھی موجود تھے

جوڈش نیچے اترا اور پھر برآمدے میں کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں

کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اندر راہداری میں بڑھتا چلا گیا

راہداری کے آخر میں بنے ہوئے وہ ایک دروازے میں گھسا اور پھر

اس کمرے سے گزر کر وہ ایک اور کمرے میں پہنچا یہ کمرہ دفتر کے سے

انداز میں سجایا گیا تھا درمیان میں ایک بڑی سی ٹیبل پڑی ہوئی تھی

جس کے پیچھے ایک اونچی نشست کی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا اور پھر اس

نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے وہسکی کی ایک سر بند بوتل نکالی

اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ لگالیا تقریباً آدھی سے زیادہ شراب

جب اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو اس نے بوتل کو میز پر رکھ دیا۔

اب اسکے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اس نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک بڑے سائز کا ٹرانس میٹر نکال کر اس نے میز پر رکھ دیا یہ ٹرانس میٹر بالکل ریڈیو نظر آ رہا تھا جوڈش نے ایک بٹن دبا کر اسے آن کیا تو ریڈیو میں سے مقامی نشریات نشر ہونی شروع ہو گئیں۔

جوڈش اس کی ناب گھماتا چلا گیا اور ریڈیو سے مختلف آوازیں نکلتی رہیں جب ڈائل پر موجود سوئی آخری حد تک پہنچ گئی تو جوڈش نے اسے واپس لے آنا شروع کیا اس بار جیسے ہی سوئی ایک ایسی جگہ پہنچی جہاں سے سائیں سائیں کی آوازیں نکل رہی تھیں تو جوڈش نے ہاتھ ناب سے ہٹا لیا اور والیوم کے بٹن کو الٹے رخ میں گھما دیا سائیں سائیں کی آواز نہ صرف تیز ہو گئی بلکہ اسمیں سے تیز سیٹی کی آواز بھی نکلنے لگی چند لمحوں بعد یہ آوازیں آہستہ ہوتی چلی گئیں اور ایک بھاری

آواز برآمد ہوئی۔

ہم ریڈیو کولری سے بول رہے ہیں ابھی آپ نے بین الاقوامی خبریں سنی۔ بولنے والے کا لہجہ کرخت تھا۔

جوڈش نے مسکراتے ہوئے ناب کو دوبارہ آخری حد تک گھمانا شروع کر دیا اور ریڈیو سے مختلف آوازیں نکلتی رہی جب سوئی آخری حد تک پہنچی تو جوڈش نے ہاتھ روک دیا۔

بلیک پینتھر کالنگ.............وائٹ پینتھر اوور۔ جوڈش نے کرخت لہجے میں کہا یس وائٹ پینتھر اٹینڈنگ یو اوور۔ وہی پہلے والی آواز دوبارہ برآمد ہوئی تھی۔

وائٹ پینتھر کیا مشن میں معمولی تبدیلی نہیں ہوسکتی اوور..........جوڈش نے تیز لہجے میں کہا۔

کیا تبدیلی اوور..........دوسری طرف سے حیرت بھری آواز میں

پوچھا گیا۔

کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں شکار کو یہیں ختم کر کے اس سے مطلوبہ فائل حاصل کرلوں اوور جوڈش نے کہا۔

اوہ کیوں تم ایسا کیوں سوچ رہے ہو اوور۔ دوسری طرف سے اس بار حیرت کے ساتھ ساتھ کرختگی بھی شامل تھی۔

دراصل یہاں مجھے ماسٹر زکلرز کا جوانا ملا ہے اور اس کی باتوں سے مجھے یہ احساس ہورہا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارے مشن کے آڑے آئے اس لئے میں نے سوچا کہ مسئلہ تو صرف شکار کو ختم کر کے فائل حاصل کرنے کا ہے یہ کام یہاں بھی ہوسکتا ہے اوور۔ جوڈش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

ماسٹر کلرز کا جوانا............اوہ وہ تو آج کل علی عمران کے ساتھ رہ رہا ہے وہ تم سے کیسے ٹکرا گیا کیا انہیں ہمارے مشن کا علم تو نہیں ہوگیا

اوور۔ دوسری طرف سے انتہائی پریشانی میں کہا گیا۔

عمران کے ساتھ رہ رہا ہے اس نے تو کہا تھا کہ وہ فری لانسر کام کر رہا ہے ایک ہوٹل میں اچانک ملاقات ہو گئی تھی اوور۔ جوڈش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جوڈش یہ سارا کھیل بگڑ جائے گا اگر عمران کو ہمارے مشن کی بھنک بھی پڑ گئی تو پھر معاملات انتہائی خراب ہو جائیں گے تم ایسا کرو کہ فوراً واپس آ جاؤ معلومات جیگر تمہیں یہاں پہنچا دے گا تمہارا اب وہاں رہنا ہمارے لئے خطرناک ہو گا.اوور............وائٹ پینتھر نے انتہائی پریشان کن لہجے میں کہا۔

لیکن آپ اتنے پریشان اور خوفزدہ کیوں ہو گئے ہیں یہ عمران کوئی بلا تو نہیں انسان ہی ہے اگر ایسی بات ہے تو اسے بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

اوور۔ جوڈش نے حیران ہوتے ہوئے کہا اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ

وائٹ پینتھر جیسی تنظیم آخر عمران سے اتنی خوفزدہ کیوں ہے۔

تم اسے نہیں جانتے جوڈش وہ واقعی بلا ہے تم اس کے قتل کی بات کر رہے ہو اس کے کانوں تک ہمارے مشن کی بھنک بھی پڑ گئی تو پھر حالات ہر صورت میں ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے اوور

وائٹ پینتھر نے جواب دیا۔

تو پھر یہ تبدیلی قبول کرلیں میں اس کا یہیں خاتمہ کر کے فائل لے آتا ہوں میں دیکھوں گا کہ عمران آخر کیا چیز ہے

......اوور.........جوڈش نے کرخت لہجے میں کہا۔

تم صرف اپنے کام کے ماہر ہو جوڈش تمہیں جوڑتوڑ کا کوئی علم نہیں ہے ہمارا شکار ایک ایسا فارمولا لے کر اس کانفرنس میں آرہا ہے جس پر پاکیشیا اور اس کے تمام حمائتی اسلامی ممالک نے اپنے ملکوں کے آئندہ دفاع کی بنیاد رکھی ہے تمہیں معلوم ہے کہ یہ کانفرنس اس لئے

خفیہ طور پر بغداد میں بلائی جا رہی ہے ہمارا پروگرام یہ ہے کہ جیسے ہی ہمارا شکار اپنے فارمولے سمیت وہاں پہنچے کانفرنس کے اجلاس سے پہلے اس سے وہ فائل حاصل کر لی جائے اور اس کی جگہ اس جیسا ایسا فارمولا رکھ دیا جائے جو بظاہر تو اس سے ملتا جلتا ہو گا لیکن اس میں ایسی بنیادی خرابی ہو کہ جب وہ مکمل طور پر عمل پذیر ہو تو قطعاً ناکام ہو کر رہ جائے گا اس فائل کے تبادلے کے بعد کانفرنس کے اجلاس سے پہلے تم نے اسے شکار کر لیا تو اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ کانفرنس فوری طور پر یا تو ملتوی ہو جائے گی یا پھر اس کا وہ تبدیل شدہ فارمولا وہاں پڑھا جائے گا اور اس پر عمل کیا جائے گا۔

اور اگر پڑھا نہ جائے تو یقیناً یہ فارمولا واپس جائے گا اور معبد میں اس پر عمل درآمد ہو گا۔

ہر صورت میں ہمارا مقصد حل ہو جائے گا لیکن اگر تمہارے کہنے کے

مطابق اسے پہلے ہی پاکیشیا میں ختم کر دیا جائے تو تم خود سوچو کہ ہمارا سارا مشن ہی فیل ہو جائے گا اور اب اس پس منظر میں تم خود اندازہ لگاؤ اگر عمران اور سیکرٹ سروس کو یہاں مشن کی بھنک بھی پڑ گئی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کانفرنس ہی ملتوی کر دیں یا پھر اصل مسودہ یہاں نہ بھجیں سب کچھ ہو سکتا ہے اوور وائٹ پینتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہاں واقعی اتنی گہری بات تو میرے دماغ میں آہی نہ سکتی تھی بہر حال ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں اوور جوڈش نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

تم اس لئے وہاں گئے تھے کہ تم ایک نظر اپنے شکار کو دیکھ لو اور پھر جب وہ وہاں سے چلے تم بھی ساتھ آؤ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ اس کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کیے جا رہے ہیں اوور............

وائٹ پینتھر نے مزید کہا۔

ہاں اس طرح مجھے اپنا لائحہ عمل بنانے میں آسانی رہے گی کیونکہ آپ کے کہنے کے مطابق جس روز ہمارا شکار وہاں پہنچے گا دوسرے روز وہ کانفرنس میں شریک ہو جائے گا اور اس طرح ہمیں کام کرنے کے لئے صرف ایک رات ملے گی اس لئے میں یہاں آیا تھا تاکہ ابتدائی انتظامات کے متعلق یہیں سے ابتدا کر دوں اوور۔ جوڈش نے جواب دیا۔

اب تمہارے وہاں رکنے کی ضرورت نہیں ہے کانفرنس کی انتظامیہ کے ایک اعلیٰ افسر کو ہم نے خرید لیا ہے وہ ہمارے شکار کے وہاں پہنچنے کے بعد ایک روز کے لئے کانفرنس کسی بھی بہانے سے ملتوی کر دے گا اس طرح ہمیں کام کرنے کے لئے بہت سا وقت مل جائے گا دوسری بات یہ کہ اس کے ذریعہ ہم نے خاص طور پر پاکیشیا میں ہدایات بھجوا دی ہیں کہ شکار کے ساتھ سیکرٹ سروس کا کوئی آدمی نہ آئے ہم نے

انہیں کہا ہے کہ اس طرح سی، آئی، اے اور کے جی بی کوسن گن مل جائے گی اور پھر سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اس لئے مجھے یقین ہے کہ ہمارا شکارا کیلا آئے گا زیادہ سے زیادہ اگر وہ ایک آدھ آدمی کو لے بھی آئے تو اسے ہم یہاں سنبھال لیں گے اوور۔ وائٹ پینتھر نے جواب دیا۔

گڈ اگر ایسا ہو گیا ہے تو ٹھیک ہے پھر میں ابھی واپس چل پڑتا ہوں اوور جوڈش نے مطمئن لہجے میں کہا۔

ہاں تم پہلی فرصت میں واپس آجاؤ میں جیکر سے کنکٹ کر کے اسے کہہ دوں گا وہ معلومات لے کر خود یہاں آجائے گا اوور، وائٹ پینتھر نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے ایسا ہی ٹھیک رہے گا اوور جوڈش نے کہا۔

اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر جوڈش نے

ناب گھمادی اور ساتھ ہی ٹرانس میٹر کا بٹن آف کر دیا۔

میز پر پڑی ہوئی بوتل کی باقی آدھی وہسکی بھی اس نے اپنے حلقے میں اتار لی اور پھر ٹرانسمیٹر کو واپس دراز میں رکھ کر اس نے میز کی دوسری دراز کھولی اور اس میں سے خاکی رنگ کا ایک لفافہ نکال لیا اس لفافے میں سے اس نے ایک بین الاقوامی پاسپورٹ اور دیگر کاغذات نکالے اس کے ساتھ ہی ایک فوٹو بھی تھا یہی فوٹو پاسپورٹ پر لگا ہوا تھا جوڈش چند لمحے اس فوٹو کو دیکھتا رہا پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

لیس سر۔ دوسرے لمحے دروازے میں سے اس کے ایک ساتھی نے جھانکا۔

ادھر آؤ لاڈس.........جوڈش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور نوجوان جس کا نام لاڈس تھا مودبانہ انداز میں آگے بڑھا اور میز

کے قریب رک گیا۔

یس سر۔لاڈس نے پہلے سے زیادہ مودبانہ لہجے میں کہا۔

یہ پاسپورٹ اور کاغذات اٹھاؤ اور جا کر اس پاسپورٹ کے مطابق فرنیکفرٹ کی ٹکٹ بنوالاؤ پہلی فلائٹ جو بھی میسر ہو سکے یہ پروفیسر مرنی کے نام کا پاسپورٹ ہے جوڈش نے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات اور خالی لفافہ لاڈس کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا اور فوٹو اس کے سامنے پڑا رہا۔

اس پاسپورٹ پر کون جائے گا سر لاڈس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

میں جاؤں گا فوری طور پر جانا پڑ گیا ہے میں پہلی فلائٹ سے پروفیسر مرنی کے روپ میں نکل جاؤں گا تم لوگ دو روز بعد آ جانا تمام سامان اطمینان سے ہینڈل کرنے کے بعد جوڈش نے کہا۔

مگر سر ابھی آپ کا چار روز مزید رکنے کا پروگرام تھا............لاڈس کے لہجے میں حیرت تھی۔

ہاں وہ پروگرام بدل گیا ہے اور مجھے اپنے اصل حلیے میں بھی نہیں جانا اس لئے میں پروفیسر مرنی کے حلیے میں واپس جاؤں گا اب تم جا کر جتنی جلد ٹکٹ بنوا سکتے ہو بنوا کر لے آؤ اس دوران میں پروفیسر مرنی کا میک اپ کرلوں جوڈش نے میز پر پڑے ہوئے فوٹو کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

یس سر لاڈس نے کاغذات واپس لفافے میں ڈالتے ہوئے کہا اور پھر لفافہ اٹھائے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد جوڈش اٹھا اور تصویر کو ہاتھ میں لیے وہ ملحقہ غسل خانے میں چلا گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ غسل خانے سے باہر آیا تو اس کا نہ

صرف چہرہ بلکہ رنگ و روپ بھی مکمل طور پر بدل چکا تھا اب وہ کوئی ادھیڑ عمر جرمن لگتا تھا۔

اس نے قدرے ڈھیلا سا سوٹ پہن رکھا تھا آنکھوں پر موٹے شیشوں اور باریک سنہری تاروں والا فریم موجود تھا اس نے اپنی کمر قدرے آگے کو جھکا رکھی تھی جیسے ریسرچ کا کام کرتے کرتے اور کتابیں پڑھتے پڑھتے اس کی کمر میں خم آ گیا ہو۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور لاڈس اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں وہی خاکی لفافہ تھا وہ ایک لمحے کے لئے تو ٹھٹھکا پھر مسکرا دیا۔

گڈ باس۔ آپ تو سراسر بدل گئے ٹکٹ مل گئی ہے ایک گھنٹے بعد فلائٹ روانہ ہو رہی ہے لاڈس نے لفافہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

گڈ۔ پھر تو مجھے ابھی روانہ ہو جانا چاہیے چلو مجھے ایئر پورٹ چھوڑ آؤ جوڈش نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھا ایک ضخیم سی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک کال بیل کی آواز سن کر چونک پڑا۔

سلیمان ارے بھئی سلیمان پاشا.......... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے صاحب! آپ آہستہ نہیں بول سکتے ساتھ والے فلیٹ کے مالکان آپ کو قانونی نوٹس دینے ہی والے ہیں کہتے ہیں کہ عمران صاحب اتنے زور سے بولتے ہیں کہ ہم نماز بھی پڑھ نہیں سکتے

.........سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

تو وہ نماز مسجد میں جا کر پڑھا کریں تیس گنا ثواب ملتا ہے عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

ارے ہاں دیکھو تو یہ کس کے کان میں خارش ہو رہی ہے ٹیلی فون کی گھنٹیاں بجائے جا رہا ہے عمران نے بدستور کتاب پڑھتے ہوئے کہا۔

خارش انگلیوں میں ہوئی ہوگی تبھی ہی فون کے نمبر ملائے ہوں گے اب بھلا کان سے تو وہ نمبر ملانے سے رہا ایک تو جب سے آپ نے کتابیں پڑھنا شروع کی ہیں آپ کا علم ناقص ہوتا جا رہا ہے محاورے بھی اب غلط بولنے لگ گئے ہیں سلیمان نے برا سا منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

واہ یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو اب بھلا انگلیوں سے بھی فون سنا جاتا ہے کان میں خارج والا محاورہ ٹھیک ہے تم خواہ مخواہ اپنی قابلیت نہ بگھارا کرو بس صرف دال بگھارنے تک ہی محدود رہو عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس بار بیل بجانے والے نے شاید قسم کھالی تھی کہ وہ بٹن سے انگلی نہ ہٹائے گا کیونکہ بیل مسلسل بجے جارہی تھی۔

احمقوں کو کال بیل بجانے کے آداب بھی نہیں آتے کس کس کو کیا کیا سکھاؤں سلیمان نے ریٹائرمنٹ کے قریب پہنچے ہوئے سکول ٹیچر کی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھ دی۔

اوہ جوانا صاحب کاش تمہارا قد وقامت اتنا نہ ہوتا تو آج تمہاری خیر نہ تھی آج میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ بیل بجانے والے کو کال بیل بجانے کے آداب سکھا کر ہی چھوڑوں گا مگر مجبوری ہے تمہیں آداب سکھانے کی کوشش کی تو مجھے مرنے کے آداب سیکھنے پڑ جائیں گے

.........سلیمان کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

لیکن تمہیں میں کال بیل سن کر فوراً دروازہ کھولنے کے آداب ضرور سکھاؤں گا کتنی دیر سے کال بیل بجا رہا ہوں سنتا ہی کوئی نہیں۔ جوانا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

اوہ، وہ میں عمران صاحب کو سبق پڑھا رہا تھا بتا نا کسی کو نہیں ہمارے صاحب جاہل مطلق آدمی ہیں ساری ڈگریاں رعب ڈالنے کے لئے اپنے نام کے ساتھ لگائے پھرتے ہیں اور چوری چوری مجھ سے سبق پڑھتے رہتے ہیں.............سلیمان نے جان بوجھ کر اونچی آواز

میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

یہ کیا کہہ رہا ہے جوانا عمران نے ڈرائنگ روم سے ہی ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں میں صرف حقائق بتا رہا تھا جوانا کو آخر یہاں نیا ہوا ناں خواہ مخواہ کسی سے مرعوب ہو جائے سلیمان نے اونچی آواز میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باورچی خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا جب کہ جوانا ہنستا ہوا راہداری سے گزر کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

ہیلو باس۔ جوانا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا معاف کرنا ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

ڈاکٹر نے کیا آپ بیمار ہیں کیا منع کر رکھا ہے جوانا نے سیرت سے آنکھیں پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ملنا............وہ کہتا ہے کہ صرف تین بار دوائی پیتے ہوئے

ہلو.......عمران نے جواب دیا۔

دوائی پیتے ہوئے ہلو۔ کیا مطلب ارے ارے باس اس نے کہا ہوگا کہ دوائی کو تین بار ہلا کر پیو.........جوانا نے بے اختیار ہنستے ہوئے عمران نے کہا۔

وہ تمہارے ملک میں کہتے ہوں گے یہاں تو دوائی پیتے ہوئے مریض کو ہلنا پڑتا ہے عمران نے جواب دیا۔

لیکن آپ کو بیماری کیا ہے جوانا نے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بیماری کوئی ایک ہو تو بتاؤں بس یوں سمجھو سر سے پیر تک بیمار ہوں سر پر بالوں کی بیماری ہے اور پیروں کو جرابوں کی............عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

اوہ اچھا اچھا مگر باس میں آپ سے ایک بیماری کے بارے میں ہی

بات کرنے آیا ہوں............جوانا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

وہ سمجھ گیا کہ عمران مذاق کرر ہا ہے اور اب عمران کے ساتھ رہتے ہوئے اسے عمران کی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا۔

ابھی میں نے حکمت کی تعلیم مکمل نہیں کی البتہ تم میرے استاد زبدۃ الحکما مسیح الدنیا جناب سلیمان پاشا سے بات کرو وہ حکمت تو کیا گل حکمت میں بھی ماہر............عمران نے اسے بڑے خلوص بھرے لہجے میں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

یہ ڈاکٹر داور کون ہے............؟ جوانا نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر داور تو کیا تم اس سے علاج کرانا چاہتے ہو مگر مسٹر جوانا وہ تو بوڑھوں کا ڈاکٹر ہے وہ تو تمہارا نام سنتے ہی بدک جائے گا البتہ تم اپنا نام جوانا کی بجائے بڑھاپا رکھ لو تب دوسری بات ہے

.........عمران نے جواب دیا۔

لیکن اس کی آنکھوں میں ڈاکٹر داور کا نام سنتے ہی چمک ابھر آئی تھی۔

اوہ تو کیا وہ مریضوں والا ڈاکٹر ہے میں سمجھا کوئی سائنس دان ہو گا.........جوانا نے مایوس سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن بات کیا ہے تم اپنی بیماری تو بتاؤ...........عمران نے متجسس لہجے میں پوچھا۔

آپ بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جوڈش کو جانتے ہو جوانا نے عمران سے پوچھا۔

جوڈش ہاں نام تو سنا ہوا ہے کیوں کیا ہوا اسے۔عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اب اس کے چہرے پر سنجیدگی آ گئی تھی کیونکہ ڈاکٹر داور کے ساتھ جوڈش کا ذکر بتا رہا تھا کہ کوئی بڑی گڑبڑ ہے۔

باس آج میں خیابان ہوٹل میں وقت گزارنے کے لئے گیا تھا تو وہاں ایک فیملی کیبن میں بیٹھ گیا اچانک ساتھ والے کیبن سے میں نے جوڈش کی مانوس آواز سنی میں اس کی آواز سنتے ہی چونک پڑا وہ کسی غیر ملکی سے باتیں کرر ہا تھا اس میں ڈاکٹر داور کا ذکر آیا اور مشن کے مکمل ہونے کا............جوانا نے کہا۔

اوہ کیا بات ہوئی پوری تفصیل سے بتاؤ یہ تو واقعی بہت بڑی بیماری لگتی ہے اس کی مکمل تشخیص ہونی چاہئے............عمران نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

یہی بات تھی جو میں نے بتائی ہے جوانا نے جواب دیا۔

نہیں پورے الفاظ بتاؤ۔عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

ٹھیک ہے میرے خیال میں مجھے الفاظ بھی یاد ہی ہوں گے جوانا نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

وہ غیر ملکی کہہ رہا تھا کہ لیکن ہم نے یہاں مشن تو مکمل نہیں کرنا پھر ہمیں یہاں کی سیکرٹ سروس سے کیا خوف ہو سکتا ہے جوانا نے آنکھیں بند کر کے غیر ملکی کے الفاظ دوہراتے ہوئے کہا۔

اور سیکرٹ سروس کے ذکر کو سنتے ہی عمران کی آنکھیں چمک سے مزید بڑھ گئی۔

اس کے جواب میں جوڈش نے کہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے مشن کا کسی کو علم ہو سکے ورنہ ڈاکٹر داور کی روانگی بھی منسوخ ہو سکتی ہے جوانا نے کہا۔

بالکل یہی الفاظ تھے عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

ہو سکتا ہے چند الفاظ آگے پیچھے ہو گے ہوں یا ایک دو لفظ میرے حافظے سے نکل گئے ہوں بہر حاصل اصل بات یہی تھی۔

اچھا مزید کیا باتیں ہوئیں۔عمران نے پوچھا۔

اس غیر ملکی نے کہا تھا میرے آدمی مشن پر کام کر رہے ہیں جیسے ہی مکمل معلومات حاصل ہوں گی میں آپ تک پہنچا دوں گا۔

اس کے جواب میں جوڈش نے کہا تھا لیکن کانفرنس میں صرف چار روز باقی رہ گئے ہیں ان چار دنوں کے اندر ہی تمام معلومات حاصل ہو جانی چاہئیں تا کہ اس کے مطابق لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔

ٹھیک ہے مل جائیں گی اس غیر ملکی نے کہا تھا اور اس کے بعد وہ غیر ملکی اٹھ کر چلا گیا تھا۔

تم نے اس غیر ملکی کو دیکھا تھا..............عمران نے پوچھا۔

ہاں میں نے دیکھا تھا وہ ایک دبلا پتلا سا شخص تھا گرے رنگ کا سوٹ پہنے ہوئے تھا اس کی بھنویں بہت موٹی سی تھیں اور دونوں بھنویں ملی ہوئی تھیں اور ان دونوں کے ملنے والی جگہ پر بالوں کا بھنور سا بنا ہوا تھا جوانا نے جواب دیا۔

گڈ کافی ہے میں ڈھونڈھ لوں گا۔

پھر جوڈش کہاں گیا۔...........؟عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جوانا نے جوڈش کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو بھی تفصیل سے عمران کو بتا دی۔

اوہ تمہیں اس کے سامنے نہ جانا چاہیے تھا اس طرح وہ کھٹک جائے گا۔عمران نے کہا۔

کھٹکتا رہے میں کوئی اس سے ڈرتا ہوں..............جوانا نے سپاٹ سا جواب دیا۔

اور عمران نے بے اختیار سر ہلایا ظاہر ہے جوانا کی ذہنی ٹائپ ہی ایسی تھی کہ وہ سیدھا کام کرنے کا عادی تھا۔

تو اب تم چاہتے ہو کہ جوڈش سے تمہارا مقابلہ کرا دیا جائے عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

مگر باس، اس نے مجھے چیلنج کیا ہے اور اگر میں نے اس کا چیلنج قبول نہ کیا تو پھر میں زندہ نہ رہ سکوں گا.......... جوانا بزدلی کی زندگی بھی نہیں گزار سکتا............ آپ صرف اتنا کریں کہ مجھے ڈاکٹر داور کے ساتھ کانفرنس میں بھجوا دیں یا اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو مجھے پتہ کر دیں کہ یہ کانفرنس کہاں ہو رہی ہے اور ڈاکٹر داور سے بھی ایک بار ملوا دیں پھر میں اپنے آپ دیکھ لوں گا..... کہ جوڈش کیسے اپنا مشن مکمل کرتا ہے .... جوانا نے منصبوط لہجے میں کہا۔

گڈ۔ مرد کو ایسے چیلنج قبول کرنے ہی چاہئیں مجھے خوشی ہے جوانا کہ تم سست اور کاہل نہیں ہوئے تم فکر نہ کرو تمہیں جوڈش سے مقابلے کے لئے پورا پورا چانس دیا جائے گا........ عمران نے جواب دیا اور جوانا کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

تھینک یو باس! تھینک یو آپ یقین کریں کہ جوڈش کو پچھتانے کا بھی

موقعہ نہ ملے گا............جوانا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

عمران نے قریب پڑے ہوئے ٹیلی فون کو اپنی طرف کھینچا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس نیشنل لیبارٹری دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

نیشنل لیبارٹری میں کیا ہوتا ہے بھائی صاحب کیا نیشن تیار ہوتی رہتی ہے ایک دو نیشنیں مجھے بھی چاہئیں عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ۔عمران صاحب آپ میں اسلم رضا بول رہا ہوں دوسری طرف سے بولنے والے نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا وہ ڈاکٹر داور کا پی اے تھا اور عمران سے اچھی طرح واقف تھا۔

اسلم رضا مند کہو خالی رضا کہنے سے نکاح نہیں ہوتا جب تک رضا مندی ظاہر نہ ہو کہا ہے وہ تمہارا بوڑھا پروفیسر۔

عمران نے کہا اور اسلم کی قہقہے کی آواز رسیور میں ابھری۔

ڈاکٹر داور صاحب رخصت پر ہیں عمران صاحب گزشتہ ایک ہفتے سے

اسلم رضا نے ہنستے ہوئے کہا۔

رخصت پر ہیں کیوں اب اس عمر میں رخصتی کرا کر کیا کریں گے دلہن کا گھونگھٹ اٹھا کر اسے سلامی میں مصنوعی دانتوں کی بتیسی پیش کریں گے.........عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

اور اس بار اسلم رضا کا قہقہہ اتنا زوردار تھا کہ عمران کا ڈرائنگ روم بھی گونج اٹھا نجانے اس کے اپنے کمرے کا کیا حال ہوا ہوگا۔

ان کی طبیعت خراب تھی چنانچہ انہوں نے مکمل ریسٹ کرنے کا پروگرام بنایا اور پھر اطلاع ثانی رخصت پر چلے گئے۔

لیکن عمران صاحب آپ کو ایک اور بات بتاؤں ایک کام کے سلسلے میں ان کی کوٹھی پر جب ان سے ملنے گیا تو پتہ چلا کہ وہ گھر سے بھی

رخصت ہو چکے ہیں گھر والوں کو بھی ان کے بارے میں کوئی علم نہیں گھر بھی انہوں نے صرف یہ بتایا تھا کہ وہ مکمل ریسٹ کرنے کے لئے کسی ایسی جگہ جا رہے ہیں جہاں کوئی ان کے آرام میں خلل نہ ڈال سکے اسلم رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ لیکن منکر نکیر تو وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں عمران نے کہا۔

ارے نہیں خدانخواستہ ایسی بات نہیں ہے وہ فوت نہیں ہو گئے بلکہ یقیناً کسی ہل سٹیشن گئے ہوں گے کیونکہ پچھلے دنوں انہوں نے فون پر مجھ سے بات کی تھی اور لیبارٹری کے متعلق خاص ہدایات دی تھیں اسلم رضا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا اب اگر ان کا فون آئے تو میری طرف سے کہہ دینا کہ آرام کرنے کی اتنی جلدی کیا ہے جلد ہی مکمل آرام کا مرحلہ آنے والا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہ مکمل آرام سے پہلے وہ وصیت میں میرا نام ضرور

شامل کر دیں۔ منکر نکیر کی گارنٹی میں لے لوں گا۔ گڈ بائی۔

عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

جوانا خاموش بیٹھا باتیں سن رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

عمران نے دوبارہ نمبر گھمانے شروع کیے۔

یس، پی اے ٹو سیکرٹری وزارتِ خارجہ..........اس بار رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

سر سلطان سے بات کراؤ میں عمران بول رہا ہوں..........عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

یس سر۔ ہولڈ آن کیجئے دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے..........سر سلطان کی آواز سنائی دی

آپ سے ایک لفظ کے معنے پوچھنے تھے لفظ ہے بول براز۔اس کے معنی بتا دیجئے کیونکہ آپ بھی بول رہے ہیں عمران نے سر سلطان کے لفظ بولنے کو پکڑتے ہوئے کہا۔

اس کا معنی سمجھنے کے لئے تمہیں کسی بھنگی سے بات کرنی ہوگی ویسے بہتر یہی ہے کہ سر رحمٰن سے بات کر لو سر سلطان نے دوسری طرف سے سخت لہجہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کی طرف سے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی۔

ارے براماں گئے اتنی جلدی ابھی تو معاملہ صرف بول تک ہی محدود تھا براز تک پہنچا ہی نہ تھا عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لیس پی اے ٹو وزارت خارجہ.........دوسری طرف سے پی اے کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

ارے بھائی یہ تم نے کال کیوں ختم کر دی تھی کیا بول براز کے لئے

جان پڑ گیا تھا.........عمران نے کہا۔

بول براز، اوہ عمران صاحب ایسی کوئی بات نہیں سر سلطان نے خود ہی

فون بند کیا تھا پی اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا انہیں کہو کہ مجھ سے بات کریں اب بولی براز بند

.........عمران نے کہا۔

بہتر۔.........دوسری طرف سے پی اے نے کہا اور چند ہی لمحوں بعد

سر سلطان کی سخت آواز سنائی دی۔

عمران میرا وقت بہت قیمتی ہے میں تمہاری بکواس سننے کے لئے یہاں

نہیں بیٹھا، سر سلطان کے لہجے میں سختی تھی۔

مجھے معلوم ہے آپ کو بڑی بھاری تنخواہ ملتی ہے باقی رہی بکواس تو

جناب سر سلطان صاحب آپ کی تنخواہ ہمارے ٹیکسوں پر ہی بنی ہوتی

ہے اس لئے آپ کو ہماری بکواس سننی ہی پڑے گی عمران نے دلائل دینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

تم باز نہیں آؤ گے کیا میں دوبارہ فون بند کر دوں سر سلطان نے اس بار ہنستے ہوئے کہا۔

ارے ارے نہیں ورنہ تیسری بار تو مجھے آپ کے پاس کسی حکیم کو لے کر آنا پڑے گا جوشاندہ قبض کشا کے۔ عمران نے تیزی سے کہا۔

اوہ کس مصیبت سے پالا پڑ گیا ہے اب بکو بھی سہی کیا بات ہے سر سلطان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ سر سلطان کسی خاص دماغی سوچ و بچار میں مصروف تھے اس لئے عمران کی باتوں سے ان پر جھلاہٹ طاری ہو گئی تھی ورنہ وہ ایسی جھلاہٹ کا مظاہرہ عام حالات میں نہیں کیا کرتے تھے اس لئے وہ فوراً ہی مطلب کی بات پر آ گیا۔

سوری سر سلطان آپ کو میری باتوں سے تکلیف پہنچی، آئی ،ایم سوری مجھے ڈاکٹر داور سے ملنا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر داور کہیں چھپے بیٹھے ہیں عمران نے انتہائی سنجیدہ اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

اوہ۔تم میری بات کا برا مان گئے سوری عمران بیٹے میرا یہ مقصد نہ تھا دراصل ایک فائل میں کافی دیر سے سر کھپا رہا تھا اسلئے خواہ مخواہ ذہن پر جھلاہٹ سوار ہو گئی تھی ویری سوری.............سر سلطان نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا وہ عمران سے اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے اور جیسے ہی عمران کا لہجہ سپاٹ ہوا ان کی جھلاہٹ فوراً ہی دور ہو گئی۔

اتنا سر نہ کھپایا کریں کہ سر بالکل ہی کھپ جائے اور آپ خالی سلطان رہ جائیں.........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

یہ ڈاکٹر داور سے تمہیں کیا کام پڑ گیا ہے مجھے تو معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں اور کیوں چھپ گئے ہیں سر سلطان نے کہا۔

سوچ لیجئے جناب کل کو اگر ڈاکٹر داور صاحب کی منکر نکیر کے سامنے پیشی ہو گئی تو مجھے گلہ نہ کیجئے عمران نے کہا۔

اوہ! ایسی بات دراصل عمران ڈاکٹر داور کا مسئلہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا لیکن تمہیں اس سے کیا کام پڑ گیا ہے............سر سلطان نے جواب دیا۔

یہ ٹاپ سیکرٹ اس کانفرنس کے سلسلے میں تو نہیں جو چار روز بعد منعقد ہونے والی ہے عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ارے یہ سب باتیں کیسے معلوم ہو گئیں............سر سلطان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

میرا پیشہ ہی ایسا ہے جناب، انہی باتوں سے تو میری آمدنی ہوتی ہے

بہر حال ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں۔عمران نے کہا۔

اب جب تمہیں معلوم ہی ہو گیا ہے تو اب یہ ٹاپ سیکرٹ کیا سرے عام سیکرٹ ہی نہیں رہا ہاں واقعی کانفرنس کے سلسلے میں وہ علیحدہ ہو گئے ہیں سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

آپ اسے ٹاپ سیکرٹ بنائے بیٹھے ہیں واہ رے خوش فہمی یہاں ڈاکٹر داور صاحب کو اس کانفرنس میں ٹھنڈا کرنے کے لئے باقاعدہ پیشہ ور قاتل کام کر رہے ہیں آپ مجھے تفصیل بتائیں سر سلطان صاحب ورنہ ڈاکٹر داور صاحب کی مکمل چھٹی ہو جائے گی عمران نے کہا۔

ارے کیا کہہ رہے ہو پیشہ ور قاتل سر سلطان پریشان لہجے میں بولے

جی ہاں بہر حال یہ آپ کا درد سر نہیں ہے آپ مجھے بتائیں کہ یہ سلسلہ کیا ہے اور تفصیل سے بتائیں ورنہ بعد میں میں ذمہ دار نہ ہوں گا ....عمران سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے بولا۔

تفصیل کا مجھے زیادہ علم نہیں ہے وزارتِ سائنس کی طرف سے ایک خفیہ رپورٹ آئی تھی کہ ڈاکٹر داور نے ایک ایسا بنیادی دفاعی نظام کا فارمولا تیار کیا ہے جسے ''ہاک آئی'' کا نام دیا گیا ہے اگر اس فارمولے کے مطابق جو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے ملک کا بنیادی دفاعی ڈھانچہ قائم کیا جائے تو ملک ہر قسم کے خطرات سے بچ سکتا ہے اور حملے کی صورت میں انتہائی موثر دفاع کیا جا سکتا ہے وزات دفاع نے بھی ان کے فارمولے کو قابل عمل اور انتہائی موثر قرار دیا ہے اور صدر مملکت نے اس فارمولے کا ذکر جب اپنے دوست اسلامی مما لک سے کیا تو سب دوست ملکوں نے اس میں بے پناہ دلچسپی لی چنانچہ بغداد میں ایک خفیہ کانفرنس کے انعقاد کی تجویز عمل میں لائی گئی جس میں سارے اسلامی مملک کے دفاعی ماہرین اور دفاعی سائنس دان خفیہ طور پر حصہ لیں گے جہاں ڈاکٹر داور اپنا فارمولا

ان کے سامنے رکھیں گے اور بعد میں اس کی کاپیاں سب کو دے دی جائیں گی چونکہ وزارت خارجہ کا تعلق صرف اس سلسلے میں رسمی تھا اس لئے میں نے اجازت دے دی اور ضروری کاغذات تیار ہو گئے سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن اس فارمولے کا ذکر دوسرے ملکوں سے کرنے کی کیا ضرورت تھی.........عمران نے پوچھا۔

یہ فارمولا انتہائی مہنگا ہے اور اکیلا پاکیشیا اپنے وسائل سے اس پر عمل درآمد نہیں کر سکتا تھا اس لئے دوست ملکوں سے بات چیت کی جانی ضروری سمجھی گئی اس فارمولے کے متعلق معلوم ہوتے ہی سب نے انتہائی دلچسپی ظاہر کی اور اس کانفرنس کا مقصد یہی ہے کہ سب کے سامنے یہ فارمولا رکھا جائے اس پر تفصیل سے بات چیت کی جائے اس طرح پاکیشیا کو بھی اس پر عملدرآمد کے لئے خطیر رقم مل جائے گی

سر سلطان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

لیکن آپ کو مجھے تو کم از کم اس کی اطلاع دینی چاہیے تھی تا کہ میں ڈاکٹر داور کی حفاظت کا کوئی بندوبست کرتا عمران نے کہا۔

عمران بیٹے اول تو میں نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ سائنس دانوں کی کانفرنسیں تو ہوتی رہتی ہیں دوسری بات یہ کہ بغداد والوں نے اس سلسلے میں خصوصی بات یہ کی تھی کہ اس کانفرنس کو ٹاپ سیکرٹ رکھا جائے اور اس کے متعلق کوئی حفاظتی انتظامات نہ کیے جائیں تا کہ وہاں پر موجود مختلف ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ اس کانفرنس کو غیر معمولی اہمیت نہ دیں، سر سلطان نے جواب دیا۔

اوہ۔ واقعی یہ بات بھی درست ہے لیکن اب صورت حال تبدیل ہو چکی ہے اس کانفرنس کا کسی کو نہ صرف علم ہو چکا ہے بلکہ ڈاکٹر داور کے گرد جال بھی بچھایا جا رہا ہے اور شاید ان کا مقصد یہ فارمولا بھی اڑانا

ہے اس لئے اب حفاظتی انتظامات بہت ضروری ہو گئے ہیں عمران نے جواب دیا۔

تمہاری بات درست ہے اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ یہ کانفرنس تا اطلاع ثانی ملتوی کر دی جائے اور پھر کسی وقت بھی اسے بغیر نوٹس کے منعقد کر دیا جائے لیکن اس صورت میں ایک دشواری یہ پیش آئے گی کہ پاکیشیا اس نئے دفاعی نظام کے سلسلے میں تمام ابتدائی اقدامات مکمل کر چکا ہے اور جو کچھ وہ اپنے وسائل سے کر سکتا ہے وہ اس نے کر لیا ہے اس لئے اب کانفرنس ملتوی کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ مزید امداد نہ مل سکے گی اور اس طرح حالات پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہو جائیں گے دوسرے لفظوں میں وہ نہ ادھر کا رہے گا اور نہ ادھر کا۔

یہ صورت حال ملک کے دفاع کے لئے انتہائی خوفناک بھی ہو سکتی ہے

اور اگر کانفرنس نہ ملتوی کی جائے اور تم ڈاکٹر داور کے لئے خصوصی حفاظتی اقدامات کرو تو روسیاہ، ایکریمیا اور کافرستان کے سیکرٹ ایجنٹ چونک پڑیں گے اور پھر اس فارمولے کے حصول کے لئے ہر پارٹی بھاگ دوڑ شروع کر دے گی جس کا نتیجہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو اس طرح ہمیں مطلوبہ امداد نہ مل سکے گی۔

اور تیسری بات یہ کہ کانفرنس ملتوی ہونے کی صورت میں جو پارٹی اب ایکشن میں ہے وہ یہاں بھی ایکشن میں آسکتی ہے ڈاکٹر داور کب تک چھپ سکیں گے اس لئے اب جس طرح تم مناسب سمجھو مجھے بتاؤ میں نے تفصیلی صورت حال تمہیں بتا دی ہے.........سر سلطان نے تفصیل سے سارے پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آپ کی بات درست ہے کانفرنس ضرور منعقد ہونی چاہیے اور ہوگی باقی رہے ڈاکٹر داور کے سلسلے میں حفاظتی اقدامات تو

دوسرے ملک کے ایجنٹ اس وقت چونکیں گے جب کوئی سیکرٹ ایجنٹ نظر آئے گا چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ بطور باڈی گارڈ جوانا کو میں ڈاکٹر داور کے ساتھ بھیج دوں گا اور اگر ضرورت پڑی تو میں چند مہروں کو لے کر میک اپ میں علیحدہ رہ کر کام کروں گا سامنے جوانا ہی ہوگا جوانا کو بطور سیکرٹ ایجنٹ کوئی نہیں جانتا..........عمران نے کہا۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا ایک باڈی گارڈ کی تو ویسے بھی اجازت ہے اور پہلے میرا خیال تھا کہ ملٹری سیکرٹ سروس سے کوئی آدمی منگوالیا جائے گا کیونکہ وہ اتنے اوپن نہیں ہوتے لیکن اب تمہاری تجویز درست ہے جوانا ٹھیک رہے گا اسے کوئی نہیں جانتا لیکن کیا جوانا ساری ذمہ داری سنبھال لے گا سر سلطان نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

بالکل اس کی آپ فکر نہ کریں یہ سوچنا میرا کام ہے اب آپ ایسا کریں

کہ مجھے ڈاکٹر داور کا کھوج نکال کر دیں میں ان سے ذاتی طور پر مل کر تفصیلات طے کرنا چاہتا ہوں عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے میں وزارت سائنس کے سیکرٹری سے معلومات حاصل کرتا ہوں پھر میں تمہیں فون کر دوں گا جوانا کے کاغذات مجھے بھجوا دینا میں ڈاکٹر داور کے ذاتی محافظ کی حیثیت سے اس کا سرکاری اجازت نامہ تیار کرا دوں گا۔ سر سلطان نے کہا۔

ٹھیک ہے بھجوا دوں گا آپ پہلے ڈاکٹر داور کا پتہ کر دیں ان سے ملاقات ضروری ہے عمران نے کہا۔

ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں گڈ بائی سر سلطان نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

لو بھئی تیار ہو جاؤ تمہارا کام بن گیا ہے تم ڈاکٹر داور کے ذاتی محافظ کے طور پر ساتھ جاؤ گے عمران نے رسیور رکھ کر سامنے بیٹھے ہوئے

جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

لیکن آپ اپنے متعلق بھی تو کہہ رہے تھے کہ آپ بھی جائیں گے جوانا نے کہا۔

نہیں ہمارے وہاں جانے سے کچھ لوگ چونک سکتے ہیں اب سب کچھ تمہیں سنبھالنا پڑے گا عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اوہ اس اعتماد کا شکریہ باس آپ بے فکر رہیں جوانا اپنی ذمہ داری اچھی طرح سمجھتا ہے جوانا نے مسکراتے ہوئے بڑے ہی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

بہر حال تمہاری مراد پوری ہوگئی اب تم جانو اور جوڈش جانے عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جوڈش کو تو میں ایسا سبق دوں گا کہ وہ ساری عمر یاد رکھے گا جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا اب تم جاؤ میں تمہیں اطلاع کر دوں گا..........عمران نے کہا

بہتر باس مگر اس غیر ملکی کے بارے میں کیا حکم ہے کیا میں اسے تلاش کروں۔ جوانا نے صوفے سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں تم بالکل علیحدہ رہو اس کا بندوبست میں خود کر لوں گا عمران نے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد عمران نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ایکس ٹو...........رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

ارے کے ٹو سگریٹ تو سنا ہے اور اس نام کی ایک چوٹی بھی پائی جاتی ہے کیا اب ایکس ٹو نام کا بھی کوئی سگریٹ مارکیٹ میں آ گیا ہے

عمران کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔
اوہ۔عمران صاحب یہ آپ کو سگریٹ کیسے یاد آ گئے ہیں آج آپ نے اسموکنگ تو شروع نہیں کردی.........بلیک زیرو نے دوسری طرف سے ہنستے ہوئے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔
ارے تم آخر کیوں میری جنس بدلنے کے چکر میں پڑے ہوئے ہو تم بے فکر رہو میں مردانہ جنس رکھتے ہوئے بھی جولیا کو کچھ نہ کہوں گا تم اپنا زور تنویر پر آزماؤ...........عمران نے کہا۔
جنس..........اس میں جنس بدلنے والی کیا بات ہوئی کیا اسموکنگ صرف عورتیں کرتی ہیں بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
ابھی کنوارے ہوناں اس لئے تمہیں بنیادی معلومات ہی حاصل نہیں اس اسموکنگ کی بات کر رہے ہوناں جو سلائی کڑھائی میں ایک خاص فن کا نام ہے اور کڑھائی سلائی کا کام عورتوں کا ہوتا ہے عمران نے

اسموکنگ کو دوسری طرف لے جاتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں عمران صاحب میں تو سگریٹ پینے والی بات کر رہا تھا اس میں کڑھائی سلائی کہاں سے گھس آئی ....بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھا تو پھر خیر ہے میں سمجھا تم میری جنس تبدیل کرنا چاہتے ہو ایسا خیال بھی دل میں نہ لانا ورنہ میں تمہیں زیرو بھی بنا سکتا ہوں بلیک جوزف اور جوانا کی طرف بھی منتقل ہو سکتا ہے..........عمران نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

نہیں جناب، میری جرات ہے کہ میں آپ کی جنس تبدیل کرنے کے متعلق سوچوں جس کی کوئی جنس ہی نہ ہو اسے تبدیل کرنے کا فائدہ بلیک زیرو نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا اس کی عادت تھی کہ اگر کوئی جواب میں کٹیلی بات کرے تو وہ اس سے

پوری طرح محظوظ ہوتا تھا۔

اچھا جناب اب ہم جنس سے بھی محروم ہو گئے اب مجھے شادی کرنی ہی پڑے گئی تا کہ سٹرفکیٹ تو حال ہو جائے یہ کڑوی گولی اب نگنی ہی پڑے گی میں آج ہی جولیا کے فلیٹ پر سلیمان کے ہاتھ پیغام بھجواتا ہوں عمران نے کہا۔

عمران صاحب اسے نہ بھیجنا اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنا ہی چکر چلا دے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں تمہاری بات بھی درست ہے چلو تنویر کو بھیج دوں گا تم تو جا نہیں سکتے ورنہ لوگ کہیں گے کہ اس کے سرپرستوں میں پردہ دار ہی رہ گئے ہیں کوئی مرد نہیں ملا عمران نے جوابی چوٹ کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا............ظاہر ہے جوابی چوٹ خاصی بھرپور تھی۔

اچھا چھوڑو میں خود چلا جاؤں گا جولیا کے پاس دو چار جوتیاں ہی کھانی پڑیں گی ناں کھالیں گے آخر شادی کے بعد باقی عمر میں بھی تو یہی کچھ ہوتا ہے تم ایسا کرو سب ممبرز کو ایک غیر ملکی کی تلاش پر لگا دو اس کا حلیہ نوٹ کرو دبلا پتلا سا شخص ہے اس کی بھنویں بہت موٹی سی ہیں اور خاص نشانی یہ ہے کہ دونوں بھنویں ملی ہوئی ہیں اور ان کے ملنے والی جگہ پر بالوں کا بھنور سا بنا ہوا ہے عمران نے جوانا کا بتایا ہوا حلیہ دھراتے ہوئے کہا۔

اوہ! مگر عمران صاحب کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

ہاں جوانا نے مجھے اس کی اطلاع دی ہے شاید مجھے ٹیم لے کر بغداد جانا پڑے بہر حال اس غیر ملکی کو تلاش کراؤ اور سنو ممبران کو خاص طور پر یہ ہدایت کر دینا کہ انہوں نے کسی طرح بھی کوئی مداخلت نہیں کرنی

صرف نگرانی کرنی ہے اور رپورٹ دینی ہے عمران نے بلیک زیرو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بہتر میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں بلیک زیرو نے جواب دیا او کے جیسے ہی رپورٹ ملے مجھے اسکے متعلق بتا دیں۔ گڈ بائی.........عمران نے سنجیدگی سے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھتے ہی گھنٹی بجی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

لیس..........عمران نے سنجیدگی سے کہا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ کال سر سلطان کی ہو گی۔

عمران بیٹے..........کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا لیکن تمہارا ٹیلی فون مصروف تھا سر سلطان نے کہا۔

ہاں میں بلیک زیرو سے جنس کی تبدیلی پر ڈسکس کر رہا تھا عمران نے کہا۔

ڈاکٹر داور ڈیفنس لیبارٹری میں ہیں .... میں نے ڈیفنس لیبارٹری کے انچارج راشد سے بات کرلی ہے تم اس کی معرفت ڈاکٹر داور سے مل سکتے ہو سر سلطان نے کہا۔

ٹھیک ہے میں مل لوں گا تھینک یو۔

اور سر سلطان نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران نے بھی رسیور رکھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدل کر وہ ڈیفنس لیبارٹری کا چکر لگا ہی آئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی قریب کرسی پر بیٹھے ہوئے جوڈش نے رسیور اٹھالیا۔

یس جوڈش سپیکنگ جوڈش نے محتاط لہجے میں کہا۔

وائٹ پینتھر بول رہا ہوں............تمہارا شکار وہاں سے چل پڑا ہے جوڈش.........اس کے ساتھ ایک ذاتی محافظ بھی ہے اور تمہیں یہ سن کر یقیناً حیرت ہو گی کہ وہ محافظ ماسٹر کلرز کا جوانا ہے ....گھمبیر آواز سنائی دی۔

اچھا۔تو جوانا کو ہائر کر ہی لیا گیا ہے بہت خوب،اس کا مطلب ہے کہ جوانا کی زندگی کے دن بھی پورے ہو چکے ہیں............جوڈش نے

زہریلے لہجے میں کہا۔

جوانا کے متعلق مشہور ہے جوڈش کہ وہ سیدھا چلنے کا عادی ہے اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے وائٹ نے کہا۔

کیا مطلب میں سمجھا نہیں.........جوڈش نے چونکتے ہوئے کہا۔

مطلب یہ کہ جوانا کو چھیڑ دیا جائے اور خصوصی نشانی بھی دکھا دی جائے تو وہ اندھے ہاتھی کی طرح بھاگتا ہوا سیدھا ہماری تجویز کردہ کچھار میں آگھسے گا اور پھر چاروں طرف سے گولیاں اگلنے والی مشین گنوں کے دہانے اس کو موت کی وادی میں دھکیل دیں گے وائٹ نے کہا۔

نہیں وہ ہمارے شکار کو چھوڑ کر نہیں آئے گا وہ اس وقت شکاری نہیں بلکہ محافظ ہے تم اس سے بے فکر رہو میرے لئے وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ....جوڈش نے جواب دیا۔

وہ بات نہیں جو تم سوچ رہے ہو بات یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر کے ذاتی

محافظ کو ہلاک کر دیا گیا تو نہ صرف ڈاکٹر چوکنا ہو جائے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ انتظامیہ بھی حرکت میں آ جائے اور اسکے بعد فارمولا ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے وائٹ نے کہا۔

تو پھر تم کیا چاہتے ہو............جوڈش نے جھلائے ہوئے لہجے میں وائٹ پینتھر سے پوچھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ جوانا اور ڈاکٹر کا خاتمہ اکٹھا ہو اور دوسری بات یہ کہ ان کی موت غیر قدرتی نہ ہو، وائٹ نے جواب دیا۔

غیر قدرتی سے تمہارا کیا مطلب ہے............جوڈش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

دیکھو جوڈش کسی آدمی کو گولی مار دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے وائٹ پینتھر ایک بہت بڑی اور منظم جماعت ہے ہمارے پاس ایسے آدمی موجود ہیں جو ایک تو کیا بیک وقت سینکڑوں افراد کو بھی گولیاں مار کر

ہلاک کر سکتے ہیں لیکن ہم نے بھاری معاوضہ دے کر تمہاری خدمات صرف اس لئے حاصل کی ہیں کہ قتل ہمارے منصوبے کے مطابق ہو تمہاری شہرت بھی ایسی ہے کہ تم ہر قسم کے قتل کے ماہر ہو اب اگر ڈاکٹر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا کہ دوسرے افراد فوراً سمجھ جائیں گے کہ کوئی تنظیم کام کر رہی ہے اور اس طرح وہ فارمولے پر آنکھیں بند کر کے عمل نہیں کریں گے اور اس طرح ہمارا منصوبہ قطعاً ناکام ہو جائے گا اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر کا خاتمہ اس انداز میں ہو کہ اس کی موت غیر قدرتی ظاہر نہ ہو اس طرح دوسری سائڈ پر نہیں سوچا جائے گا وائٹ نے باوقار لہجے میں جواب دیا۔

تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہو تو بتاؤ............جوڈش نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

آئیڈیا کوئی بھی ہو سکتا ہے کار ایکسیڈنٹ، کمرے کی چھت گر جانا

،اچانک کسی سانپ کا کاٹ لینا کمرے میں مونو اکسائیڈ گیس جمع ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔ وائٹ نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

اور جوڈش اس کی بات سن کر بے اختیار ہنسنے لگا۔

خوب اچھے آئیڈیے لگائے ہیں تمہارا مطلب ہے اب میں سیمنٹ اور سریے کی بنی ہوئی چھت کو توڑ کر اس پر گرا دوں اور وہ اندر بیٹھا انتظار کرتا رہے کہ کب چھت گرتی ہے اور جدید ترین رہائش گاہوں میں سانپ کی موجودگی ،مونو اکسائیڈ والا مسئلہ تو تم ایسے بتا رہے ہو جیسے وہ ہالینڈ کے دیہاتی علاقوں میں رہے گا باقی رہا کار ایکسیڈنٹ تو اگر وہ باہر نکلے گا تو ایکسیڈنٹ ہو گا پھر میں کار اس کے کمرے کے اندر لے جاؤں جوڈش نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

دیکھو جوڈش.......... یہ آئیڈیے وغیرہ سوچنا میرا کام نہیں اگر میں ایسے اچھوتے آئیڈیے سوچ لیتا تو پھر تم وائٹ ہوتے اور میں جوڈش

تمہارا کام ہے میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر کی موت غیر قدرتی ہو اور بس۔ وائٹ نے کھسیانے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں سمجھ گیا بہر حال تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا اب میں انتظام کرلوں گا تمہیں جوڈش سے مایوسی نہیں ہوگی جوڈش نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اوکے میں تمہیں اس کی رہائش گاہ کا پتہ بتا دوں گا اور اندر جانے کے لئے پاس بھی بھیج دوں گا تم اس رہائش گاہ کے سپر وائزر ہو گے میں نے یہ انتظام پہلے ہی کرلیا ہے وائٹ نے جواب دیا۔

ویری گڈ.......... یہ بہت اچھا آئیڈیا ہے اس طرح مجھے وہاں گھومنے پھرنے کی مکمل آزادی مل جائے گی جوڈش نے مطمئن لہجے میں کہا۔

تم جس میک اپ میں وہاں جانا چاہو اس کا فوٹو نام وغیرہ تیار رکھنا آدھے گھنٹے بعد میرا آدمی آ کر تم سے لے گا کوڈ وائٹ اور بلیک ہوگا

وائٹ پینتھر نے کہا۔

ٹھیک ہے میں تیار رکھوں گا جوڈش نے کہا۔

اور پھر دوسری طرف سے گڈ بائی کی آواز سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اس وقت بغداد کے ایک ساحلی ہوٹل میں رہائش پذیر تھا وہ کرسی سے اٹھ کر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری سے ایک بریف کیس نکالا اور اس کے خفیہ خانے میں سے اس نے چند لفافے نکال کر ان کے اندر موجود کاغذات چیک کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے باقی لفافے رکھ کر ایک لفافہ جیب میں ڈالا اور بریف کیس بند کر کے واپس الماری میں رکھ دیا اور پھر کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اس نے جیب سے لفافہ نکالا اور اس میں سے کاغذات باہر نکالے اور سامنے رکھی ہوئی چھوٹی میز پر رکھ کر انہیں غور سے دیکھنے لگا یہ ایک

مقامی آدمی کے کاغذات تھے نام تھا ارسلان وہ چند لمحے بغور ان

کاغذات کو دیکھتا رہا۔

وہ ارسلان کے نام سے ایک اور مشن کے لئے یہاں بغداد میں کام کر چکا تھا اس لئے اس مشن کے کاغذات اور فوٹو اس کے پاس موجود تھے وہ ہمیشہ ایسے کاغذات سنبھال کر رکھتا تھا ان کاغذات میں اس کا مقامی آدمی کے طور پر ایک فوٹو بھی تھا۔

اور آخر کار اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ ارسلان کے نام سے ہی یہ مشن مکمل کرے گا۔

اس نے کاغذات دوبارہ لفافے میں ڈالے اور لفافہ جیب میں رکھ کر اس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس آ کاش کیمسٹ سپیکنگ ....رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے آواز سنائی دی۔

جوڈش بول رہا ہوں.............جوڈش نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

یس باس حکم فرمایئے..........آکاش کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہوگیا۔

آکاش وہ زہر چاہیے جس کے اثرات ہارٹ اٹیک میں ظاہر ہوتے ہیں.............جوڈش نے کہا۔

اوہ، فارمولا نمبر بارہ مل جائے گا آکاش نے جواب دیا۔

یہ مجھے ابھی چاہیے میں ہوٹل.........ساربان کے کمرہ نمبر ایک سو دس میں موجود ہوں جوڈش نے کہا۔

ٹھیک ہے باس میں بھجوا دیتا ہوں کتنے آدمیوں کے لئے چاہیے.....آکاش نے پوچھا۔

دو افراد کے لئے جوڈش نے جواب دیا۔

باس کچھ مہنگا ہو گیا ہے آکاش نے جھجکتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب .... کیا اب تم بھی مجھے بلیک میل کرو گے جوڈش نے غراتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں باس میں تو حکم کا غلام ہوں لیکن جس بوڑھے سے یہ حاصل کرتا ہوں وہ بے حد عیار ہے اگر میں نے تھوڑی رقم سنائی تو وہ کہہ دے گا کہ ہے نہیں اور اسکے علاوہ اسے کوئی اور تیار نہیں کر سکتا......... آکاش نے جواب دیا۔

کیا مطلب ...... کیمسٹ تم ہو یا کوئی بوڑھا ہے آج سے پہلے تو تم نے کبھی ایسی بات نہیں کی تھی .... جوڈش نے چونکتے ہوئے کہا۔

باس میں تو دوکاندار ہوں آپ کا خادم ہوں .... آکاش نے جواب دیا۔

اچھا.........بولو کتنی رقم جوڈش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

دو ہزار ڈالر کا ایک کیپسول دے رہا ہے بوڑھا، دو کے چار ہزار ڈالر باس میں اپنا منافع نہیں لوں گا آکاش نے کہا۔

یعنی رقم ڈبل کر کے بھی تم منافع کی بات کرر ہے ہو دیکھو آکاش میرا نام جوڈش ہے جوڈش.........میں چاہوں تو تمہارے حلق میں انگلی ڈال کر پچاس کیپسول حاصل کر سکتا ہوں سمجھے اس لئے مجھ سے چکر بازی کی آئندہ کوشش نہ کرنا.........جوڈش نے غراتے ہوئے کہا۔

اوہ باس آپ تو ناراض ہو گئے ہیں میں تو آپ کو باس کہتا ہوں آپ کا احترام کرتا ہوں میں کیپسول بھیج رہا ہوں جو مرضی آپ دے دینا آکاش نے فوراً نرم پڑتے ہوئے کہا۔

اور یہ بات تو تم جانتے ہو کہ اگر کیپسول میں کوئی دھوکہ ہوا تو پھر ....جوڈش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں باس، یہ بات تو میں سوچ ہی نہیں سکتا.......آ کاش نے جواب دیا۔

او کے بھجوا دو رقم مل جائے گی جوڈش نے کہا اور رسیور رکھ دیا ہونہہ مجھے بلیک میل کر رہا تھا جوڈش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر دیوار پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔

چند لمحوں بعد ویٹر اندر داخل ہوا۔

وہسکی کی بوتل لاؤ جلدی..........جوڈش نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

دیوہیکل طیارہ جیسے ہی بغداد ائیر پورٹ پر اتر کر ٹرمینل کے سامنے رکا ڈاکٹر داور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا جوانا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے بڑے چوکنے انداز میں ادھر اُدھر دیکھا اور پھر ڈاکٹر کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر داور مسکراتے ہوئے اٹھے اور اپنا بیگ سنبھالے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

وہ تو جوانا کو ساتھ لے آنے کے لئے قطعاً تیار نہ ہوئے تھے لیکن عمران نے انہیں مجبور کر دیا تھا اس لئے عمران کی بات انہیں ماننی ہی تھی لیکن انہوں نے عمران سے واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ جوانا کو کہہ دینا کہ

وہ ان کے معمولات اور دوسرے کسی کام میں قطعاً مداخلت نہیں کرے گا اور عمران نے نہ صرف اس کی حامی بھر لی تھی بلکہ اس نے جوانا کو اچھی طرح سمجھا بھی دیا تھا کہ وہ صرف ڈاکٹر داور کی حفاظت کے لئے ساتھ جا رہا ہے اسکے علاوہ اس نے کسی بات میں مداخلت نہیں کرنی اور جوانا نے اسکا وعدہ کرلیا تھا چنانچہ ڈاکٹر داور کے پاس جوانا کو صبح ہی بھیج دیا گیا اور ایک بار ڈاکٹر داور کے پاس پہنچنے کے بعد جوانا اب سائے کی طرح ڈاکٹر داور کے ساتھ تھا۔

چونکہ جوانا کو عمران کی طرح زیادہ بولنے کی عادت نہیں تھی اس ڈاکٹر داور.........اس سے مطمئن تھے۔

جہاز کی سیڑھیاں اترنے کے بعد جیسے ہی ڈاکٹر داور نیچے پہنچے ایک شخص تیزی سے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھا وہ چہرے مہرے سے بڑا وفادار نظر آرہا تھا اسے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھتے دیکھتے ہی جوانا کے

اعصاب تن گئے۔

ہیلو ڈاکٹر ....میرا نام فاروق عظیم ہے میں آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوا ہوں ....اس آدمی نے ڈاکٹر داور کے قریب آکر کہا۔

شکریہ، یہ میرا ذاتی محافظ ہے جوانا.............ڈاکٹر داور نے جوانا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

کیا آپ اپنی شناخت کرائیں گے جناب؟ جوانا نے مودبانہ لہجے میں فاروق عظیم سے مخاطب ہو کر کہا۔

اوہ بالکل..........فاروق عظیم نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر داور کی طرف بڑھا دیا۔

ڈاکٹر داور نے کارڈ کو غور سے دیکھا اور پھر کارڈ فاروق عظیم کو واپس کر دیا۔

ٹھیک ہے جوانا یہ اپنے ہی آدمی ہیں ....ڈاکٹر داور نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آیئے سر ادھر سپیشل کار موجود ہے ....فاروق عظیم نے کارڈ واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر داور کو ہمراہ لیے مشرقی سمت کی طرف چل دیا وہاں تھوڑی دور ہی ایک لیموسین کار موجود تھی کار کے قریب ایک باوردی ڈرائیور کھڑا تھا جیسے ہی یہ کار کے قریب پہنچے باوردی ڈرائیور نے آگے بڑھ کر کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا اور ساتھ ہی اس نے بڑے ادب سے سلام بھی کیا ڈاکٹر داور نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پچھلی نشست پر بیٹھ گئے جوانا ان کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھا جب کہ فاروق عظیم ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا اور کار تیزی سے مڑ کر خصوصی آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

خصوصی آؤٹ گیٹ سے باہر نکلتے ہی کار مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی ایک دومنزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی عمارت پر سپر کمرشل سٹور کا بورڈ لگا ہوا تھا کار عمارت .... کے سامنے کے رخ سے گھومتی ہوئی اس کی سائیڈ میں جا کر رکی اور ڈرائیور نے جلدی سے نیچے اتر کر پچھلا دروازہ کھول دیا ڈاکٹر داور ایک طویل سانس لیتے ہوئے باہر نکلے جوانا بھی ان کے ساتھ ہی باہر آ گیا۔

آئیے سر .... فاروق عظیم نے کہا۔

پھر وہ انہیں لے کر سائیڈ کی پتلی سی گلی سے ہوتا ہوا عمارت کی پچھلی سائیڈ پر پہنچ گیا۔

یہاں ایک راہداری سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے اور پھر کمرہ کسی لفٹ کی طرح اوپر چڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کی حرکت رکی تو فاروق عظیم نے آگے بڑھ کر

دروازہ کھول دیا اب وہ ایک اور راہداری میں تھے جس کے اختتام پر ایک دروازہ نظر آرہا تھا دروازے کے باہر دو مسلح اور باوردی آدمی موجود تھے ان کے سینوں پر وہی کارڈ چسپاں تھے جو فاروق عظیم نے ڈاکٹر داور کو دکھایا تھا۔

یہ سر آپ کا کمرہ ہے اور مسٹر جوانا کے لئے ملحقہ کمرے میں بندوبست کیا گیا ہے..........فاروق عظیم نے دروازہ کھول کر مودبانہ انداز میں کہا اور ڈاکٹر داور بیگ اٹھائے سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے جوانا ان کے پیچھے پیچھے تھا۔

جوانا نے بڑی محتاط نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا ملحقہ کمرے کا دروازہ بھی اسی کمرے کے اندر تھا۔

سر کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو یہ باوردی دربان موجود ہیں آپ انہیں بتا دیں یہ مہیا کر دیں گے فون بھی موجود تھے میں اس فون پر رہوں گا

فاروق عظیم نے کہا۔

تھینک یو مسٹر فاروق عظیم آپ نے میری توقع سے کہیں بڑھ کر انتظام کیا ہے ڈاکٹر داور نے مسکراتے ہوئے کہا اور فاروق عظیم سر ہلاتے ہوئے باہر چلا گیا۔

جوانا اب تم اپنے کمرے میں جا سکتے ہو میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں فاروق عظیم کے جانے کے بعد ڈاکٹر داور نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

ٹھیک ہے سر لیکن درمیانی دروازہ کھلا رہے گا جوانا نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ درمیانی دروازہ کھول کر اپنے کمرے میں داخل ہو گیا کمرہ چھوٹا تھا لیکن اسے بہت اچھے انداز میں سجایا گیا تھا۔

جوانا نے پہلے تو کمرے کی کھڑکیوں اور روشن دانوں کا جائزہ لیا پھر مطمئن ہو کر وہ ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا اس نے کرسی کا رخ ڈاکٹر

داور کے کمرے کی طرف کیا تھا لیکن ڈاکٹر داور کا بیڈ سائیڈ سے ہٹا ہوا تھا جوانا اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ جوڈش کو یقیناً اس کی آمد کی اطلاع مل گئی ہو گی اور وہ ہر صورت میں حملہ کرے گا لیکن وہ کہاں اور کس طرح حملہ کرے گا یہی بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی وہ جانتا تھا کہ جوڈش ہر قسم کے حربے استعمال کرنے کا ماہر ہے۔

وہ یہی بات سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے ڈاکٹر داور کے کمرے میں سے ہلکے سے کھٹکے کی آواز آئی وہ تیزی سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا کیونکہ ڈاکٹر داور کے بیڈ پر بیٹھنے کی آوازیں وہ پہلے ہی سن چکا تھا دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے ڈاکٹر داور کے کمرے میں جھانکا تو دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھل پڑا کیونکہ اس نے سامنے والی دیوار میں نصب الماری جس میں ڈاکٹر داور کا بیگ موجود تھا کے سامنے ایک شخص کو کھڑے دیکھا اور وہ شخص الماری کھول رہا تھا جوانا

چند لمحے حیرت سے اسے دیکھتا رہا پھر اس نے پھرتی سے جیب سے پستول نکالا مگر دوسرے لمحے وہ آدمی تیزی سے مڑا اور جوانا کا منہ حیرت سے کھل گیا کیونکہ وہ فاروق عظیم تھا۔

مسٹر جوانا۔............میں الماری کو مخصوص تالا لگا رہا تھا ڈاکٹر داور نے اس کی تاکید کی تھی فاروق عظیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کب کی تھی.........وہ تو سو رہے ہیں...........جوانا نے سخت لہجے میں کہا۔

سو نہیں رہے کتاب پڑھ رہے ہیں آکر دیکھ لو..........فاروق عظیم نے کہا اور جوانا نے قدم آگے بڑھایا۔

اور اسی لمحے شائیں کی سی آواز سنائی دی اور جوانا کے بازو میں کوئی باریک سی چیز گھستی چلی گئی۔

جوانا نے بڑی تیزی سے جیب میں موجود پستول نکالنا چاہا کیونکہ اسے

کمرے میں وہی دو مسلح افراد کھڑے نظر آئے تھے جب کہ ڈاکٹر داور بیڈ پر آنکھیں بند کیے پڑے تھے لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا دیو ہیکل جوانا لڑکھڑایا اور کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گرتا چلا گیا اس کے ذہن پر یک لخت اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔

جلدی کرو اسے بھی لے چلو.........فاروق عظیم نے جوانا کے گرتے ہی ان دو مسلح اور باوردی آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تیزی سے زمین پر پڑے ہوئے جوانا کی طرف بڑھے۔

ان دونوں نے مل کر قوی ہیکل جوانا کو اٹھایا اور دروازہ پار کر کے باہر راہداری میں نکل گئے جب کہ فاروق عظیم نے مڑ کر تیزی سے دوبارہ الماری کھولی اس نے بڑے اطمینان سے الماری میں رکھا ہوا ڈاکٹر داور کا بیگ باہر نکالا اور پھر جیب سے ایک باریک سی تار نکال کر اس

نے بیگ کا مخصوص تالا کھول دیا۔

بیگ کھول کر اس نے اس کے اندر رکھا ہوا فائل باہر نکالا اور پھر فائل کے اندر موجود کاغذوں کو اس نے بڑی احتیاط سے باہر نکال لیا اور پھر اوورکوٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے ایک اور فائل برآمد کی اس میں سے اس نے ٹائپ کیے ہوئے کاغذ نکال کر بڑی احتیاط سے انہیں ڈاکٹر داور والی فائل میں پہلے کی طرح کلپ کر کے فائل کو واپس بیگ میں رکھا اور اس کے تالے کو بند کر کے بیگ کو واپس الماری میں رکھ کر اس نے الماری بند کر دی اور پھر وہ اس بیڈ کی طرف بڑھا جس پر ڈاکٹر داور آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے تھے اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی دو باوردی آدمی اندر داخل ہوئے۔

جوانا کو پہنچا آئے.........فاروق نے تیز لہجے میں کہا۔

یس سر.........ان میں سے ایک نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اسے بھی لے جاؤ اور لاڈک کو بھیجد و..........فاروق عظیم نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور وہ دونوں تیزی سے بستر پر لیٹے ہوئے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھے ان میں سے ایک نے جھک کر ڈاکٹر داور کو اٹھا کر کاندھے پر لادا ڈاکٹر داور بے ہوش تھے اور وہ انہیں لیے ہوئے دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ڈاکٹر داور اندر داخل ہوئے۔

ہیلو لاڈک کیا کوئی پریشانی تو نہیں..........فاروق عظیم نے آنے والے سے پوچھا۔

نہیں جناب میں بالکل اوکے ہوں..........آنے والے نے جو

ڈاکٹر داور کے میک اپ میں تھا انہی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے

جواب دیا۔

اوکے............اب تم ڈیوٹی سنبھالو.........فاروق عظیم نے سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

سر اس باڈی گارڈ کا کیا ہوگا...........لاڈک نے پوچھا۔

تم نے اسے واپس بھجوا دیا ہے وہ صرف تمہیں یہاں چھوڑنے آیا تھا

.........فاروق عظیم نے جواب دیا۔

مگر سر۔ایک پہلو اور بھی ہے کہ حکومت پاکیشیا نے اسے سرکاری طور

پر بھیجا تھا وہ جب وہاں نہیں پہنچے گا تو مسئلہ نازک ہو جائے گا لاڈک

نے کہا۔

اوہ ایسی کوئی بات نہیں تم نے اسے یہاں سے بھیج دیا اس کے بعد وہ

جہاں جاتا ہے تمہیں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا اور ویسے بھی پرسوں تم یہ

فارمولا کانفرنس میں دے کر فارغ ہو جاؤ گے اس کے بعد تمہاری ڈیوٹی ختم ہو جائے گی فاروق عظیم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور لاڈک خاموش ہو گیا۔

فاروق عظیم دروازے کی طرف بڑھا اور چند لمحوں کے بعد ہی وہ دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔

دروازے پر وہی دونوں مسلح افراد بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہے تھے۔

فاروق عظیم تیز تیز قدم اٹھاتا راہداری کے آخر میں موجود چھوٹے کمرے میں آیا اور پھر کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد فاروق عظیم عمارت کے نچلے حصے میں پہنچ گیا یہاں ایک کمرے میں داخل ہو کر اس نے کرسی سنبھالی اور پھر میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کو اپنی طرف کھینچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے

نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

ہیلو رچرڈسن کالنگ لوشار..........فاروق عظیم نے کہا۔

یس لوشار سپیکنگ باس............دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

دونوں پہنچ گئے ہیں..........فاروق نے کہا۔

یس لوشار نے کہا اور پوچھا اب کیا حکم ہے۔

ان دونوں کو انتہائی سخت نگرانی میں رکھو کانفرنس کے بعد ان کا فیصلہ کیا جائے گا فاروق عظیم نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بہتر سر۔ویسے اگر آپ حکم دیں تو اس حبشی کو ختم کر دیا جائے لوشار نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

ابھی نہیں بعد میں ہو سکتا ہے حالات بدل جائیں اور ہمیں اس کی ضرورت پڑ جائے فاروق عظیم نے کہا۔

بہتر سر جیسے حکم ....لوشار نے جواب دیا اور فاروق عظیم نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے اس نے جیب میں رکھی ہوئی فائل نکال کر میز کے خانے میں رکھ کر تالا لگایا اور اطمینان کے انداز میں پیر آگے کی طرف پھیلا دیئے اس نے انتہائی آسانی سے اپنے مشن کے اہم ترین حصے کو مکمل کر لیا تھا۔

عمران ائیر پورٹ کی پبلک گیلری میں کھڑا رن وے کی طرف دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر مقامی میک اپ تھا اور وہ اس وقت عام سا نوجوان نظر آ رہا تھا پبلک گیلری لوگوں سے پر تھی یہ سب جہاز سے آنے والے مسافروں کو لینے کے لئے آئے تھے۔

عمران ایک طرف خاموش کھڑا آہستہ آہستہ چیونگم چبا رہا تھا اس کی نظریں رن وے پر جمی ہوئی تھیں۔

بغداد کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر خوب گہما گہمی تھی مختلف کمپنیوں کے طیارے اتر اور چڑھ رہے تھے عمران اس طیارے کے انتظار میں تھا جس میں ڈاکٹر داور اور جوانا نے یہاں پہنچنا تھا۔

عمران ایک روز پہلے ہی نعمانی، صدیقی اور چوہان کو ساتھ لے کر یہاں پہنچ گیا تھا اس بار وہ دانستہ ان تینوں کو ساتھ لے کر آیا تھا کیونکہ ایک تو کیپٹن شکیل اور صفدر کی تیز کارکردگی کے مقابلے میں ان تینوں کو اپنے جوہر دکھانے کا موقع کم ہی ملتا تھا اور دوسرا یہ کہ وہ ایسے ممبرز کو نہیں لے آنا چاہتا تھا جن سے دوسرے ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ کسی نہ کسی طور پر واقف رہے ہوں۔

صدیقی ائیر پورٹ سے باہر کار کے پاس موجود تھا جب کہ چوہان اور نعمانی ایک اور کار میں ائیر پورٹ روڈ کے پہلے چوک پر موجود تھے عمران نے یہاں پہنچ کر اپنے طور پر ایک رہائش گاہ اور دو کاریں کرایہ پر حاصل کر لی تھیں اس نے اپنا یہ دورہ اس قدر خفیہ رکھا تھا کہ بغداد میں موجود سیکرٹ سروس کے فارن آفس کو بھی ان کی آمد کی کوئی اطلاع نہ تھی اسی لمحے گیلری میں لگے ہوئے مائیک پر اس جہاز کی آمد کا اعلان

ہونا شروع ہو گیا جس کے انتظار میں عمران کھڑا تھا اس اعلان کے ہوتے ہی گیلری میں موجود لوگوں میں کھلبلی سی مچ گئی اور وہ سب اپنے اپنے عزیزوں کے استقبال کے لئے مستعد ہو گئے۔

عمران کی نظریں نمبر تین ٹرمینل کی عمارت پر جمی ہوئی تھیں جس کے سامنے جہاز کے رکنے کا اعلان ہوا تھا چند لمحوں بعد فضا میں جہاز نظر آ گیا جو اب نیچے اترنے کی تیاری کر رہا تھا اور اسی لمحے عمران چونک پڑا اس نے ٹرمینل کی مشرق کی سمت سے ایک سیاہ رنگ کی لیموسین کار کو رن وے کے قریب بڑھتے ہوئے دیکھا لیموسین کار رن وے کے قریب پہنچ کر رک گئی عمران نے گلے میں لٹکے ہوئے کیمرے کو اٹھا کر آنکھوں سے لگا لیا بظاہر وہ تصویر کھینچنا چاہتا تھا لیکن یہ کیمرہ کیمرہ کے ساتھ ساتھ ایک انتہائی طاقت ور اور جدید ترین دوربین بھی تھی اب عمران کو لیموسین کار اپنے قریب نظر آئی کار کی پچھلی نمبر پلیٹ پر ایل،

سی، اے کے موٹے موٹے حروف صاف پڑھے جاتے تھے نظر آئے۔

ایل۔ سی۔ اے اس کانفرنس کا مخصوص کوڈ تھا جس میں شرکت کرنے کے لئے ڈاکٹر داور آ رہے تھے کار میں ایک باوردی ڈرائیور اور ایک لمبا تڑنگا مقامی آدمی موجود تھا عمران اس مقامی آدمی کو غور سے دیکھتا رہا وہ بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد طیارہ دوڑتا ہوا اس سٹینڈ کی طرف آتا دکھائی دیا تو کار میں بیٹھا آدمی دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

طیارے کے رکتے ہی سیڑھی دروازے کے ساتھ لگا دی گئی اور وہ آدمی باوقار انداز میں چلتا ہوا سیڑھی کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا سیڑھی کے نیچے کھڑے ہوئے سٹیورڈ سے اس نے کوئی بات کی تو سٹیورڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دروازہ کھلتے ہی مسافر نیچے اترنے لگ گئے وہیں قریب ہی مسافروں کو لے جانے والی ایر کمپنی کی مخصوص بس موجود تھی مسافر اس بس میں سوار ہوتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد عمران کو دروازے پر ڈاکٹر داور ہاتھ میں بیگ اٹھائے نظر آئے ان کے پیچھے جوانا تھا وہ دونوں آگے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے جیسے ہی نیچے پہنچے وہی آدمی تیزی سے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھا اس نے ڈاکٹر داور کے قریب جا کر کوئی بات کی تو ڈاکٹر داور نے جواب دیا اور ساتھ ہی اپنے پیچھے کھڑے ہوئے جوانا کی طرف اشارہ کیا وہ شاید اس آدمی سے جوانا کا تعارف کرا رہے تھے پھر جوانا کے لب ہلے اور اس آدمی نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر داور کی طرف بڑھا دیا اور پھر انہوں نے جوانا سے کوئی بات کی اور پھر وہ اس آدمی کی رہنمائی میں اس لیموسین کار کی طرف بڑھنے لگے۔

ڈرائیوراب کار سے باہر نکل کر کھڑا ہوا تھا جیسے ہی یہ قریب پہنچے باوردی ڈرائیور نے آگے بڑھ کر کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور ڈاکٹر اور جوانا پچھلی نشستوں پر بیٹھ گئے جب کہ مقامی آدمی ڈرائیور کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی کار تیزی سے مڑی اور مشرقی سمت ایک مخصوص آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران اس کار کے آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتے ہی تیزی سے مڑا اور پھر پیڈ گیلری سے ملحقہ............ باتھ روم میں سے ایک میں داخل ہو گیا اس نے دروازہ اندر سے بند کر کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبایا تو ڈائل پر بارہ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

ہیلو پرنس کالنگ نمبر فور اوور............عمران نے گھڑی سے منہ لگا کر تیز لہجے میں کہا۔

یس نمبر فور اٹینڈ نگ یو اوور............دوسری طرف سے چوہان کی آواز سنائی دی۔

سیاہ رنگ کی لیموسین کار نمبر ایل ۔ زیڈ۔ تھری زیرو تھری پلیٹ پر ایل سی اے کے الفاظ موجود ہیں نگرانی کرو خاص طور پر یہ چیک کرو کہ کوئی اور تو نگرانی نہیں کر رہا اوور اینڈ آل ۔عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن کو دوبارہ پریس کر کے رابطہ ختم کیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ تیزی سے گیلری میں آیا اور تقریباً دوڑنے کے سے انداز میں چلتا ہوا آؤٹ گیٹ کی طرف جانے والی راہداری میں بڑھتا چلتا گیا۔

چند لمحوں کے بعد وہ عمارت سے باہر پرائیویٹ پارکنگ میں پہنچ گیا جہاں سفید رنگ کی کار کے قریب صدیقی موجود تھا۔

عمران نے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور صدیقی ساتھ والی

سیٹ پر بیٹھ گیا دوسرے لمحے کار تیزی سے روڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگی کیا ڈاکٹر داور پہنچ گئے ہیں............صدیقی نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں انہیں سیاہ رنگ کی لیموسین کار میں مخصوص گیٹ سے لے جایا گیا ہے میں نے چوہان کا الرٹ کر دیا ہے...........عمران نے کار کو سڑک پر لے جا کر موڑتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے دوسری کاروں کے درمیان بھاگنے لگی۔

سیاہ لیموسین کہیں نظر نہیں آ رہی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ اس کے کال کرنے اور پارکنگ تک آنے کے درمیانی وقفے میں وہ کہیں کی کہیں پہنچ چکی ہوگی اسلئے وہ اس کے متعلق زیادہ فکر مند نہ تھا۔

پہلے چوک پر پہنچتے ہی اس نے مخصوص جگہ پر جب چوہان کی کار کو موجود نہ پایا تو اس نے کار ایک سائیڈ پر کرتے ہوئے روک لی اور پھر

گھڑی کا ونڈ بٹن دوبارہ دبا دیا۔

ہیلو پرنس کالنگ نمبر فور اوور.........عمران نے گھڑی کو منہ کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

یس نمبر فور اٹینڈنگ اوور.........چند لمحوں بعد ہی چوہان کی باریک سی آواز سنائی دی۔

کیا پوزیشن ہے اوور عمران نے پوچھا۔

لیموسین کار، شاہراہ اعظم پر ایک دو منزلہ عمارت کے گیٹ میں گئی ہے اس پر سپر کمرشل سٹور کا بورڈ موجود ہے کار اس کی دائیں سائیڈ پر رکی ہے اور اس میں سوار افراد سائیڈ میں گلی سے اندر چلے گئے ہیں کار اور ڈرائیور وہیں موجود ہے اوور چوہان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے نگرانی جاری رکھو ہم آرہے ہیں اوور اینڈ آل عمران نے کہا

اور ونڈ بٹن کو دوبارہ پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا اس کے بعد اس نے کار کو آگے بڑھا دیا اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ شاہراہ اعظم پر پہنچ گیا۔

بغداد اس کا کئی بار کا دیکھا بھالا ہوا تھا اس لئے اسے شاہراہ اعظم تک پہنچنے میں کوئی پریشانی نہ ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد سپر کمرشل سٹور کی عمارت اسے نظر آ گئی اور اس نے کار اس کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی اور پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اتر آیا سیاہ لیموسین کار ابھی تک انتہائی دائیں جانب موجود تھی۔

عمران کار سے اتر کر سٹور کے مین گیٹ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک طرف بنے ہوئے بک سٹال پر کھڑا ہوا چوہان نظر آ گیا چوہان کی کار بھی پارکنگ میں موجود تھی اور کار میں نعمانی بیٹھا کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف نظر آ رہا تھا۔

کیا پوزیشن ہے............؟ عمران نے چوہان کے قریب سے گزرتے ہوئے پوچھا۔

وہی ہے............وہ لوگ گلی میں جانے کے بعد واپس نہیں آئے چوہان نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار تہہ کر کے عمران کے ساتھ ہی مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا سٹور میں آنے جانے والوں کا خاصا رش تھا۔

سٹور میں داخل ہوتے ہی عمران ٹوائز شعبے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس شعبے میں ایک خوبصورت لڑکی گاہکوں کو اٹینڈ کر رہی تھی عمران شو کیسوں کے سامنے جا کر رک گیا۔

چوہان اس سے ذرا ہٹ کر کھڑا مختلف کھلونوں کی اس طرح للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ چھوٹا سا بچہ ہو۔

یس سر۔ لڑکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

سیاہ رنگ کی لیموسین کار چاہیے عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا وہ تو شعبہ کے دوسرے حصے میں ہے آپ دائیں طرف سے اندر چلے جائیے وہاں مسٹر رابرٹ موجود ہوں گے لڑکی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

تھینک یو مس ویسے وہ کار آپ سے زیادہ خوبصورت نہیں ہوسکتی کاش آپ بھی کسی شوکیس میں ہوتیں........عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرادی اس کے چہرے پر ہلکی سی شرم کا تاثر بھی ابھر آیا تھا لیکن عمران اس کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ ایک پتلی سی راہداری تھی راہ داری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس پر مسٹر رابرٹ کے نام کی تختی موجود تھی عمران نے دروازہ کھولا اور اندر

داخل ہو گیا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا...... ایک میز کے پیچھے ایک گنجے سر والا ادھیڑ عمر کا آدمی موجود تھا۔

فرمایئے............ ادھیڑ عمر کے آدمی نے عمران کو دیکھتے ہی ناگوار لہجے میں پوچھا۔

مجھے سیاہ رنگ کی لیموسین کار چاہیے تھی............ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ اچھا اچھا آیئے آپ کا نام............؟ ادھیڑ عمر کے آدمی نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔

پرنس آف ڈھمپ اور آپ کو تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے آپ کا نام مس شوکیس نے مجھے بتا دیا ہے......... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

مس شوکیس .... مسٹر رابرٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں وہ شوکیس کے ساتھ جو خوبصورت سی ہیں کاش وہ مس بھی شوکیس میں ہوتیں تو مجھے جولیا کے نخرے نہ اٹھانے پڑتے عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور رابرٹ نے کچھ سمجھنے اور کچھ نہ سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلایا۔

مہمان پہنچ گئے ہیں کیا پوزیشن ہے............ عمران نے میز کے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اس نے رابرٹ سے مصافحہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔

جی ہاں مجھے رپورٹ مل چکی ہے وہ اپنے کمروں میں آرام کر رہے ہیں رابرٹ نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

ان کا افسر مہمانداری کون ہے.......... عمران نے پوچھا۔

ہمارا خاص آدمی ہے فاروق عظیم کیوں.......... رابرٹ نے

چونک کر پوچھا کیا آپ اس سے میری بات کروا سکتے ہیں......؟

عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اسکا ہمیں حکم نہیں............ہم صرف آپ کو صورت حال بتا سکتے

ہیں اور یہ بھی اس لئے کہ ہیڈ آفس سے ہمیں ہدایات ملی ہیں رابرٹ

نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

چلیے ڈاکٹر داور سے بات کرادیجئے عمران نے کہا۔

نو سر سوری۔ کانفرنس تک ان سے کسی اجنبی کا رابطہ نہیں ہوسکتا یہ

خصوصی ہدایات ہیں رابرٹ نے جواب دیا۔

آپ خود بات کر سکتے ہیں..............عمران نے رابرٹ کو غور

سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جی ہاں.........کیوں رابرٹ نے ایک بار پھر چونکتے ہوئے

جواب دیا۔

تو صرف ان سے یہ پوچھ لیجئے کہ وہ اپنا اصل بیگ پاکیشیا میں کیوں بھول آئے ہیں کیا اس کا کوئی خاص مقصد تھا.........عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کک، کیا، مطلب............بیگ تو وہ ساتھ لے آئے ہیں............رابرٹ عمران کی بات سن کر اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں کے قریب بم پھٹ پڑا ہو۔

وہاں ان کے ایک جیسے دو بیگ تھے اور میرا خیال ہے کہ وہ اصل بیگ جلدی میں وہیں بھول آئے ہیں عمران نے جواب دیا۔

اوہ اگر ایسی بات ہے تو یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے رابرٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

لیں ۔فلڈ ڈیفنس سٹور۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

فاروق عظیم سے بات کراؤ میں رابرٹ بول رہا ہوں رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

بہتر سر ہولڈ آن کیجئے دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک آواز ابھری۔

لیس سر میں فاروق عظیم بول رہا ہوں.......... بولنے والے کا لہجہ خاصا تیز تھا۔

رابرٹ بول رہا ہوں میں نے ایک اہم بات ڈاکٹر داور سے پوچھنی ہے ان سے میرا رابطہ کراؤ۔رابرٹ نے کہا۔

سر وہ سو چکے ہیں آپ مجھے بتائیں جیسے ہی وہ جاگیں گے میں پوچھ لوں گا.........فاروق عظیم نے جواب دیا۔

ان سے پوچھو کہ کیا ان کے پاس اصل بیگ ہے یا وہ اصل بیگ پاکیشیا میں بھول آئے ہیں۔رابرٹ نے کہا۔

کک۔ کک۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ اصل بیگ کا کیا مطلب ہے فاروق عظیم کی آواز رابرٹ سے زیادہ بوکھلائی ہوئی سنائی دی۔

مجھے ابھی پاکیشیا سے اطلاع دی گئی ہے کہ ان کے پاس ایک جیسے دو بیگ تھے ایک وہ لے آئے ہیں اب یہ معلوم نہیں کہ وہ اصل ہے یا دوسرا اس کو کنفرم کرنا ہے تاکہ اصل بھول آئے ہوں تو اسے منگوالیا جائے رابرٹ نے کہا۔

اوہ یہ واقعی انتہائی سیریس مسئلہ ہے میں ابھی انہیں جگا کر پوچھتا ہوں آپ ہولڈ آن کریں گے یا میں آپ کو رنگ کروں فاروق عظیم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

مجھے رنگ کر دینا میں منتظر رہوں گا۔ رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر آئے تھے۔

میں آپ کے متعلق تفصیل سے نہیں جانتا پرنس لیکن کیا واقعی ایسا ہے یا

آپ نے خواہ مخواہ ایک شوشہ چھوڑ دیا ہے رابرٹ نے رسیور رکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرے متعلق آپ کا ہیڈ آفس اچھی طرح جانتا ہے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ میں بیٹھا شوشے چھوڑتا رہوں۔

.........عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

اوہ کیا آپ کا تعلق پاکیشیا سے ہے رابرٹ نے پوچھا۔

میرا تعلق سیارہ مریخ سے ہے مسٹر رابرٹ غیر ضروری تفصیلات پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی ....عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور رابرٹ خاموش ہو کر دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔

میری سمجھ میں ہیڈ آفس کی منطق نہیں آئی ایک طرف تو اتنے خصوصی انتظامات کیے گئے ہیں اور دوسری طرف آپ جیسے لوگوں کو پوچھ گچھ

کے لئے آزادی دے دی گئی ہے..........رابرٹ نے کرخت لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اگر ایسا نہ کیا جاتا تو آپ کو علم ہی نہ ہوتا کہ اصل بیگ کہاں ہے؟ مسٹر رابرٹ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ رابرٹ کوئی جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور رابرٹ نے لپک کر رسیور اٹھالیا۔

یس رابرٹ سپیکنگ رابرٹ نے کہا۔

فاروق عظیم بول رہا ہوں جناب بیگ درست ہے ڈاکٹر داور نے اسے میرے سامنے کھول کر چیک کیا ہے اس میں فائل موجود ہے فاروق عظیم کی تیز آواز سنائی دی۔

اوہ تھینک گاڈ ،ٹھیک ہے رابرٹ نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے اعصاب پر موجود

ٹنوں بوجھ یک لخت اتر گیا ہو۔

اوہ سر ایک اور بات بھی آپ کے نوٹس میں لانی تھی ڈاکٹر داور صاحب نے اپنے ذاتی محافظ کو واپس بھجوا دیا ہے ان کا کہنا تھا کہ اس محافظ کا کام صرف ہم تک پہنچانے تک کا ہی تھا فاروق عظیم نے کہا۔

اچھا تو کیا وہ چلا گیا ہے........رابرٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

جی ہاں.........فاروق عظیم نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے ویسے بھی اس کی ضرورت نہ تھی تھینک یو رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

مگر دوسرے لمحے وہ یک لخت اچھل پڑا جب اس نے عمران کے ہاتھ میں پستول دیکھا جس کا رخ رابرٹ کی طرف ہی تھا۔

کک، کک کیا مطلب۔رابرٹ نے تیزی سے میز کی دراز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

خبردار میں ایک لمحے میں کھوپڑی اڑادوں گا عمران نے غراتے ہوئے کہااور رابرٹ کا ہاتھ تیزی سے پیچھے سمٹ گیا البتہ اس کے چہرے پر شدید ترین پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

اس فاروق عظیم کو یہاں بلاؤ جلدی اور سنو کوئی اشارہ کرنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ ایک لمحے میں ڈھیر کردوں گا..........عمران نے غراتے ہوئے انداز میں کہا۔

مم۔مم مگر کیوں کیا تم غلط آدمی ہو...........رابرٹ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اس رابرٹ کا ہاتھ رسیور کی طرف بڑھا۔

اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے پہلے نمبر عمران کے ذہن میں موجود تھے اس لئے جیسے

جیسے وہ نمبر گھماتا رہا عمران اسے چیک کرتا رہا اس نے نمبر درست ڈائل کیے تھے۔

یس فلڈ ڈیفنس سٹور۔ وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

فاروق عظیم سے بات کراؤ میں رابرٹ بول رہا ہوں رابرٹ نے کہا اب اس کے لہجے میں اعتماد تھا شاید اس نے یہ سوچ لیا تھا کہ فاروق عظیم کے یہاں آنے سے اسے سہارا مل جائے گا۔

یس ہولڈ آن کریں............دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد فاروق عظیم کی آواز سنائی دی۔

یس سر فاروق عظیم بول رہا ہوں خیریت............فاروق عظیم کے لہجے میں حیرت تھی وہ شاید اتنی جلدی دوسری کال پر حیران ہو رہا تھا۔

فاروق، فوراً میرے آفس پہنچو اٹ از ایمرجنسی، رابرٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

ایمر جنسی کیا مطلب ....فاروق عظیم کے لہجے میں پہلے سے زیادہ حیرت عود کر آئی۔

جلدی کرو۔رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

اٹھ کر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ............عمران نے پستول کی نال اس کی گردن سے لگاتے ہوئے کہا۔

اور رابرٹ ہونٹ بھینچتا ہوا اٹھا اور سائیڈ کی دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ حرکت میں آیا اور رابرٹ کی گنجی کھوپڑی پر پستول کا دستہ پوری قوت سے لگا اور رابرٹ اوہ کی آواز نکالتا ہوا منہ کے بل پہلے دیوار سے ٹکرایا اور پھر فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔

مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب نے اس کے ذہن پر

اندھیروں کی چادر تان دی تھی عمران نے پھرتی سے پستول جیب میں ڈالا اور پھر رابرٹ کو گھسیٹ کر ایک بڑی الماری کی آڑ میں لٹا دیا۔

اسی لمحے راہداری میں تیز قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے لپک کر دروازے کی سائیڈ میں چلا گیا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور وہی شخص اندر داخل ہوا جو ڈاکٹر داور کو ائیر پورٹ سے لے کر آیا تھا۔

ہینڈز اپ..........عمران نے انتہائی پھرتی سے پستول اس کی پشت سے لگاتے ہوئے کہا اور وہ یوں اچھل کر مڑا جیسے اس پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو عمران نے اسے مڑنے کی مہلت خود دے دی تھی اور خود ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

کون ہو تم اور مسٹر رابرٹ کہاں ہیں فاروق نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اصل فاروق عظیم کہاں ہے.........جلدی بولو ورنہ

.........عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اصل فاروق عظیم..............فاروق عظیم نے چونکتے ہوئے کہا

اور پھر فاروق عظیم عمران کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔

اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور عمران کے ہاتھوں سے پستول نکلتا چلا گیا مگر اس سے پہلے کہ پستول واپس زمین پر گرتا عمران کی لات بھی اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھومی اور فاروق عظیم جس کا ہاتھ جیب کے اندر پہنچ گیا تھا اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی وہ لٹو کی طرح گھوم گیا کٹک کی آواز کے ساتھ ہی فاروق عظیم کے حلق سے چیخ نکل گئی اس کا بازو کندھے سے اتر چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سیدھا ہوتا اچانک اس کی پشت میں جیسے دہکتا ہوا انگارہ

گھستا چلا گیا اور عمران ایک جھٹکے سے منہ کے بل کراہتے ہوئے فرش پر پڑے فاروق عظیم پر گرتا چلا گیا اس کے پورے جسم میں درد کی اتنی تیز لہر دوڑی کہ اسکا ذہن دوسرے ہی لمحے اسکا ساتھ چھوڑ گیا۔

انتہائی خطرناک آدمی تھا یہ..........ادھیڑ عمر رابرٹ کی آواز سنائی دی وہ الماری کے پیچھے سے کراہتا ہوا اٹھ رہا تھا اسکے ہاتھوں میں سائیلنسر لگا پستول موجود تھا جس کی نال سے اب بھی دھواں نکل رہا تھا۔

واقعی سر، حیرت انگیز آدمی تھا........فاروق عظیم نے بھی ایک بازو کے بل پر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے اوپر پڑے ہوئے عمران کو ایک طرف دھکیل دیا۔

رابرٹ نے آگے بڑھ کر اس کی نبض چیک کی اور پھر تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

کیا یہ زندہ ہے سر..........فاروق عظیم نے کہا۔
ہاں ابھی زندہ ہے میں ہیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں یہ ان کا آدمی ہے رابرٹ نے کہا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے فاروق عظیم اب کرسی پر بیٹھ چکا تھا اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ اپنے کوٹ کے اندرونی جیب کے اندر رینگ رہا تھا اور نظریں فرش پر پڑے ہوئے عمران پر جمی ہوئی تھیں۔
رابرٹ نمبر ملانے کے بعد چند لمحے خاموش رہا پھر اس نے جھنجھلا کر کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ نمبر ملانے لگا۔
فاروق عظیم نے جیب کے اندر سے زہریلی سوئیاں پھینکنے والی مشین نکالی اور پھر اسے ہاتھ میں پکڑ کر مڑ کر رابرٹ کی طرف دیکھا وہ نہ چاہتا تھا کہ رابرٹ اسے سوئی مارتے دیکھ لے۔
مگر اس سے پہلے کہ وہ مڑتا کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور

دوسرے لمحے چوہان اور نعمانی اندر داخل ہوئے ان کے ہاتھوں میں پستول تھے فاروق عظیم اور رابرٹ انہیں آتے دیکھ کر بری طرح اچھلے اور اسی لمحے چوہان کے پستول سے شعلہ اگلا اور فاروق عظیم چیخ مار کر کرسی سمیت پیچھے الٹ گیا گولی اس کے ہاتھ پر پڑی تھی جس میں اس نے سوئیاں پھینکنے والی مشین پکڑی ہوئی تھی اور مشین اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔

خبردار اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا چوہان نے چیختے ہوئے کہا اور نعمانی تیزی سے جھپٹا اور اس نے فرش پر پڑے ہوئے عمران کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر تیزی سے مڑا اور تقریباً بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

کک۔کون ہو تم.........رابرٹ نے میز پر رکھے ہوئے سائیلنسر لگے پستول کی طرف اچٹتی ہوئی نظر ڈالتے ہوئے کہا مگر

چوہان نے اس کی بات کا جواب زبان سے دینے کی بجائے پستول کا ٹریگر دبا کر دیا اور ایک دھماکے سے میز پر پڑا ہوا پستول اڑ کر دور جا گرا اس کے ساتھ ہی چوہان تیزی سے مڑا اور ایک دھماکے سے دروازہ کھول کر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔

جوانا کو ہوش آیا تو وہ ایک کمرے کے درمیان میں موجود ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا اس کے پورے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا اور اس کے گرد چار نقاب پوش کھڑے تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ہنٹر تھا جب کہ باقی تینوں نے سٹین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں۔

جوانا نے ہوش میں آتے ہی ادھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ ایک طرف بیڈ پر پڑے ہوئے ڈاکٹر داور کو دیکھ کر حیران رہ گیا ڈاکٹر داور آنکھیں کھولے پڑے تھے لیکن ان کا بوڑھا جسم بھی رسیوں سے بندھا ہوا تھا ان کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار موجود تھے یوں لگتا تھا جیسے ڈاکٹر داور پر تشدد کیا گیا ہو۔

تمہیں ہوش آ گیا جوانا۔ اب بتاؤ کہ ڈاکٹر داور کا اصل فارمولا کہاں ہے.........ہنٹر والے نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں جوانا سے سوال کیا تھا۔

تم کون ہو...........پہلے اپنا تعارف کراؤ.......جوانا نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے ہی لمحے شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہنٹر گھوما اور جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پورے جسم میں کسی نے انگارے بھر دیئے ہوں اور اس نے حلق میں سے نکلنے والی چیخ کو دبا لیا۔

جو میں پوچھتا ہوں وہ بتاؤ ورنہ کھال ادھیڑ دوں گا نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا۔

تم جوڈش تو نہیں ہو سکتے اتنا تو میں جانتا ہوں یہ بتا دو کہ کیا جوڈش کو تم نے ہائر کیا ہے جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

جوڈش..........وہ بین الاقوامی پیشہ ور قاتل..........اس کا اس معاملہ سے کیا تعلق ہے..........نقاب پوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس کا تعلق ہے اس لئے تو پوچھ رہا ہوں..........جوانا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

ہمارا جوڈش سے کوئی تعلق نہیں ہے تم بتاؤ فارمولا کہاں ہے نقاب پوش نے ہنٹر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

فارمولا ڈاکٹر کے پاس ہوگا ان کے بیگ میں اور کہاں ہوسکتا ہے جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

نہیں وہ اصل فارمولا نہیں ہے ہم نے اسے چیک کرلیا ہے وہ جعلی اور بے کار فارمولا ہے اور سنو جوانا ہم چاہتے تو اس بوڑھے ڈاکٹر کی ہڈیاں توڑ کر بھی اس سے فارمولا حاصل کرسکتے ہیں لیکن اس نے بتایا

ہے کہ فارمولا حفاظت کے طور پر تم نے کہیں چھپا رکھا ہے اس لئے تمہیں ہوش میں لایا گیا ہے ورنہ جس سوئی سے تمہیں بے ہوش کیا گیا تھا اسے نہ نکالا جاتا تو تم ساری عمر ہوش میں نہ آسکتے تھے نقاب پوش نے تیز لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر نے شاید تمہارے تشدد سے بچنے کے لئے ایسا کہہ دیا ہے مجھے کسی فارمولے کا کوئی پتہ نہیں میں تو صرف ڈاکٹر داور کی حفاظت کے لئے ساتھ آیا تھا جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے جواب دیا۔

ہونہہ اس کا مطلب ہے اس بوڑھے نے ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے میں اسے مزہ چکھاتا ہوں.........نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا اور وہ ہنٹر اٹھائے تیزی سے ڈاکٹر کی طرف مڑا باقی تینوں نقاب پوش بھی بے اختیار اس کے پیچھے مڑے۔

اور اسی لمحے جوانا نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور اس کے جسم

پر بندھی ہوئی رسیاں تڑاک تڑاک کی آوازیں نکالتی ہوئیں کچے دھاگے کی طرح ٹوٹتی چلی گئیں۔

رسیاں ٹوٹنے کی آواز سن کر تینوں سٹین گن بردار چونک کر مڑے مگر پلک جھپکتے ہی جوانا بھوکے شیر کی طرح ان کے سر پر پہنچ چکا تھا اور پھر دوسرے لمحے جوانا نے ان تینوں کو ایک زوردار دھکے سے گرا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مڑ کر ہنٹر مارنے کی کوشش کرتے ہوئے نقاب پوش کو ایک زوردار لات رسید کی اور نقاب پوش چیختا ہوا کسی گیند کی طرح اچھل کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا اسے اچھالتے ہی جوانا بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک آدمی سے اس نے سٹین گن جھپٹ لی اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے اچانک اس انداز سے ہٹنے سے ایک دوسرے آدمی کی سٹین گن سے نکلنے والی

گولیاں اس کے قریب سے گزرتی چلی گئیں مگر دوسرے لمحے جوانا کی سٹین گن نے شعلے اگل دیئے۔

پلک جھپکنے میں وہ تینوں شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہو گئے جب کہ دیوار سے ٹکرا کر گرنے والا نقاب پوش ابھی تک دیوار کی جڑ میں پڑا ہوا تھا ہنٹر اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا اسے شاید سر پر چوٹ لگی تھی اس لئے وہ بے ہوش ہوا تھا۔

ان تینوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد جوانا تیزی سے اس کی طرف جھپٹا اور اس نے ایک ہاتھ سے اس نقاب پوش کو گردن سے پکڑ کر فضا میں یوں اٹھا لیا جیسے بچے گڑیا کو اٹھاتے ہیں۔

جوانا نے سٹین گن نیچے پھینک کر دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر چڑھا ہوا نقاب .... اتار دیا۔ وہ کوئی غیر ملکی تھا۔

جوانا نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارا تو ایک زوردار جھرجھری لے کر وہ

ہوش میں آ گیا اس کا چہرہ گردن کے دبنے سے بری طرح بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

اب بولو کون ہو تم..........؟ جوانا نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھ کو زوردار جھٹکا دیا اور غیر ملکی کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی مگر دوسرا لمحہ جوانا کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ غیر ملکی نے اچانک دونوں لاتیں اکٹھی کر کے پوری قوت سے جوانا کے سینے پر ماریں اور جوانا کے ہاتھ سے اس کی گردن چھوٹ گئی اور غیر ملکی بازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر وہ تیزی سے قریب پڑی ہوئی سٹین گن کی طرف جھپٹا مگر اس کے سٹین گن اٹھانے سے پہلے ہی جوانا اس کا ہنٹر اٹھا چکا تھا ہنٹر چونکہ اس کے قریب تھا اس لئے جوانا نے دور پڑی ہوئی مشین گن کی بجائے ہنٹر اٹھانے کو ترجیح دی۔ اور دوسرے ہی لمحے ہنٹر شڑاپ کی تیز آواز نکالتا ہوا غیر ملکی کے جسم پر

پڑا اور مشین گن اٹھا کر مڑتے ہوئے غیر ملکی کے حلق سے نہ صرف چیخ نکل گئی بلکہ مشین گن بھی اسکے ہاتھ سے گر پڑی۔

جوانا کا ہاتھ کسی مشین کی طرح چل نکلا اور شڑاپ شڑاپ کی تیز آوازوں کے ساتھ غیر ملکی کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

غیر ملکی ہنٹر کی ضرب کھا کر اس سے بچنے کے لئے دوڑتا مگر جوانا ایک بڑا قدم لے کر دوبارہ اسے رینج میں لے آتا اور ایک بار پھر ہنٹر غیر ملکی کے جسم سے چمٹ جاتا غیر ملکی چوتھی ضرب کھانے کے بعد بے حال ہو کر گر پڑا۔

بولو کتے کے بچے کون ہو تم ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا جوانا نے پوری قوت سے ہنٹر مارتے ہوئے کہا۔

اور غیر ملکی ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا اس کے پورے جسم سے

خون کی دھاریں سی نکلنے لگی تھیں۔

بولو جلدی............جوانا نے ایک زور ضرب اور لگائی۔

مم۔مم۔لوشار میں لوشار ہوں بلیک ڈاگ تنظیم سے میرا تعلق ہے

لوشار نے بری طرح کراہتے ہوئے جواب دیا۔

تم نے ہمیں اغوا کیوں کیا جلدی بولو۔جوانا نے آگے بڑھ کر اس کے

سینے پر اپنا پیر رکھتے ہوئے کہا۔

اور لوشار کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے باہر کو نکل آئیں اس کا

سانس رکنے لگا اور چہرہ یکلخت نیلا پڑنے لگا۔

باس رچرڈسن نے کہا ہے اس نے نقلی ڈاکٹر داور وہاں پہنچا دیا ہے

لوشار نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

کیوں کیوں جلدی بولو.............جوانا نے پیر کو زور سے جھٹکا دیتے

ہوئے کہا۔

نف۔ فار مولا.........لوشار کے منہ سے بے ربط سے الفاظ نکلے اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے خون کی ایک دھار سی چھوٹ نکلی اور اس نے گردن ڈال دی۔

جوانا نے بے خیالی میں پیر کے زوردار جھٹکے سے اس کا دل ہی پھاڑ دیا تھا۔

اوہ مر گیا چوہے کا بچہ جوانا نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ڈاکٹر کے بیڈ کی طرف بڑھا ڈاکٹر خاموش یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جوانا نے ایک رسی میں ہاتھ ڈال کر اسے زور سے جھٹکا دیا اور رسی ٹوٹ گئی لیکن ڈاکٹر کے حلق سے بھی بے اختیار چیخ نکل گئی لیکن جوانا پرواہ کیے بغیر تیزی سے رسی کو کھولتا چلا گیا اور پھر اس نے بازو سے پکڑ کر ڈاکٹر کو فرش پر کھڑا کر دیا ڈاکٹر کا جسم لڑکھڑانے لگا۔

آپ چل سکتے ہیں ڈاکٹر یا کاندھے پر اٹھا کر لے جاؤں جوانا نے

پوچھا اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

مم،مم، مجھ پر تشدد کیا گیا ہے ڈاکٹر نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور جوانا نے ایک جھٹکے سے اٹھا کر ڈاکٹر کو کاندھے پر ڈالا اور پھر تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا دروازہ کھول کر جب باہر نکلا تو وہ ایک راہداری میں پہنچ گیا راہداری کا اختتام ایک برآمدے میں ہوا جس کے سامنے پورچ میں سفید رنگ کی ٹیوٹا کار موجود تھی یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی نما عمارت تھی جس میں اور کوئی فرد موجود نہ تھا۔

جوانا نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے تیزی سے ڈاکٹر کو کار کے قریب کھڑا کیا اور پھر دروازہ کھول کر ڈاکٹر کو پچھلی نشست پر دھکیل دیا اس لئے دوسرے ہی لمحے کار سٹارٹ ہوئی اور جوانا نے اسے موڑ کر پھاٹک کی طرف دوڑا دیا پھاٹک کے قریب اس نے کار کو روکا اور نیچے اتر کر اس

نے پھاٹک کو کھولا اور پھر دوبارہ اسٹیئرنگ پر بیٹھ کر اس نے کار پھاٹک سے باہر نکالی اب وہ ایک تقریباً ویران سی سڑک پر تھا یہ کوئی نو آباد رہائشی کالونی تھی جوانا تیزی سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا جب کہ ڈاکٹر داور پچھلی نشست پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

جوڈش کی کار سپر کمرشل سٹور سے کچھ فاصلے پر ایک درخت کے نیچے کھڑی تھی اور جوڈش ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہاتھ میں ایک اخبار پکڑے ہوئے اس کے مطالعے میں یوں مصروف تھا جیسے سارے شہر میں اسے اخبار پڑھنے کے لئے یہی جگہ پسند آئی ہو۔

وہ اخبار میں چھپی ہوئی تصویروں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی کار کے ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور جوڈش چونک پڑا۔

اس نے جلدی سے اخبار ساتھ والی سیٹ پر ڈالا اور ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک رسیور نکالا اور کان سے لگالیا یہ بالکل ٹیلی فون

جیسا رسیور تھا اس نے دوسرے ہاتھ سے ڈیش بورڈ کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

ہیلو ہیلو۔ وائٹ کالنگ.......... بلیک اوور.......... بٹن دبتے ہی وائٹ کی آواز کانوں میں پڑی۔

یس بلیک اٹینڈنگ یو اوور.......... جوڈش نے دوسرے ہاتھ سے بٹن دباتے ہوئے جواب دیا۔

یہ رسیور جیسا مائیک اس لئے لگایا گیا تھا کہ باہر سے دیکھنے والا یہی سمجھے کہ وہ کار میں نصب فون پر بات کر رہا ہے ٹرانس میٹر کا شک کسی کو نہ ہو۔

جوڈش ڈاکٹر داور سپر کمرشل سٹور کی دوسری منزل کے آخری کمرے میں موجود ہے البتہ جوانا واپس جا چکا ہے وہ صرف ڈاکٹر کو یہاں پر چھوڑنے آیا تھا اوور.......... دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوہ یہ کیسے ہوسکتا ہے مسٹر وائٹ جوانا ایسا آدمی نہیں ہے کہ اس طرح واپس چلا جائے اوور.........جوڈش نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

مجھے یہی رپورٹ دی گئی ہے بہر حال ڈاکٹر موجود ہے اور ہاں ایک اور عجیب وغریب رپورٹ بھی ملی ہے جس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے وائٹ نے کہا۔

کیسی رپورٹ تفصیل سے بتاؤ اوور............جوڈش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ایل،سی،اے کے انچارج مسٹر رابرٹ کے دفتر میں ایک نوجوان آیا اس نے اپنا نام پرنس بتایا ہیڈ کوارٹر کی طرف سے چونکہ اسکی سفارش کی گئی تھی اس لئے مسٹر رابرٹ نے اسے خوش آمدید کہا اس نے ڈاکٹر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی لیکن چونکہ اس کی ہدایت مسٹر رابرٹ کو نہ

تھی اس لئے اس نے انکار کردیا جس پر اس نوجوان نے اسے کہا کہ وہ ڈاکٹر داور سے پوچھے کہ کیا وہ فارمولے والا اصل بیگ پاکیشیا میں تو نہیں بھول آئے اس پر رابرٹ بوکھلا گیا اور اس نے ڈاکٹر داور کے رابطہ آفیسر فاروق عظیم سے بات کی فاروق عظیم نے ڈاکٹر داور سے بات کر کے رپورٹ دی کہ اصل بیگ مع فارمولا موجود ہے اس پر اس پرنس نے پستول نکال کر رابرٹ کو کور کرلیا اور انہیں رابطہ آفیسر فاروق عظیم کو اس کمرے میں بلانے کا حکم دیا رابرٹ نے فاروق عظیم کو بلا لیا فاروق عظیم کے آنے سے پہلے پرنس نے رابرٹ کو پستول کا بٹ مار کر بے ہوش کر دیا رابرٹ کو جب ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ فاروق عظیم فرش پر گرا پڑا ہے اور پرنس اس کا بازو توڑ رہا ہے رابرٹ کی جیب میں پستول موجود تھا اس نے پستول نکال کر اس پرنس کو گولی مار دی اور پھر اٹھ کر وہ ہیڈ کوارٹر سے ٹیلی فون سے رابطہ قائم کرنے لگا کہ

اچانک دو افراد اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک نے فاروق عظیم پر
گولی چلا دی جو اس کے ہاتھ پر لگی اور دوسرے نے جھپٹ
کر............ پرنس کو اٹھایا اور دروازے سے باہر نکل گیا جب کہ
پہلے والے نے میز پر پڑا ہوا رابرٹ کا پستول نشانہ بنا کر اڑا دیا اور پھر
وہ بھی تیزی سے باہر نکل گیا رابرٹ بعد میں ان کے پیچھے بھاگا لیکن
وہ نہ مل سکے فاروق عظیم اب ہسپتال میں ہے رابرٹ ہمارا آدمی ہے
اس نے ہمیں رپورٹ دی ہے اوور۔ وائٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

اوہ یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے اس کا مطلب ہے کوئی اور پارٹی
بھی میدان میں کود پڑی ہے اوور.......... جوڈش نے کہا۔

ہاں اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن کچھ باتیں بہرحال وضاحت
طلب ہیں ان کی انکوائری میں خود کرلوں گا البتہ تمہارے لئے ایک

اطلاع ہے ابھی تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر کو یہاں سے منتقل کیا جا رہا ہے سیاہ رنگ کی لیموسین کار میں اور اسے دانش روڈ کی تیسری عمارت میں لے جایا جا رہا ہے جہاں فوج کا ایک دستہ اس کی حفاظت کرے گا بیگ اس کے پاس ہو گا جس میں فارمولا موجود ہے اوور وائٹ نے کہا۔

اوہ اگر وہ فوج کی حفاظت میں آ گیا تب تو معاملہ خراب ہو جائے گا اب کیا پروگرام ہے اوور.......... جوڈش نے کہا۔

میں نے سابقہ پروگرام حالات کے تحت بدل دیا ہے اب تم ایسا کرو کہ ڈاکٹر داور کو راستے میں ہی گولی مار دو اور اس کا بیگ اڑا لو اب ہم نے فوری طور پر فارمولے پر قبضہ کرنا ہے اوور۔ وائٹ نے کہا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے دوسری پارٹی کے میدان میں آنے کے بعد ایسا کرنا ضروری ہے اوور جوڈش نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

تو ٹھیک ہے تم ہوشیار رہو وہ تھوڑی دیر بعد یہاں سے نکلیں گے اوور وائٹ نے کہا۔

میں تیار ہوں تم بے فکر رہو بیگ میں نے کہاں پہنچانا ہے اوور جوڈش نے پوچھا۔

تم بیگ لے کر اعظم مینشن کی تیسری منزل پر آ جاؤ............ دانش انٹر پرائزر کے جنرل مینجر سے تم نے ملنا ہے گرم مصالحے کا آرڈر دینا ہے یہ کوڈ ہو گا تمہیں میرے پاس پہنچا دیا جائے گا اوور وائٹ نے کہا۔

ٹھیک ہے میں پہنچ جاؤں گا میری بقایا رقم تیار رکھنا اوور جوڈش نے جواب دیا۔

وہ تیار ہو گئی تم بے فکر رہو اور سنو احتیاط سے کام لینا ہو سکتا ہے دوسری پارٹی بھی اس وقفے میں اس بیگ پر ہاتھ ڈالنا چاہیئے بیگ کسی صورت میں بھی ان کے پاس نہیں جانا چاہیئے اوور وائٹ نے کہا۔

تم جوڈش سے بات کرر ہے ہو مسٹر وائٹ............جوڈش کو ایسی نصیحتوں سے چڑ ہے اوور اینڈ آل............جوڈش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور بٹن دبا کر رابطہ آف کر دیا۔

اس نے رسیور واپس ڈیش بورڈ کے نیچے ہک میں ڈالا اور پھر سائیڈ سیٹ کو اوپر اٹھا کر اس کے نیچے موجود ایک صندوق نما خانے میں سے ایک لمبی سی نال کا عجیب ساخت کا پستول نکال لیا اس پستول کی نال کا آخری سرا کسی بگل کی طرح بنا ہوا تھا اس نے پستول کو جیب میں ڈالا اوراس کی نظریں سامنے سپر کمرشل سٹور کی عمارت پر جم گئیں۔

تقریباً دس منٹ بعد اس نے گیٹ سے سیاہ رنگ کی لیموسین کار کو باہر نکلتے دیکھا کار مڑ کر ادھر ہی آنے لگی جس طرف جوڈش موجود تھا اور چند لمحوں بعد ہی کار اس کے قریب سے گزرتی چلی گئی جوڈش نے دیکھا کہ پچھلی سیٹ پر دو مسلح افراد کے درمیان ڈاکٹر داور بیٹھا ہوا تھا

اور کار کے اگلے حصے میں ایک باوردی ڈرائیور موجود تھا کار اس کے قریب ہی سے گزرتی چلی گئی۔

جب کار آگے جا کر ایک موڑ پر گھوم کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو جوڈش نے تیزی سے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے سیدھا لے جاتا چلا گیا اسے چونکہ سیاہ لیموسین کار کی منزل کا علم تھا اس لئے وہ بے فکری سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

کافی آگے جا کر اس نے ایک چوک سے کار کو موڑا اور پھر تیزی سے دائیں طرف جانے والی سڑک پر کار دوڑاتا چلا گیا کافی آگے جا کر اس نے کار کو ایک بائی روڈ پر موڑ دیا اور پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھتا ہوا وہ تھوڑی ہی دیر بعد دوبارہ ایک اور بڑی سڑک پر پہنچ گیا اسے معلوم تھا کہ دانش روڈ پر جانے کے لئے سیاہ لیموسین کار کو لازماً اسی طرف سے گزرنا ہوگا اور اس نے مشن کی تکمیل کے لئے اسی سڑک کا

انتخاب کیا تھا کیونکہ یہ سڑک یہاں نہ صرف سنسان رہتی تھی بلکہ اس کی ایک سائیڈ پر درختوں کا گھنا ذخیرہ بھی موجود تھا۔

کار کو ایک طرف آڑ میں روک کر وہ تیزی سے نیچے اترا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ ذخیرے میں داخل ہوا اور ایک چوڑے تنے والے درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔

اس نے جیب سے وہ پستول نکالا اور پھر وہ تیزی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس نے پستول کی نال کو زمین سے لگا کر اس کا رخ سڑک کی مخالف سمت کی طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ لی اور خود ادھر دیکھنے لگا جدھر سے اسے سیاہ لیموسین کار کے آنے کی توقع تھی۔

اکا دکا کاریں آ جا رہی تھیں لیکن جوڈش کی نظریں مسلسل اس طرف لگی ہوئی تھیں جدھر سے اس کی مطلوبہ کار نے آنا تھا اس کے چہرے پر گہرا

اطمینان تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کار اکیلی ہے اور اس کا تعاقب یا نگرانی نہیں کی جا رہی۔

چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی اسے دور سے سیاہ لیموسین کار آتی دکھائی دی اس کے اعصاب تن گئے کار کی رفتار خاصی تیز تھی اس وقت ماحول بھی اس کی مرضی کے مطابق تھا اور دوسری کوئی کار بھی سڑک پر نہیں تھی۔

ابھی لیموسین کار اس درخت سے تقریباً سو گز دور تھی تو اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پستول کا ٹریگر دبا دیا پستول کا ٹریگر دبتے ہی جوڈش کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا اور پستول کی نال سے سیاہ رنگ کے سیال کی ایک موٹی سی دھار نکل کر زمین سے ہو کر سڑک پر پھیلتی چلی گئی۔

دوسرے ہی لمحے سیاہ لیموسین کار کے پہیے اس سیال پر آئے اس کے ساتھ ہی کار کا رخ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر جیسے لوہا مقناطیس کی

طرف کھینچتا ہے کار بھی بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر درختوں کی طرف بڑھی چونکہ اس کی رفتار خاصی تیز تھی اس لئے اس کے پہیے کے سلپ ہوتے ہی ڈرائیور کے سنبھلنے سے پہلے ہی ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ کار ایک مضبوط سے درخت کے ساتھ ٹکرائی اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ ایک بار پھر درخت سے ٹکرائی اور دائیں جانب پہلو کے بل الٹ گئی اس کے پہیے اب بھی انتہائی تیزی سے گھوم رہے تھے کار بری طرح پچک گئی تھی۔

جوڈش بھاگتا ہوا کار کی طرف بڑھا کار کی باڈی بری طرح پچک گئی تھی البتہ اسکا ایک پچھلا دروازہ اڑ کر دور جا گرا تھا کار میں آگ لگ چکی تھی۔

جوڈش بھاگتا ہوا کار کے قریب پہنچا اور پھر اچھل کر وہ اس کے اوپر چڑھا ڈرائیور دوسری طرف گرا ہوا تھا جب کہ ڈاکٹر داور اور اس کے دو

مسلح محافظ ایک دوسرے سے خار دار تاروں کی طرح لپٹے ہوئے تھے ان کے جسم بے حس وحرکت تھے یا وہ بے ہوش تھے یا مر چکے تھے جوڈش کو یہ دیکھنے کے لئے فرصت ہی نہ ملی البتہ اس کی نظریں بیگ پر پڑیں جو دروازے کے قریب ہی الٹا پڑا تھا۔

جوڈش نے جھپٹ کر بیگ اٹھایا اور پھر اس نے واپس چھلانگ لگا دی اب بیگ اٹھائے وہ انتہائی تیز رفتاری سے سڑک کراس کر کے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

جیسے ہی جوڈش اپنی کار کے قریب پہنچا ایک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور جوڈش تیزی سے مڑا کار کی پٹرول کی ٹنکی کو آگ لگ چکی تھی اور اب وہ آگ کا گولہ سا بن چکی تھی۔

جوڈش کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی اس نے اپنی کار کا دروازہ کھول کر سائیڈ کی سیٹ اٹھائی اور جیب سے وہ بگل نما پستول

اور بیگ اس میں ڈال کر سیٹ بند کی اور پھر جلدی سے مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے مڑی اور پھر واپس بائی روڈ پر دوڑتی چلی گئی وہ پولیس یا کسی اور کار کے جائے حادثہ کے قریب آنے سے قبل ہی دور نکل جانا چاہتا تھا۔

بائی روڈ سے ہوتا ہوا وہ دوبارہ اس سڑک پر پہنچا جہاں سے وہ بائی روڈ پر مڑا تھا اور اس سڑک پر پہنچتے ہی اس نے کار کی رفتار کو آہستہ کر لیا تھا۔ اب جائے حادثہ پر اس کی موجودگی کا کوئی جواز نہ تھا اس لئے اب وہ اطمینان سے کار چلاتا اس سڑک کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا جس پر اعظم مینشن واقع تھا۔

اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اعظم مینشن کی عمارت کے قریب پہنچ گیا اس نے کار کو پارکنگ میں روکا اور پھر اس

نے سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے اندر سے وہ بیگ اٹھایا اور سیٹ بند کر کے وہ کار کو لاک کر کے عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔
اس کے انداز میں کامرانی تھی اس نے انتہائی آسانی سے اپنا یہ مشن مکمل کر لیا تھا اور نہ صرف مکمل کر لیا تھا بلکہ اس نے وائٹ کے مطلوبہ انداز میں کام کیا تھا اب کوئی بھی اسے ایک ٹریفک حادثے کے علاوہ دوسری شکل نہ دے سکتا تھا وہ سو فیصد ایک حادثہ تھا اسے معلوم تھا کہ سڑک پر پھیلا ہوا مخصوص سیال جس کی مدد سے اس نے یہ حادثہ وقوع پذیر کیا تھا چند ہی لمحوں میں نجارات بند کر فضا میں تحلیل ہو چکا ہو گا۔
مین گیٹ میں داخل ہو کر وہ سیدھا لفٹ میں داخل ہوا اور چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل پر پہنچ گیا سامنے ہی دانش انٹر پرائزر کا بورڈ دروازے پر نظر آ رہا تھا۔
وہ بڑے اطمینان سے اس ہال نما کمرے میں داخل ہوا یہاں دس کے

قریب افراد بیٹھے مختلف میزوں میں دفتری کاموں میں مصروف تھے سامنے اندھے شیشے کا ایک کیبن موجود تھا جس پر جنرل مینجر کی تختی لگی ہوئی تھی دروازے کے قریب ہی ایک کاؤنٹر پر ایک نوجوان لڑکی ٹیلی فون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

جوڈش اس کے قریب جا کر رک گیا۔

لیس فرمائیے لڑکی نے چونک کر جوڈش کی طرف دیکھتے ہوئے

کاروباری انداز میں پوچھا۔

مجھے جنرل مینجر سے ملنا ہے میں نے گرم مصالحے کا آرڈر دینا ہے

جوڈش نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اوہ آیئے تشریف لایئے لڑکی نے تیزی سے اُٹھتے ہوئے کہا پھر کاؤنٹر سے باہر نکل کر دروازے کی طرف لپکی۔

جوڈش حیران تھا کہ آخر لڑکی کیوں جا رہی ہے اس دروازے سے تو وہ

بھی اندر جا سکتا تھا۔

بہرحال وہ کندھے جھٹکتا ہوا لڑکی کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا فائل پر جھکا ہوا تھا لڑکی اسکے قریب سے گزر کر پشت والی دیوار کی طرف بڑھی اور پھر اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کے پٹ کھول کر اندر ہاتھ ڈالا اور کوئی بٹن دبا دیا دوسرے لمحے الماری تیزی سے گھومی اب دو فٹ پیچھے ایک دروازہ نظر آ رہا تھا لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر اس پر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی اور دوسرے لمحے دروازے کی اوپر والی چوکھٹ کے درمیان ایک سبز رنگ کا بلب روشن ہو گیا۔

دروازہ کھول کر سیڑھیاں اتر جایئے سیڑھیوں کا اختتام جس کمرے میں ہو گا وہاں باس موجود ہیں.........لڑکی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور جوڈش سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اس نے دروازے کو دھکیلا اور پھر نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جس کے اوپر سبز رنگ کا بلب جل رہا تھا جوڈش نے دروازے کو دھکیلا تو وہ بھی کھلتا چلا گیا اور جوڈش نے اندر قدم رکھا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک قوی الجثہ ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جو جوڈش کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

آیئے مسٹر جوڈش میں وائٹ ہوں ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے جوڈش کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

اوہ تم ہو وائٹ گڈ............جوڈش نے ادھیڑ عمر آدمی سے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

تشریف رکھیے مجھے یقین ہے کہ آپ کامیاب ہوئے ہوں گے وائٹ

نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جوڈش اور ناکامی۔ دو متضاد الفاظ ہیں مسٹر وائٹ یہ لیجئے بیگ جوڈش نے بڑے بااعتماد انداز میں ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ وائٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

پوزیشن کیا رہی، وائٹ نے بیگ کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے پوچھا وہی حادثہ سو فیصد حادثہ جوڈش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گڈ ویری گڈ............وائٹ نے بے اختیار دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیگ کے تالے کھولنے شروع کر دیئے چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ انہیں کھولنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر بیگ کھول کر اس نے اندر جھانکا تو اس کا چہرہ کھل اٹھا اندر فائل موجود تھی۔

وائٹ نے ہاتھ اندر ڈال کر فائل باہر نکال لی فائل کا کور پاکیشیا کا سرکاری کور تھا اس نے فائل کو کھولا اور کاغذات کو دیکھنے لگا۔

گڈ مسٹر جوڈش آپ واقعی بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں وائٹ نے فائل بند کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک بریف کیس نکال کر میز پر رکھا اور اسے جوڈش کی طرف کھسکا دیا۔

لیجئے یہ آپ کی بقایا رقم چیک کر لیجئے اصل نوٹ ہیں وائٹ نے کہا اور جوڈش نے بڑے سنجیدہ انداز میں بیگ کو کھولا تو اس میں بڑے نوٹوں کی گڈیاں تہہ کر کے رکھی گئی تھیں ہر گڈی پر سٹیٹ بنک آف انقرہ کی باقاعدہ مہر لگی ہوئی تھی اس کے باوجود جوڈش نے دو چار نوٹوں کو غور سے دیکھا اور پھر مطمئن انداز میں انہیں واپس بیگ میں رکھ کر بیگ بند کر دیا۔

ٹھیک ہے مسٹر جوڈش..........ہم کاروبار میں بددیانتی کے قائل نہیں ہیں..........وائٹ نے کہا۔

تھینک یو..........اب مجھے اجازت جوڈش نے کہا۔

میں آپ کے لئے کچھ منگواتا ہوں اس دوران میں یہ فائل بھی چیک ہو جائے گی وائٹ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

اولڈ بوائے کو بھیجو..........اس نے کرخت آواز میں بٹن دبا کر کہا اور پھر بٹن چھوڑ دیا۔

فائل چیک ہونے کا کیا مطلب میں سمجھا نہیں..........جوڈش نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

مسٹر جوڈش یہ کاروبار ہے اس میں ناراضگی نہیں ہونی چاہیے آپ نے نوٹوں کو چیک کیا میں نے برا نہیں منایا تو اس کے جواب میں اگر میں

نے فائل چیک کرنے کی بات کی تو آپ کا لہجہ تلخ ہو گیا وائٹ نے کہا۔

مسٹر وائٹ یہ فائل میں نے تیار نہیں کی میں نے تو اسے دیکھا بھی اب ہے اور ویسے بھی میرے لئے اس کا کوئی مصرف نہیں ہے میرا کام صرف قتل کرنا ہے اور بس اور اسے میں نے آپ کے کہنے کے مطابق اسی کار سے نکالا ہے جس کی نشاندہی آپ نے کی اس لئے یہ جو کچھ بھی ہے اسی طرح ہے اب اگر یہ غلط ہے تو آپ کی ہے صحیح ہے تب بھی یہ آپ کی ہے جوڈش نے سخت لہجے میں کہا۔

میں نے یہ تو نہیں کہا کہ آپ نے اسے تبدیل کر لیا ہو گا مجھے آپ کی شہرت کا اچھی طرح علم ہے کہ آپ کے ہاتھ ہمیشہ صاف رہتے ہیں میرا مقصد صرف یہ تھا کہ فائل چیک کر لی جائے اول تو یہ صحیح ہو گی لیکن دوسری پارٹی کے درمیان میں آجانے سے میں قدرے مشکوک ہو

گیا ہوں اور سب سے بڑا شبہ اس وقت ہوا ہے جب سے مجھے یہ رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر داور کا رابطہ افسر فاروق عظم جسے ہسپتال میں داخل کیا گیا تھا اچانک وہاں سے غائب ہو گیا ہے یا اسے غائب کر دیا گیا ہے اس طرح مجھے شبہ پڑتا ہے کہ کھیل زیادہ گہرا ہو گیا ہے یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی پارٹی ہم سے پہلے ہی چکر چلا گئی ہو..........وائٹ نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عجیب الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہو تم ڈاکٹر داور کے پاس بیگ ہے کیا ڈاکٹر داور احمق ہے اور پھر اس کا کور بتا رہا ہے کہ یہ اصل فائل ہے جوڈش نے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

اولڈ بوائے..........یہ فائل لے جاؤ اور پرفیسر ڈکشن کو کہو کہ وہ اسے چیک کر کے فوری رپورٹ دے اور مہمان کے لئے پرتگالی وہسکی لے

آؤ خصوصی الماری سے............وائٹ نے میز پر رکھی ہوئی فائل مسلح نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

لیس سر............نوجوان نے کہا اور فائل اٹھائے وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد کمرے میں خاموشی طاری رہی تقریباً دو منٹ بعد ہی وہی نوجوان واپس آیا اس کے ہاتھ میں ایک بوتل اور دو جام تھے جو اس نے بڑے مودبانہ انداز میں میز پر رکھ دیئے اور خود سر جھکا کر سلام کرتا ہوا ایک بار پھر واپس چلا گیا۔

وائٹ نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور اس میں موجود شراب سے دونوں جام بھرے اور ایک جام جوڈش کی طرف کھسکا دیا۔

لیجئے۔یہ دنیا کی نایاب شراب ہے تین سو سال پرانی پرتگالی شراب وائٹ نے کہا اور جوڈش نے جام اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

واقعی شراب نایاب تھی اس نے ایک ہی سانس میں جام خالی کر دیا اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

اوہ واقعی نایاب شراب ہے۔ بہت بہت شکریہ مسٹر وائٹ جوڈش نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

اور لیجئے۔ یہ بوتل آپ ہی کے لئے ہے میں نے تو صرف اس لئے ایک جام لیا ہے تاکہ آپ کسی شک میں مبتلا نہ ہوں وائٹ نے کہا اور اپنا خالی جام میز پر رکھ دیا۔

اوہ اچھا شکریہ جوڈش نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر بوتل اٹھائی اور اسے منہ سے لگا لیا اس نے اس وقت تک بوتل منہ سے نہ ہٹائی جب تک اس میں موجود شراب کا آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا جب اس نے خالی بوتل میز پر رکھی تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا آنکھیں قدرے پھیل سی گئی تھیں۔

گڈ ....آج پہلی بار معلوم ہوا ہے کہ پرانی شراب کا کتنا مزہ ہے مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میں نے پچاس بوتلیں پی لی ہوں ....جوڈش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وائٹ کوئی جواب دیتا میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی وائٹ نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

لیس وائٹ ....سپیکنگ وائٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

سر میں پروفیسر ڈکشن بول رہا ہوں فائل کو میں نے چیک کر لیا ہے یہ جعلی فائل ہے اس میں فارمولا ضرور موجود ہے مگر یہ فارمولا ایٹم بم کے مرکزی خلیات کا فارمولا ہے جسے آج کل کالجوں میں عام پڑھایا جاتا ہے پروفیسر ڈکشن نے جواب دیا۔

اوہ یہ کیسے ہوسکتا ہے یہ فارمولا ڈاکٹر داور کے بیگ سے اڑایا گیا ہے اور ڈاکٹر داور مر چکا ہے وائٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

فائل میں جو کچھ ہے وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے سر۔ پروفیسر ڈکشن نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے فائل واپس بھجوا دو ....وائٹ نے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

وہی بات نکلی جس کا مجھے خدشہ تھا فائل جعلی ہے وائٹ نے سرد لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے جوڈش سے مخاطب ہو کر کہا۔

میں نے سن لیا ہے لیکن یہ بات میرے حلق سے نہیں اتر رہی ڈاکٹر کو ائیر پورٹ سے ایل ،سی ،اے کے مخصوص لوگوں نے لیا اور اسے لے کر مخصوص کمرے میں رکھا گیا ارے اوہ......... ہاں ایسا ہو سکتا ہے بالکل ایسا ہی ہوا ہو گا اچانک جوڈش اچھل پڑا۔

کیا ہوا.........وائٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

اوہ اب میں سمجھا کہ جوانا کیوں واپس چلا گیا ہے مسٹر وائٹ اب بات

سمجھ میں آتی ہے ہمارے ساتھ کھیل کھیلا گیا ہے ڈاکٹر داور نے اصل فارمولا جوانا کو دے کر کہیں بھیج دیا ہے اسے شاید پہلے سے فارمولا اڑائے جانے کا خطرہ تھا یا پھر ہوسکتا ہے یہ مشورہ اسے جوانا نے دیا ہو اور جوانا وہ فارمولا لے کر چلا گیا وہ یقیناً اس شہر میں کہیں چھپا ہوا ہوگا ان کا مقصد ہوگا کہ عین کانفرنس کے وقت جوانا ظاہر ہوجاتا اور فارمولا کانفرنس میں پیش کر دیا جاتا جوڈش نے کہا۔

اوہ تمہارا تجزیہ بالکل درست ہے اس کا مطلب ہے فارمولا جوانا کے پاس ہے اور چونکہ ڈاکٹر داور ختم ہو چکا ہے اس لئے جوانا جیسے ہی ڈاکٹر داور کے قتل کی خبر سنے گا وہ فوراً فارمولے سمیت واپس جانے کی کوشش کرے گا وائٹ نے کہا۔

بالکل اب جوانا کو تلاش کرو، اس سے فارمولا حاصل کرنا تمہارا کام ہے جوڈش نے کہا۔

نہیں جوڈش جوانا ہمارے بس کا روگ نہیں ہے وہ تمہاری فیلڈ کا آدمی ہے اسے تلاش تو ہم کرلیں گے لیکن اس کا خاتمہ کر کے اس سے فارمولا حاصل کرنا تمہارا کام ہے وائٹ نے کہا۔

مسٹر وائٹ تمہیں معلوم ہے کہ میں کرائے پر کام کرتا ہوں میرے ذمے تم نے ایک مشن لگایا جو میں نے مکمل کرلیا اب اگر تم میرے ذمے دوسرا مشن لگانا چاہتے ہو تو اس کا معاوضہ طے کرلو ویسے میرا مشورہ یہی ہے کہ جوانا کے لئے اب ضروری نہیں ہے کہ اسے کسی خاص طریقے سے ختم کیا جائے اسے کہیں سے بھی گولی ماری جاسکتی ہے اور تم یا تمہارے آدمی آسانی سے ایسا کر سکتے ہیں اس کے لئے مزید رقم ضائع نہ کرو جوڈش نے کہا۔

مسٹر جوڈش اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی صورت میں سامنے نہیں آنا چاہتے ہمارا سامنے آنے کا مطلب یہ ہوگا کہ یہاں موجود ایکریمیا

اور روسیاہی سیکرٹ ایجنٹوں کو اس فارمولے کی بھنک مل جائے گی اور اس کے بعد معاملات ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں گے وائٹ نے کہا۔

لیکن ظاہر ہے تم بھی تو کسی ملک کے لئے کام کر رہے ہو گے ورنہ بذات خود تمہاری تنظیم کو اس فارمولے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے .... جوڈش نے کہا۔

ہاں یہ درست ہے ہم ایک ملک کے لئے کام کر رہے ہیں .... لیکن وہ ملک روسیاہ اور ایکریمیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور خود وہ سامنے آکر پاکیشیا اور دوسرے اسلامی ممالک سے مخالفت مول نہیں لے سکتا۔

اس لئے اس نے ہمارا سہارا لیا ہے ورنہ ظاہر ہے اس کی اپنی سیکرٹ سروس بھی یہ مشن مکمل کر سکتی تھی وائٹ نے جواب دیا۔

دیکھو فارمولے کا حصول میرا کام نہیں ہے مجھے تو ٹارگٹ بتاؤ کہ میں نے کسے ختم کرنا ہے اور تم کس طریقے سے اسے ختم کرانا چاہتے ہو بس اور اس کے لئے مجھ سے معاوضہ طے کر لو آدھا میرے اصول کے مطابق پہلے ادا کر دو اور آدھا بعد میں .... جوڈش نے اس بار قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا وہ سیدھا سادھا قاتل قسم کا آدمی تھا یہ جاسوسی قسم کی الجھنیں اس کے بس کا روگ نہ تھیں۔

ٹھیک ہے تمہارا ٹارگٹ اب جوانا ہے لیکن تم نے اسے ہلاک کرنے کی بجائے اغوا کرنا ہے اور ہمارے حوالے کر دینا ہے اس کے بعد تمہارا مشن ختم معاوضہ بھی اغوا کا دیا جائے گا بولو کتنا معاوضہ لو گے .... وائٹ نے کہا۔

سوری یہ میری فیلڈ کا کام نہیں ہے میرا کام قتل کرنا ہے اغوا کرنا نہیں اور یہ بات بھی نوٹ کر لو کہ جوانا ماسٹر کلرز کا ممبر رہا ہے وہ پیشہ ور قاتل

ہے اس لئے اسکا اغوا خالہ جی کا کھیل نہیں ہے اور جہاں تک رہا قتل کا معاملہ اگر تم جوانا کو قتل کرنے کے لئے مجھے ہائر کرنا چاہتے ہو تو اس کا معاوضہ ڈاکٹر داور سے دوگنا ہو گا جوڈش نے جواب دیا۔

اوکے۔ اگر مجھے ضرورت پڑی تو میں تم سے رابطہ پیدا کرلوں گا اور معاوضہ بھی اسی وقت طے کرلیں گے فی الحال میں اسے تلاش تو کرلوں اور یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ فارمولا اس کے پاس ہی نہ ہو ....وائٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

اوکے.........پھر مجھے اجازت جوڈش نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تھینک یو گڈ بائی وائٹ نے کہا اور جوڈش نے رقم کا بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف مڑا۔

ایک منٹ مسٹر جوڈش......... بائی دے وے اگر میں یہ رقم والا بیگ باہر نہ جانے دوں تو..........وائٹ نے کہا۔

اوہ۔ازما کر دیکھ لو۔ جوڈش یوں ہی منہ اٹھائے اندر نہیں آ گیا جوڈش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وائٹ ایک لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا پھر وہ ہنس پڑا۔

یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے مسٹر جوڈش آپ بے فکر ہو کر جائیں میں نے تو ویسے ہی کہہ دیا تھا وائٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور جوڈش ہنستے ہوئے سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا.........اس کے باہر جاتے ہی وائٹ نے تیزی سے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس جانی واکر سپیکنگ.........دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

وائٹ پینتھر.........وائٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

اوہ یس باس حکم باس..........دوسری طرف سے بولنے والے کا

لہجہ یک لخت مودبانہ ہو گیا۔

جانی واکر۔ ماسٹر کلرز کے جوانا کو جانتے ہو..........وائٹ نے کہا۔

نام تو سنا ہوا ہے لیکن کبھی ملاقات نہیں ہوئی............دوسری طرف سے کہا گیا۔

وہ ایک دیو قامت حبشی ہے لمبے چوڑے قد و قامت کا بس یہی اس کی نشانی ہے اسے فوری طور پر تلاش کرنا ہے وائٹ نے کہا۔

باس یہاں حبشی تو بے شمار ہوں گے اور عام طور پر حبشی دیو قامت ہی ہوتے ہیں ویسے میرا خیال ہے بیلارڈ اسے جانتا ہوگا کیونکہ وہ اسی فیلڈ میں رہا ہے میں بیلارڈ کو اس مہم کا انچارج بنا دیتا ہوں جانی واکر نے جواب دیا۔

گڈ وہ اسی شہر میں موجود ہے اسے فوری تلاش کر کے مجھے بتاؤ اور جب تک میں حکم نہ دوں اسے چھیڑا نہ جائے وائٹ نے کہا۔

یس باس حکم کی تعمیل ہوگی جانی واکر نے جواب دیا اور وائٹ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر اس نے ہاتھ ہٹایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی وائٹ نے رسیور اٹھالیا۔

یس وائٹ سپیکنگ وائٹ نے غراتے ہوئے کہا۔

باس میں مانکی بول رہا ہوں ڈاکٹر داور کی کار کو حادثہ پیش آ گیا ہے اور وہ ہلاک ہو چکا ہے دوسری طرف سے کہا گیا۔

مجھے معلوم ہے وائٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مگر باس جو اطلاع میں آپ کو دینا چاہتا ہوں وہ یقیناً آپ کو معلوم نہیں ہوگی وہ اصل ڈاکٹر داور نہیں تھا بلکہ اس کے میک اپ میں کوئی یورپی تھا مانکی نے کہا۔

کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے وائٹ واقعی حیرت کی زیادتی سے

اچھل پڑا تھا۔

میں درست کہہ رہا ہوں جناب پوسٹ مارٹم کے وقت اس بات کا پتہ چلا ہےاور سر ایک اور اہم اطلاع بھی ڈاکٹر داور کی جگہ جو آدمی ہلاک ہوا ہے وہ بلیک ڈاگ کا آدمی ہے مانکی نے کہا۔

اوہ بلیک ڈاگ۔اوہ یہ کیسے ہوسکتا ہے بلیک ڈاگ کیسے اس چکر میں الجھ گیا..........وائٹ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

سر میں ذاتی طور پر جانتا ہوں اس آدمی کا نام لاڈک ہےاور وہ بلیک ڈاگ کا اہم رکن ہے مانکی نے کہا۔

اس کا مطلب ہے معاملات انتہائی پیچیدہ ہو گئے ہیں تم ایسا کرو بلیک ڈاگ کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کرو اس کا مطلب ہے اصل ڈاکٹر داور بلیک ڈاگ کے قبضے میں ہو گا ہمیں فوراً اسے برآمد کرنا ہے

..........وائٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے باس میں ان کا ایک اہم اڈہ جانتا ہوں تھوڑی دیر بعد وہاں سے سن گن لے کر حالات معلوم کر کے آپ سے رابطہ کروں گا ....مانکی نے جواب دیا۔

گڈ فوراً معلوم کرو میں تمہاری طرف سے اطلاع کا منتظر رہوں گا وائٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

حالات لمحہ بہ لمحہ بدلتے جا رہے تھے بلیک ڈاگ کے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ انتہائی خطرناک قسم کی تنظیم ہے اور کسی اونچے کیس میں ہی ہاتھ ڈالتی ہے بہر حال اب مقابلہ دو طرفہ ہو گیا تھا ایک اور پارٹی بھی پرنس نام کی سامنے آئی تھی اور اب اسے خیال آ رہا تھا کہ پرنس پارٹی یقیناً کوئی تیسری پارٹی ہے اگر اس کا تعلق بلیک ڈاگ سے ہوتا تو وہ کبھی اس طرح ڈاکٹر داور کا پتہ نہ کرتی کیونکہ بلیک ڈاگ

نے تو اصل چکر چلا رکھا تھا اور اب اسے رابطہ آفیسر فاروق عظیم کے غائب ہونے کا خیال آیا وہ سمجھ گیا کہ فاروق عظیم اور اس بلیک ڈاگ کا ہی نمائندہ ہوگا انہوں نے شروع سے ہی ڈاکٹر داور پر قبضہ کر لیا تھا اور یہ قبضہ فاروق عظیم کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا ظاہر ہے فاروق عظیم کو تلاش کرنا بے سود ہوگا کیونکہ جو شخص بھی فاروق عظیم کے روپ میں ہوگا وہ اب اپنا حلیہ بدل چکا ہوگا بس اب دو صورتیں سامنے رہ گئی تھیں ایک جوانا اور دوسرا بلیک ڈاگ ان کے متعلق معلومات ملنے کے بعد ہی وہ آئندہ کا لائحہ عمل طے کر سکتا تھا۔

عمران کو جیسے ہی ہوش آیا اس نے اپنے سامنے نعمانی اور چوہان کو بیٹھے ہوئے دیکھا عمران آنکھیں کھولتے ہی سمجھ گیا کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر موجود ہے۔

ارے تمہارے چہرے کیوں لٹکے ہوئے ہیں کیا جیبیں کٹ گئی ہیں چچ چچ پردیس میں جیب کٹ جائے تو کوئی بھیک بھی نہیں دیتا عمران نے کہا اور وہ دونوں عمران کی آواز سنتے ہی اچھل پڑے۔

شکر ہے خدا کا آپ کو ہوش تو آیا ہم تو پریشان ہو گئے تھے ....نعمانی اور چوہان ....دونوں نے اٹھتے ہوئے اور لپک کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

ارے ارے بیٹھ جاؤ بھائی کیا دوبارہ بے ہوش کرنے کا ارادہ ہے عمران نے کہا اور وہ دونوں جو بے اختیار اس کے قریب آ گئے تھے مسکرا کر واپس کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

تم دونوں وہاں کیسے پہنچ گئے تھے عمران نے پوچھا۔

آپ جب اندر گئے تو میں صرف یہ دیکھنے.........کہ آپ کہاں جا رہے ہیں آپ کے پیچھے گیا تھا جب آپ گیلری میں داخل ہو کر اندر چلے گئے تو میں وہیں ارد گرد گھومتا رہا نعمانی بھی اندر آ گیا تھا تھوڑی دیر بعد ہم نے اس آدمی کو جو ڈاکٹر داور کو لے کر آیا تھا بڑی پریشانی کے عالم میں اس گیلری میں داخل ہوتے دیکھا اس کے چہرے پر ایسے آثار تھے کہ میں ٹھٹھک گیا چنانچہ میں نے گیلری میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تاکہ صورت حال کو سمجھ سکوں نعمانی کو کہہ کر میں نے صدیقی کو بھی بلوا لیا اور پھر صدیقی نے اس سیلز گرل کو اپنی طرف متوجہ

کیا اور ہم دونوں گیلری میں داخل ہو گئے اندر داخل ہوتے ہی ہمیں
اندر پستول چلنے کا دھماکہ سنائی دیا اور پھر جب ہم اس دروازے کے
قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ آپ فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے ہیں
ایک ادھیڑ عمر ٹیلی فون پر جھکا ہوا تھا جب کہ وہ آدمی جو ڈاکٹر داور کو
لے کر آیا تھا ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں زہریلی سوئیاں
پھینکنے والی مشین تھی اور وہ آپ کو نشانہ بنانا ہی چاہتا تھا کہ ہم اندر
داخل ہوئے اس آدمی کے بازو پر میں نے گولی چلا دی اس طرح
مشین اس کے ہاتھ سے نکل گئی نعمانی نے آپ کو اٹھایا اور میں نے
اس ادھیڑ عمر کے میز پر پڑا ہوا پستول کو گولی سے دور پھینک دیا اور پھر
میں بھی باہر نکل آیا میں نے دروازے کو باہر سے بند کیا اور پھر ہم
بھاگتے ہوئے کمرشل سٹور میں آئے اور انتہائی تیزی سے آپ کو کار
میں ڈال کر وہاں سے نکل آئے نزدیک ہی ہمیں ایک پرائیویٹ

ہسپتال نظر آ گیا ہم آپ کو وہاں لے گئے ڈاکٹر کو ہم نے موٹی رقم دے کر مطمئن کر دیا اور اس نے آپ کا آپریشن کیا اور آپ کی کمر میں موجود گولی نکال دی ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ صرف ایک انچ گولی اگر دائیں طرف لگ جاتی تو آپ کے دل میں گھس جاتی بہر حال جب آپ کی حالت خطرے سے باہر ہو گئی تو ہم آپ کو یہاں لے آئے اور اب آپ کو ہوش آ گیا ہے چوہان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گڈ شو۔ ویسے اس ڈاکٹر کو معلوم نہیں تھا میں نے اپنے دل میں کبھی محبت کو بھی داخل نہیں ہونے دیا گولی کو کیسے داخل ہونے دیتا صدیقی کہاں ہے عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اسے اٹھتے وقت ذرا سی تکلیف کا احساس تو ہوا لیکن یہ تکلیف نا قابل برداشت نہ تھی۔

ابھی آپ کا زخم کچا ہے آپ آرام کریں چوہان نے کہا۔

اوہ آرام میری قسمت میں ہی نہیں ہے یہی ایک لفظ تو اللہ میاں نے میری تقدیر میں لکھا نہیں بہر حال بے فکر رہو کوئی ایسی بات نہیں تم نے بتایا نہیں کہ صدیقی کہاں ہے عمران نے کہا۔

اسے میں نے وہیں بھیجا ہے نگرانی کے لئے آپ کو دس گھنٹے بعد ہوش آیا ہے............چوہان نے جواب دیا۔

اچھا اور کوئی رپورٹ..........عمران نے کہا۔

صدیقی وہیں رہ گیا تھا اس نے رپورٹ دی ہے کہ اس آدمی کو جو ڈاکٹر کو لے آیا تھا ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے البتہ وہ سیاہ لیموسین وہیں موجود ہے جوانا اور ڈاکٹر داور اپنے کمروں سے باہر نہیں آئے چوہان نے کہا۔

وہاں کوئی چکر چل گیا ہے جوانا کو یا تو قتل کر دیا گیا ہے یا اسے کہیں غائب کر دیا گیا ہے اس لئے تو جھگڑا ہوا اب مجھے فوری طور پر ڈاکٹر

داور سے ملنا ہوگا............عمران نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اوہ یہ کیسے ہوسکتا ہے جوانا اتنی آسانی سے تو قتل ہونے والا نہیں ہے چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہاں مشکل تو ضرور پیش آئے گی انہیں بہرحال..........عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا جیسے اسے جوانا کے قتل ہونے پر کوئی افسوس ہی نہ ہوا ہو اور چوہان اور نعمانی حیرت سے اسے دیکھتے ہی رہ گئے۔

اسی لمحے قریب پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور چوہان نے رسیور اٹھالیا۔

یس چوہان سپیکنگ ....چوہان نے کہا۔

میں صدیقی بول رہا ہوں ڈاکٹر داور کی کار کو حادثہ پیش آگیا ہے وہ ہلاک ہوگئے ہیں دوسری طرف سے صدیقی نے کہا۔

کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے چوہان نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا اور عمران نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا صدیقی میں عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر داور کے متعلق کیا کہہ رہے ہو تم عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

اوہ سر آپ کو ہوش آ گیا صدیقی نے دوسری طرف سے کہا۔

تم میرے ہوش کو چھوڑو، اور رپورٹ دو............عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

سر میں وہاں سپر کمرشل سٹور پر نگرانی کر رہا تھا کہ میں نے ڈاکٹر داور کو بیگ لئے دو مسلح افراد کے ساتھ باہر آتے دیکھا وہ اس سیاہ لیموسین کار میں بیٹھ گئے میں نے خاصا فاصلہ دے کر ان کا تعاقب شروع کیا تا کہ انہیں تعاقب کا احساس نہ ہو سکے وہ مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد جب ایک سنسان سڑک پر پہنچے تو میں نے احتیاط کے طور پر

فاصلہ اور بڑھا دیا ایک موڑ پر سیاہ لیموسین کار میری نظروں سے اوجھل ہوگئی جب میں موڑ کاٹ کر سیدھی سڑک پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ سیاہ لیموسین کار حادثے کا شکار ہو چکی تھی وہ سڑک سے ہٹ کر ایک درخت سے ٹکرائی تھی اور پہلو کے بل الٹی ہوئی تھی اور دھڑ ادھڑ جل رہی تھی میں کار روک کر اس کے قریب گیا تو میں نے اندران مسلح افراد، ڈاکٹر اور ڈرائیور کی لاشیں دیکھیں وہ بھی خوفناک آگ میں جل رہی تھیں اس دوران دوسری کاریں آگئیں اور پھر پولیس بھی وہاں پہنچ گئی آگ کو بجھا دیا گیا باقی افراد کی لاشیں تو خاکستر ہوگئیں البتہ ڈاکٹر داور کی لاش قدرے محفوظ تھی انہیں پولیس فوراً ہسپتال لے گئی ان کا چہرہ قدرے محفوظ تھا اور پہچانا جا سکتا تھا میں چونکہ وہاں پہلے پہنچا تھا اس لئے پولیس نے میرا بھی بیان لیا ہے لیکن میں نے اپنے بیان میں صرف یہی کہا ہے کہ میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ میں نے حادثہ شدہ

کار کو دیکھا ہے پولیس سے اب فارغ ہو کر میں فون کر رہا ہوں ....صدیقی نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

اوہ ویری بیڈ........یہ تو انتہائی خوفناک حادثہ ہے اچھا ٹھیک ہے تم واپس آجاؤ........عمران نے کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

ڈاکٹر داور کے ساتھ فارمولا بھی تو جل گیا ہوگا............چوہان نے عمران سے کہا۔

اوہ فارمولا ارے نہیں فارمولا تو میں نے پہلے ہی ڈاکٹر داور کے بیگ سے نکال لیا تھا ان کے پاس نقلی فارمولا تھا میرا تیار کردہ۔عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور چوہان اور نعمانی دونوں عمران کی پیش بینی پر دل ہی دل میں ششدر رہ گئے۔

عمران بیڈ پر ہی بیٹھا کچھ لمحے سوچتا رہا پھر اس نے چوہان کو فون اٹھا

کر دینے کا اشارہ کیا چوہان نے فون اٹھا کر عمران کے ساتھ رکھ دیا عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس سوشل ویلفیئر کمیونٹی سنٹر............چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

ڈائریکٹر جنرل سے بات کراؤ............انہیں کہو کہ پرنس بات کرنا چاہتا ہے پرنس آف پاکیشیا.........عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اوہ اچھا، ہولڈ آن کیجئے، دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک گھمبیر سی آواز سنائی دی۔

یس رازی سپیکنگ ڈائریکٹر جنرل بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی اداسی تھی۔

میں پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں.........کانفرنس کے سلسلے میں کیا پروگرام ہے......عمران نے کہا۔

پرنس اب کیسی کانفرنس یہاں تو الٹا ہی چکر چل پڑا ہے ڈاکٹر داور کی کار کو حادثہ پیش آ گیا ہے فارمولا والا بیگ ان کے پاس تھا وہ بھی ظاہر ہے جل کر خاکستر ہو گیا لیکن ابھی ابھی ایک ایسی رپورٹ ملی ہے جس نے ہمیں چکرا دیا ہے ڈاکٹر داور کا جب پوسٹ مارٹم کیا جانے لگا تو پتہ چلا کہ وہ نقلی تھے وہ کوئی یورپی آدمی تھا اس کے چہرے پر ڈاکٹر داور کا میک اپ کیا گیا تھا رازی نے کہا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ ڈاکٹر جو ہلاک ہوا ہے نقلی تھا۔ عمران یہ بات سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

ہاں ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اصل ڈاکٹر داور کہاں گیا اور جب کہ ائیر پورٹ پر سے انہیں لا کر مخصوص عمارت میں ٹھہرایا گیا تھا اور وہاں سے رابرٹ نے رپورٹ دی تھی کہ کوئی شخص آپ کا نام لے کر اس کے پاس پہنچا اور اس نے رابطہ افسر کو وہاں

بلانے پر مجبور کیا اور پھر اس نے رابرٹ کو بے ہوش کر دیا اور فاروق عظیم کو زخمی کر دیا رابرٹ نے اسے گولی ماردی لیکن اس کے ساتھی اسے زخمی حالت میں اٹھا کر لے گئے پھر ان کا پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کون تھے اور کیا چاہتے تھے فاروق عظیم رابطہ آفیسر کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا لیکن اب پتہ چلا ہے کہ اسے وہاں سے اغوا کر لیا گیا ہے عجیب چکر ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس لئے اب ظاہر ہے کہ کانفرنس منسوخ کرنا ہوگی میں نے اس سلسلہ میں خصوصی میٹنگ طلب کی ہے رازی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

آپ کانفرنس منسوخ نہ کریں بلکہ تا اطلاع ثانی ملتوی کر دیں اصل فارمولا محفوظ ہاتھوں میں ہے اصل ڈاکٹر داور کو تلاش کر کے میں آپ کو فون کر دوں گا اور پھر آپ کانفرنس بلا لیں ....عمران نے کہا۔

اوہ کیا کہہ رہے ہو اصل فارمولا محفوظ ہے.........رازی نے چونکتے

ہوئے کہا۔

ہاں اس کے بارے میں بے فکر رہیں لیکن یہ بات صرف آپ تک

رہے یہ سارا چکر اصل فارمولا اڑانے کے لئے چل رہا ہے کوئی جرائم

پیشہ تنظیم میدان میں آچکی ہے اس کے خاتمے کے بعد ہی کانفرنس

بلائی جاسکتی ہے۔.........

عمران نے جواب دیا۔

اوہ گڈ۔آپ نے تو ایک بڑی خوشخبری دی ہے لیکن ڈاکٹر داور کی

موجودگی بھی کانفرنس میں ضروری ہے ان کے بغیر فارمولے پر

ڈسکس نہیں ہوسکتی............رازی نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر داور اگر زندہ ہیں تو ضرور کانفرنس میں شرکت

کریں گے اوکے گڈ بائی.........عمران نے کہا اور دوسری طرف

سے کوئی بات سنے بغیر ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

اصل ڈاکٹر داور زندہ ہے اور اب ہم نے اس کا پتہ چلانا ہے میرا خیال ہے کہ عمارت میں داخل ہوتے ہی جوانا اور اصل ڈاکٹر داور کو غائب کر دیا گیا اور ڈاکٹر داور کی جگہ نقلی آدمی نے لے لی اور ہماری وجہ سے وہ نقلی ڈاکٹر داور کو کہیں بھیجنا چاہتے تھے کہ کوئی اور پارٹی درمیان میں کود پڑی اور حادثے کی صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کارنامہ جوڈش کا ہوگا اس کا مطلب ہے کہ جوڈش کسی اور پارٹی کے لئے کام کر رہا ہے عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن اب جوانا اور ڈاکٹر داور کا کیسے پتہ چلے گا نعمانی نے کہا مجھے چلہ کھینچنا پڑے گا تب ہی معلوم ہوگا عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نعمانی نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔

عمران کی فراخ پیشانی پر شکنیں پھیلی ہوئی تھیں وہ کسی گہری سوچ میں

غرق تھا چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اب ہمیں اس پارٹی کو تلاش کرنا ہے جس سے وہ فاروق عظیم تعلق رکھتا تھا اس سے ڈاکٹر داور اور جوانا کا پتہ چل سکتا ہے عمران نے ٹہلتے ہوئے کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور صدیقی اندر داخل ہوا اس نے عمران کو سلام کیا۔

صدیقی حادثے کے وقت تم نے کوئی خاص چیز دیکھی ہو کوئی ایسی چیز جو خلافِ معمول ہو.........عمران نے صدیقی کو دیکھتے ہی پوچھا۔

نہیں عمران صاحب وہ سو فیصد حادثہ تھا سڑک پر کار کے پہیوں کے سلپ ہونے کے نشانات نمایاں تھے صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اچھا ٹھیک ہے تم سب میک اپ کر کے شہر میں پھیل جاؤ خاص طور پر

ایسے اڈوں میں جاؤ جہاں جرائم پیشہ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں وہاں تم
نے اپنے کان کھلے رکھنے ہیں ہوسکتا ہے کوئی کلیو ہاتھ لگ جائے بی
ون ٹرانس میٹر اپنے پاس رکھنا میں یہاں کے ایک مشہور غنڈے نتاشا
کے پاس جاتا ہوں نتاشا بار میں وہ میرا پرانا واقف ہے ہوسکتا ہے اس
کے ذریعے کوئی کلیو مل جائے عمران نے انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا
اور وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے عمران بھی
اٹھ کر ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اب تم کہاں جارہے ہو ڈاکٹر داور نے چند لمحوں کے بعد جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

یہاں میرا ایک پرانا دوست ہے پہلے تو ہم وہاں جائیں گے اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا چاہئے جوانا نے جواب دیا اور ڈاکٹر داور نے بھی سر ہلا دیا کیونکہ اس کے ذہن میں بھی کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے وہ ان حالات میں سو فیصد محفوظ سمجھتے ہیں۔

جوانا تیزی سے کار چلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا چلا جارہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس نو آباد کالونی سے نکل کر شہر کی معروف سڑک پر پہنچ گئے اور اس سڑک سے گزرنے کے بعد جوانا نے کار ایک چوک سے دائیں جانب موڑی اور نسبتاً ایک سنسان سڑک کی طرف بڑھنے

لگا اس سڑک پر بڑے بڑے عظیم الشان دفاتر تھے لیکن اس کے باوجود یہاں ٹریفک قدرے کم تھی جوانا نے کار ابھی اس سڑک پر تھوڑی ہی بڑھائی تھی کہ اس کی نظر ایک عظیم الشان عمارت کے مین گیٹ پر پڑی اس نے جوڈش کو بیگ ہاتھ میں اٹھائے عمارت سے باہر نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو جوانا نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور اسے سڑک کی ایک سائیڈ میں لے جا کر روک دیا۔

کیا ہوا۔ ڈاکٹر داور نے جو پچھلی نشست پر اپنے ہی خیالوں میں غرق بیٹھے ہوئے تھے کار کے رکتے ہی چونک کر پوچھا۔

کچھ نہیں..........ایک آدمی نظر آیا ہے جوانا نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

جوڈش کی کار اب کمپاؤنڈ سے باہر نکل رہی تھی اور باہر نکلتے ہی وہ جوانا کی کار کی مخالف سمت میں بڑھ گئی جوانا نے بڑی پھرتی سے کار کا رخ

موڑنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ اس کی کار کا رخ مڑتا اچانک دو کاریں تیزی سے اس کی کار کے قریب آ کر رکیں اور دوسرے ہی لمحے ان کاروں میں سے چھ افراد اچھل کر باہر آئے ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں پھر اس سے پہلے کہ جوانا سنبھلتا ان میں سے ایک نے انتہائی پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور دوسرے ہی لمحے اس نے جوانا کو بازو سے پکڑ کر باہر کو کھینچا جب کہ دو سٹین گن کی نالیاں اس کی گردن سے لگ گئیں ادھر پلک جھپکتے ہی دو سٹین گن بردار کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر داور کے دائیں بائیں بیٹھ گئے جوانا کو سٹین گنوں کی وجہ سے مجبوراً باہر نکلنا پڑا اور اس کے باہر آتے ہی ان میں سے ایک مسلح آدمی اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جب کہ باقی پانچ افراد جوانا کو دھکیلتے ہوئے اپنی کار کی طرف لے آئے مگر جیسے ہی جوانا نے ڈاکٹر داور والی کار کو ایک جھٹکے سے آگے

بڑھتے ہوئے دیکھا وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گیا اور پھر دوسرے لمحے اس نے نہ صرف تین سٹین گن برادروں کو گرا لیا بلکہ انتہائی برق رفتاری سے اچھل کر حملہ آوروں کی کار کی دوسری سمت میں جا گرا اور اس طرح اس پر ہونے والی فائرنگ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا کیونکہ باقی دو میں سے ایک نے اس پر سٹین گن کا فائر کھول دیا تھا لیکن جوانا کے بروقت اقدام نے اس کی جان بچا دی تھی مگر کار کے دوسرے طرف گرتے ہی جوانا ان تین افراد میں سے ایک کی سٹین گن چھین چکا تھا جسے اس نے پہلے ہی ہلے میں گرا دیا تھا اور پھر دوسری طرف گرتے ہی اس نے کار کی کھڑکی میں سٹین گن رکھ کر فائر کھول دیا اور نیچے سے اٹھتے ہوئے تینوں افراد گولیوں کی زد میں آ گئے اسی لمحے اس نے ایک بار پھر بائی جمپ لگایا اور کار کے اوپر سے اچھلتا ہوا پہلے والی سائیڈ پر جا کھڑا ہوا اور اس طرح وہ ان دونوں کی فائرنگ سے نہ صرف بچ گیا

جو اس کے ادھر جاتے ہی تیزی سے مڑ کر اس طرف آئے تھے بلکہ اس نے پلک جھپکنے میں ان دونوں کو بھی مشین گن کا نشانہ بنالیا۔

اس ساری کاروائی میں زیادہ سے زیادہ ایک منٹ لگا تھا ان پانچوں افراد کے گرتے ہی جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے ان کی کار کا دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا کار کا انجن سٹارٹ تھا اس لئے دوسرے لمحے ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے گھومتی ہوئی مخالف سمت کی طرف بھاگتی چلی گئی کیونکہ ڈاکٹر داور کو لے جانے والی کار اسی سمت گئی تھی۔

سٹین گنوں کی فائرنگ کی وجہ سے وہاں موجود لوگوں میں نہ صرف بھگدڑ مچ گئی تھی بلکہ ادھر اُدھر جانے والی کاروں نے جائے پناہ کی تلاش میں کونے کھدرے ڈھونڈ ھ لیے تھے یہی وجہ تھی کہ سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی اور جوانا دانت پیستے ہوئے کار کو پوری رفتار

سے دوڑاتا چلا گیا تھوڑی دور آگے جا کر اسی سڑک پر ایک گہرا موڑ تھا جوانا جیسے ہی موڑ مڑ کر دوسری طرف پہنچا اس نے ڈاکٹر داور والی کار کو سڑک کے ایک طرف الٹے ہوئے پایا اور اسی لمحے اس کی نظریں ذرا آگے جاتی ہوئی ایک اور کار پر پڑیں جو انتہائی تیز رفتاری سے بھاگی چلی جا رہی تھی جوانا اس کار کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کیا کھیل کھیلا گیا ہے کیونکہ وہ اس کار کو پہچان گیا تھا یہ جوڈش کی کار تھی اس نے جوڈش کو اسی کار میں سے اس عظیم الشان عمارت سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا تھا چنانچہ جوڈش کی کار کو پہچانتے ہی اس نے اپنی کار ڈاکٹر داور والی کار کے قریب روکنے کی کوشش نہ کی بلکہ پوری رفتار سے جوڈش کی کار کے پیچھے چل پڑا وہ سمجھ گیا تھا کہ جوڈش نے فائرنگ ہوتے ہی صورت حال کا اندازہ لگا لیا ہوگا اور پھر جب اسے کار میں ڈاکٹر داور نظر آیا ہوگا تو اس نے اس پر یقیناً فائر کھول دیا ہوگا اور اب وہ ڈاکٹر داور کو اپنی کار

میں ڈالے لے جا رہا ہو گا ورنہ اسے اس طرح بھاگنے کی ضرورت نہ تھی۔

جوانا کار کی رفتار اور زیادہ بڑھاتا چلا گیا اور دونوں کاروں کے درمیان کا فاصلہ کم ہونے لگا اچانک اس نے جوڈش کی کار کو ایک سائیڈ روڈ پر مڑتے دیکھا یہ سائیڈ روڈ دو بڑی عمارتوں کے درمیان سے گزرتی تھی اس لئے جوڈش کی کار موڑ مڑتے ہی جوانا کی نظروں سے اوجھل ہو گئی اور پھر جوانا جیسے ہی اس سائیڈ روڈ پر پہنچا اس نے بھی بڑی پھرتی سے اپنی کار اس سائیڈ روڈ پر موڑ دی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ سائیڈ روڈ جو کافی دور تک سیدھی چلی جا رہی تھی پر دور دور تک جوڈش کی کار کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

ابھی جوانا اس نئی صورت حال کا ذہن میں تجزیہ کر ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی کار کے نچلے حصے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ایک زوردار

جھٹکے کے ساتھ ہی سٹیرنگ پر اس کی گرفت کمزور ہوگئی اور تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار تیزی سے بائیں طرف مڑی اور پھر وہ قلا بازی کھاتی ہوئی کچھ فاصلے پر موجود ایک عمارت کی مضبوط دیوار سے ایک زوردار دھماکے سے جا ٹکرائی اور جوانا کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے دھماکہ اس کے اپنے ذہن کے اندر ہوا ہے اس کے ذہن پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی سی پھیلی اور پھر گہرا اندھیرا چھاتا چلا گیا دیوار سے جوانا کی کار کے ٹکراتے ہی مخالف سمت میں ایک تنگ سی گلی سے جوڈش کی کار کمان سے نکلنے والے تیر کی طرح جوانا کی کار کی طرف لپکی اور پلک جھپکتے ہی وہ جوانا کی الٹی ہوئی کار کے قریب آ کر رک گئی

دوسرے لمحے جوڈش دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر اس نے اوپر کی طرف موجود ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھینچا اور سٹیرنگ اور ٹوٹی ہوئی سکرین کے درمیان پھنسے ہوئے جوانا کو اس نے تیزی

سے باہر کھینچ لیا اور پھر اس کے بھاری جسم کو گھسیٹتا ہوا وہ اپنی کار تک لے آیا اور اس نے پچھلا دروازہ کھول کر جوانا کو اس طرح زبردستی اندر گھسیٹرا جیسے وہ انسان کی بجائے آلوؤں سے بھرا ہوا کوئی بورا ہو پچھلی سیٹوں کے درمیان اسے گھیسٹر نے بعد وہ بجلی کی سی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے بیک ہو کر سڑک پر آئی اور پھر انتہائی تیزی سے واپس مین روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی شمالی دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک گینڈے جیسی جسامت کا مالک شخص بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار تھے آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اس کی نظریں میز کے سامنے کھڑے ہوئے دونو جوانوں پر جمی ہوئی تھیں جو سر جھکائے کھڑے تھے اوران کے جسم اس طرح لرز رہے تھے جیسے انہیں جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

بلیک ڈاگ کو اب چوڑیاں پہن کر بیٹھ جانا چاہیے یا اسے جرائم سے توبہ کر کے پادری بن جانا چاہیے بولو کیا کرنا چاہیے گینڈے نما آدمی نے غصے کی شدت سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

باس لوشار نے ہمیں بھیج دیا تھا ورنہ............ان میں سے ایک نے

لرزتے ہوئے کہا۔

ورنہ تم انہیں مار گراتے میں پوچھتا ہوں جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ تم نے وہاں سے نہیں جانا تو تم گئے کیوں؟ کیا لوشار مجھ سے بڑا باس تھا باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

غغ۔غغ۔غلطی ہوگئی باس۔دونوں نے لرزتے ہوئے کہا۔

ہونہہ غلطی ہوگئی کتنے آرام سے کہہ دیا کہ غلطی ہوگئی......... باس نے دانت پیستے ہوئے کہا اس کا ہاتھ میز کی کھلی دراز میں گھستا چلا گیا اور دوسرے لمحے جب وہ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں لمبی نال کا پستول موجود تھا۔

بب بب باس ان دونوں نے پستول دیکھتے ہی گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور وہ دونوں چیختے ہوئے الٹ کر پشت کے بل فرش پر گرے اور چند لمحے

تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

غلطی ہو گئی کتنے آرام سے کہہ دیا غلطی ہو گئی باس نے دانت پیسنے کے انداز میں کہا اور پھر پستول کو دوبارہ دراز میں ڈال کر اس نے میز کے کونے میں لگا ہوا بٹن دبا دیا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

راکش۔ان دونوں کی لاشیں اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو اور سنوفیلر کو میرے پاس بھیج دو............ باس نے تحکمانہ لہجے میں آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

لیس باس............ آنے والے نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی اپنے ساتھیوں کی لاشوں کے بازو پکڑے اور پھر انہیں گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف لے چلا جیسے وہ انسانوں کی بجائے پاگل کتوں کی لاشیں ہوں اس کے

باہر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

یس برنارڈ سپیکنگ۔ دوسری طرف سے ایک آواز آئی۔

بلیک ڈاگ۔ باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

یس باس حکم باس............ برنارڈ نے بوکھلائی ہوئی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر داور اور اس جوانا کی تلاش کا کیا ہوا............ بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے پوچھا۔

باس میں نے سارے ورکر شہر میں پھیلا دیئے ہیں وہ زیادہ دور نہیں جا سکتے............ برنارڈ نے جواب دیا۔

میری ہدایات کا خیال رکھنا ہمیں ڈاکٹر داور کو ہر صورت میں زندہ

حاصل کرنا ہے.......... باس نے جواب دیا۔

یس باس میں نے خصوصی طور پر اس کے آرڈرز دے دیئے ہیں

........برنارڈ نے کہا۔

او کے۔ اسے جلد از جلد تلاش کر کے مجھے رپورٹ دو ورنہ یاد رکھو میں ہر ورکر کا اپنے ہاتھوں سے گلا گھونٹ دوں گا بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک دھماکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا اس کا قد خاصا نکلتا ہوا تھا لیکن جسمانی لحاظ سے وہ خاصا طاقتور دکھائی دے رہا تھا۔

یس باس آنے والے نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

بیٹھو....... باس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا..........اور آنے والے نے بڑے مودبانہ

.........انداز میں میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی کو ذرا سا کھسکایا اور
بیٹھ گیا.........اس کے چہرے پر خوف کا ہلکا سا تاثر ابھر آیا۔
فیلر ....ہم نے انتہائی کامیاب منصوبہ بنایا تھا..........
رابطہ آفیسر فاروق عظیم اور دو دربانوں کی جگہ اپنے خاص آدمی تعینات
کیے تھے ....اور پھر ہمارے آدمی نے انتہائی کامیابی سے
اپنا کام مکمل کرلیا تھا.............اصل ڈاکٹر داور اور پیشہ ور قاتل
دونوں لوشار کے اڈے پر پہنچا دیئے گئے اور وہ ڈاکٹر کے بیگ سے
اصل فارمولا بھی اڑالیا گیا.............لیکن اس کے بعد حالات
یک لخت پلٹ گئے..........مرسی جو فاروق عظیم کے میک اپ
میں تھا..........کو زخمی کر دیا گیا کوئی پرنس وہاں آن دھمکا اور پھر
پرنس کو اسکے ساتھی جس کو زخمی کر دیا گیا تھا لے گئے جن کا آج تک پتہ
نہ چلا.........مرسی کو ہسپتال پہنچا گیا لیکن وہاں اس کے میک اپ

ظاہر ہونے کا خطرہ تھا اس لئے اسے وہاں سے اغوا کرلیا گیا

..........اور چونکہ وہ ہمارے لئے بے کار ہو چکا تھا اسلئے اسے گولی ماردی گئی..........ادھر فارمولا بھی نقلی ثابت ہوا چنانچہ لوشار کو حکم دیا گیا کہ وہ ڈاکٹر داور سے اصل فارمولا دستیاب کرے..........لیکن پھر پتہ چلا کہ لوشار اور اس کے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے اور لوشار کی کار میں ہی جوانا اور ڈاکٹر داور فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے لوشار کے دو ساتھی جو باہر پہرے پر موجود تھے یہ اطلاع لے کر میرے پاس پہنچے تھے..........میں نے ان کی غلطی پر انہیں موت کی سزا دے دی ہے اور بونارڈ کو ڈاکٹر داور کی تلاش کا حکم دے دیا ہے

..........لیکن تم بلیک ڈاگ کے نمبر دو ہو..........تم مجھے یہ بتاؤ کہ یہ سب گڑبڑ کیوں ہوئی..........کیسے ہوئی..........؟

بلیک ڈاگ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

باس.........میں نے اپنے طور پر تحقیقات کی ہیں.........میری رپورٹ کے مطابق اس فارمولے کے پیچھے ہمارے علاوہ دو اور پارٹیاں بھی کام کر رہی ہیں.........ایک پارٹی تو پرنس کی ہے.........یہ لوگ مجھے غیر ملکی دکھائی دیتے ہیں.........ایشیائی لگتے ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ ڈاکٹر داور کے پیچھے پاکیشیا سے ہی آئے ہوں.........دوسری پارٹی وائٹ پینتھرز کی ہے.........اس پارٹی نے مشہور پیشہ ور قاتل جوڈش کی خدمات حاصل کی ہوئی ہیں.........اور مجھے میرے گروپ نے ایک اہم اطلاع دی ہے.........ڈاکٹر داور کے میک اپ میں ہمارا آدمی لاڈک تھا جسے دوسرے سنٹر میں ایل سی اے شفٹ کر رہی تھی.........اس کی کار کو خوفناک حادثہ پیش آ گیا.........اور لاڈک اور اسکے ساتھی ہلاک ہو گئے.........اس حادثے میں بھی جوڈش کا ہاتھ ہے

کیونکہ اس جگہ فینی تھینال کی بو بھی سونگھی گئی ہے جسے عام طور پر جوڈش کار کے حادثے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

فیلر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ!..........اچھی رپورٹ ہے لیکن..........بلیک ڈاگ نے رپورٹ سننے کے بعد ابھی اس پر تبصرہ شروع ہی کیا تھا کہ میز کے اوپر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی..........اور بلیک ڈاگ نے اپنا تبصرہ ادھورا چھوڑ کر رسیور اٹھالیا۔

لیس بلیک ڈاگ..........بلیک ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔

برنارڈ بول رہا ہوں جناب..........تھرڈ روڈ پر اعظم مینشن کے قریب ہمارے گروپ نے جوانا اور ڈاکٹر داور کو لوشار کی کار میں بیٹھے ہوئے چیک کرلیا..........چنانچہ جوانا کو جبراً کار سے باہر نکالا گیا اور ہمارے تین ساتھی ڈاکٹر داور کو لے کر لوشار کی کار میں واپس چل

پڑے............مگر جوانا نے ہمارے پانچوں افراد کو ہلاک کر دیا اوران کی کار لے اڑا...........ان میں ایک شدید زخمی تھا اس نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے جس پر چیکنگ کی گئی تو پتہ چلا کہ لوشار کی کار تھرڈ روڈ کے تنگ موڑ پر الٹ گئی اور ہمارے ساتھی ہلاک ہو گئے ....ڈاکٹر داور غائب ہو گیا...........کار کے ٹائر کو گولیوں سے برسٹ کیا گیا تھا...........پھر لوشار کی کار پکچر ہاؤس کی عقبی گلی میں ایک دیوار سے ٹکرا کر الٹی پڑی دیکھی گئی ہے...........اور جناب وہاں ایک بیج بھی ملا ہے...........اس بیج سے پتہ چلا ہے کہ دوسری کار بین الاقوامی مشہور قاتل جوڈش کی تھی...........اور میرا خیال ہے کہ جوڈش نے ہی یہ کام کیا ہے وہ شاید اعظم مینشن کے قریب موجود تھا اس نے پہلے لوشار والی کار پر فائر کر کے اسے الٹا دیا اور ڈاکٹر داور کو اغوا کر لیا اور پھر شاید جوانا اس کے پیچھے لگ گیا تو اس نے جوانا

کی کار کو الٹا یا اور اس میں سے جوانا کو بھی اغوا کر لیا ہے
.........برنارڈ نے پوری تفصیل اور اپنا ذاتی خیال بھی بتا دیا۔
مطلب یہ کہ ہم مسلسل ناکام ہو رہے ہیں............بلیک ڈاگ
نے چیختے ہوئے کہا۔
باس.........اب ہمارے آدمی پورے شہر میں جوڈش کا ٹھکانہ معلوم
کر رہے ہیں جیسے ہی پتہ چلا ہم اس پر ریڈ کر دیں گے اور مجھے یقین
ہے کہ ہم اس کے پنجے سے ڈاکٹر داور کو حاصل کرنے میں کامیاب
رہیں گے.........برنارڈ نے جواب دیا۔
لیکن یہ تو تمہارا اپنا خیال ہے کہ یہ سب کچھ جوڈش نے کیا ہے ہو سکتا
ہے کہ پرنس پارٹی کا کیا دھرا ہو.........بلیک ڈاگ نے جواباً کہا۔
سر.........مجھے فیلر صاحب نے اس سلسلے میں آگاہ کر دیا تھا میرے
آدمی ان ایشائیوں کو بھی تلاش کرنے میں مصروف ہیں.........

برنارڈ نے جواب دیا۔

اوکے ....جلد از جلد ڈاکٹر داور کو تلاش کرو اور سنو اس بار مجھے ناکامی کی خبر نہ سنانا..........ورنہ تمہاری لاش بھی برقی بھٹی میں ڈال دی جائے گی..........بلیک ڈاگ نے غراتے ہوئے کہا۔

ہمیں یقیناً کامیابی ہو گی باس..........برنارڈ نے لرزتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اوکے..........میں منتظر رہوں گا..........بلیک ڈاگ نے دانت پیستے ہوئے کہا..........اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

ناکامی ہی ناکامی..........ہر طرف سے ناکامی..........میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر ہمارے آدمیوں کو کیا ہوتا جا رہا ہے..........بلیک ڈاگ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

باس..........میری ایک تجویز ہے..........فیلر نے سہمے

ہوئے لہجے میں کہا۔

تو بولو..........خاموش کیوں بیٹھے ہوئے ہو کہو کیا کہتے

ہو........بلیک ڈاگ غصیلے انداز میں اس پر چڑھ دوڑا۔

باس........ہمیں تین گروپوں میں کام کرنا چاہئے اس طرح زیادہ

اچھے نتائج نکل سکتے ہیں..........ایک گروپ وائٹ پینتھرز کے

آدمیوں کی نگرانی کرے..........دوسرا پرنس پارٹی کو تلاش کرے

..........اور تیسرا ڈاکٹر داور کو حاصل کرے.........فیلر نے

جواب دیا۔

وائٹ پینتھر نے ہمارے مقابلے میں آ کر سخت حماقت کی ہے اسے

اس کا خمیازہ بھگتنا ہوگا،..........میں اس پوری تنظیم کی اینٹ سے

اینٹ بجادوں گا..........باقی رہی پرنس پارٹی اور ڈاکٹر داور یہ

لوگ بلیک ڈاگ سے کہاں بچ کر جاسکتے ہیں..........بلیک ڈاگ

نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

مگر باس.......... پہلے وائٹ پینتھر کے مقامی اڈے کو بھی تلاش کرنا پڑے گا.......... فیلر نے کہا۔

وہ مجھے معلوم ہو جائے گا............ الیون تھرٹی ٹرانس میٹر لے آؤ جلدی کرو.......... بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔

اور فیلر تیزی سے اٹھ کر تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا.......... اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ اسی انداز میں واپس لوٹا .... اس کے ہاتھ میں ایک کافی بڑا ٹرانسمیٹر تھا جس پر لگے ہوئے ہینڈل کو اس نے تھاما ہوا تھا۔

یہ ایک وسیع رینج کا ٹرانس میٹر تھا.......... اور اس سے انتہائی دور دراز فاصلوں کی کالیں سنی جا سکتی تھیں۔

فیلر نے ٹرانس میٹر لا کر بلیک ڈاگ کے سامنے میز پر رکھ دیا

.........بلیک ڈاگ نے اسے سیدھا کیا اور پھر تیزی سے اس پر مخصوص فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔

فریکونسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا.........بٹن دبتے ہی ٹرانس میٹر میں سے سائیں سائیں کی تیز آواز ابھرنے لگی اور چند لمحوں بعد اس آواز میں سمندر کی لہروں کا شور ہوتا گیا۔

وائٹ خاموش بیٹھا ٹرانس میٹر کو دیکھ رہا تھا ٹرانس میٹر پر ایک بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد جب وہ بلب یک لخت مسلسل جلنے لگا تو بلیک ڈاگ نے چونک کر ٹرانس میٹر کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

یس.........انٹرنیشنل کرائم سروس اوور.........بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔

کلائنٹ نمبر تھری زیرو ون کالنگ انٹرنیشنل کرائم سروس اوور بلیک

ڈاگ نے جواب دیا...............اور سامنے بیٹھا ہوا فیلر اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

لیس.........نمبر تھری زیرو ون..........ان آن دی ریکارڈ

اوور.........دوسری طرف سے کہا گیا ایک مجرم تنظیم وائٹ پینتھرز بغداد میں کسی مشن پر کام کر رہی ہے اس کی موجودہ تفصیلات چاہئیں اوور.........بلیک ڈاگ نے کہا۔

ٹھہرو.........پہلے ہم چیک کر لیں کہ وائٹ پینتھر ہماری کلائنٹ تو نہیں..........اوور..........دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ آواز ابھری۔

وائٹ پینتھر ہماری کلائنٹ نہیں ہے.........معلومات کیسے چاہئیں فون پر یا کوئی پوسٹ اوور.........دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

بائی ٹرانس میٹر.......اور فوراً اوور..........بلیک ڈاگ نے سخت

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوکے..........دوبارہ رابطہ کرو اوور اینڈ آل..........دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانس میٹر سے ایک بار پھر سمندری لہروں اور سائیں سائیں کی ملی جلی آوازیں نکلنے لگیں بلیک ڈاگ نے ٹرانس میٹر کا بٹن آف کر دیا۔

کیا یہ تنظیم ہمارے متعلق بھی جانتی ہے باس..........فیلر نے پوچھا۔

جانتی بھی ہو تو چونکہ ہم ان کے کلائنٹ ہیں اس لئے یہ ہمارے متعلق کوئی معلومات کسی کو مہیا نہیں کرتے..........بلیک ڈاگ نے بڑے اعتماد سے جواب دیتے ہوئے کہا..........اور چند لمحوں بعد اس نے دوبارہ ٹرانس میٹر کا بٹن آن کر دیا..........جب بلب مسلسل جلنے لگا تو اس نے دوسرا بٹن دبا دیا۔

لیس انٹرنیشنل کرائم سروس اوور.........دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔

سیکنڈ کال فراہم کلائنٹ نمبر تھری زیرو ون اوور.........بلیک ڈاگ نے جواب دیا۔

اوکے.........وائٹ پینتھر کا باس بغداد کی تھرڈ روڈ پر واقع اعظم مینشن کی تیسری منزل پر ایک کاروباری ادارے دانش انٹر پرائزر کے جنرل مینجر کے کیبن کے نیچے ہیڈ کوارٹر بنائے ہوئے ہے اس کے ساتھ تنظیم کے بیس افراد کام کر رہے ہیں وہ کسی فارمولا مشن پر کام کر رہا ہے.........اس مشن کے لئے انہوں نے مشہور بین الاقوامی قاتل جوڈش کو ہائر کیا ہوا ہے جوڈش گزشتہ دنوں اس مشن کے سلسلے میں پاکیشیا بھی گیا ہوا تھا.........اوور اینڈ آل.........دوسری طرف سے کہا گیا۔

تھینک یو............اب نئی کال...........یہاں بغداد میں کوئی پرنس پارٹی کام کر رہی ہے.........کیا اس کے متعلق تمہارے پاس معلومات موجود ہیں اوور.........بلیک ڈاگ نے مطمئن لہجے میں سوال کیا۔

پرنس پارٹی..........ہمارے پاس پوری دنیا میں پرنس کے نام سے دس تنظیمیں موجود ہیں..........لیکن ان میں سے کوئی بھی اس وقت بغداد میں ورک نہیں کر رہی یہ کوئی غیر اہم یا کوئی نئی تنظیم ہو گی اوور............دوسری طرف سے فوراً ہی جواب دیا گیا۔

او کے، اوور اینڈ آل.........بلیک ڈاگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بلیک ڈاگ نے ٹرانس میٹر کے بٹن آف کر دیئے۔

اب صورت حال واضح ہو گئی ہے برنارڈ کا خیال درست معلوم ہوتا ہے جوانا اور ڈاکٹر داور کو اعظم مینشن کے قریب ہی ہمارے آدمیوں

نے ٹریپ کیا یقیناً جوڈش وہاں موجود ہوگا............بہر حال فیلر اب یہ تمہارے ذمہ ہے کہ وائٹ پینتھرز کا ہیڈکوارٹر اڑا دو تا کہ کم از کم ایک پارٹی تو درمیان سے ہٹ جائے.........بلیک ڈاگ نے فیلر سے مخاطب ہو کر کہا۔

باس..........آپ ہیڈکوارٹر کی بات کر رہے ہیں میں اس پوری بلڈنگ ہی کو اڑا دیتا ہوں..........فیلر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

جو مرضی آئے کرو.......بہر حال وائٹ پینتھرز کو درمیان سے ہٹ جانا چاہیے بلیک ڈاگ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور فیلر سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا.........

عمران نے نتاشا بار کے مین گیٹ میں سے داخل ہوتے ہی ہال میں بیٹھے ہوئے افراد پر نظر ڈالی.......... ہال میں موجود افراد تیسرے درجہ کے جرائم پیشہ دکھائی دے رہے تھے جو سستی قسم کی شرابوں کے ساتھ ساتھ منشیات کا دھواں بھی اڑا رہے تھے.......... عمران مڑ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پتلا دبلا اور سوکھا سڑا سا نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کا جسم اتنا سوکھا تھا کہ ہڈیاں چست قمیض سے باہر ابلی پڑ رہی تھی البتہ اس کی آنکھوں میں بھوکے عقاب جیسی چمک تھی اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

عمران اس وقت ایک مقامی غنڈے کے لباس میں تھا جینز کے اوپر

اس نے سرخ رنگ کے بڑے بڑے پھولوں والی شرٹ پہن رکھی تھی قلمیں ٹھوڑی تک آ رہی تھیں گلے میں زرد رنگ کا رومال بندھا ہوا تھا جس کی گانٹھ کوٹائی کے سے انداز میں باندھا گیا تھا یہ یہاں کے غنڈوں کا مخصوص نشان تھا..........وہ کاؤنٹر کے قریب آ کر رکا اور پھر اس نے کاؤنٹر مین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں ....کاؤنٹر مین چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر اس کی نظریں خود بخود جھک گئیں البتہ اس کے چہرے پر قدرے سراسیمگی کے آثار ابھر آئے تھے۔

کیا بات ہے..........کون ہو تم..........اس چمرخ سے نوجوان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

تمہارا باس نتاشا کہاں ملے گا..........عمران نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیوں .... کیا بات ہے .... تم اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو .... چمرخ نوجوان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

میں اس کے ساتھ مل کر رمبا سمبا ناچنا چاہتا ہوں .... تم اسے کہو کہ پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ آیا ہے .... پھر دیکھنا میرا نام سنتے ہی وہ اکیلے رمبا سمبا ناچنا شروع کر دے گا .... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اوہ .... نوجوان نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے انٹر کام کا بٹن دبا دیا۔

لیں ۔............ دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

باس .... ایک نوجوان آیا ہے .... اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتا رہا ہے .... کہتا ہے میں پاکیشیا سے آیا ہوں .... آپ سے ملنا چاہتا ہے اور کوڈ رمبا سمبا بھی اس نے دہرایا

ہے.........کاؤنٹر مین نے مودبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا کہہ رہے ہو............ پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ ....وہ یہاں کیسے آسکتا ہے کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا.........دوسری طرف سے نتاشا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اس نے یہی بتایا ہے باس............کاؤنٹر مین نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اوہ..........رسیور دواسے.........نتاشا نے حیرت سے پر لہجے میں اسے کہا۔

نوجوان نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

دیکھا.........اسے کہتے ہیں رمبا سمبا............عمران نے رسیور لیتے ہوئے مسکرا کر کہا.........اور پھر اس نے اونچی آواز میں ہیلو

کیا۔

کون ہوتم.........دوسری طرف سے کرخت آواز میں اس سے پوچھا گیا۔

اگر کہوتو پورا شجرہ نسب بھی بتا دوں..........اتنی بزدلی بھی اچھی نہیں ہوتی نتاشا..........عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا..........اور کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان کا چہرہ حیرت کی زیادتی کی وجہ سے اور زیادہ سکڑتا چلا گیا..........وہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ نتاشا جیسے آدمی کو بھی کوئی شخص اس طرح بزدل کہہ سکتا ہے۔

اوہ۔اوہ۔پرنس تم..........اب میں تمہیں پہچان گیا ہوں تمہارے علاوہ دنیا میں اور کوئی شخص نتاشا کو بزدل کہنے کی جرات نہیں کرسکتا میں آرہا ہوں..........وہیں آرہا ہوں..........دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا گیا..........اور

عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اوہ۔اوہ۔تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو..........جو باس کو بزدل کہہ رہے ہو اور اسکے منہ پر.........نوجوان کاؤنٹر مین نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

وہ ہے ہی بزدل.........ہماری زبان میں نتاشا بزدل کو کہتے ہیں عمران نے مسکراتے ہوئے کہا..........اور چرخ سے نوجوان کا چہرہ یک لخت کھل اٹھا وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔.........

اوہ تو یہ بات ہے..........میں بھی کہوں باس جیسا آدمی یہ بات کیسے برداشت کرسکتا ہے..........نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دائیں طرف بنی ہوئی گیلری میں سے ایک لحیم شحیم سا آدمی بھاگتا ہوا ہال میں پہنچا.........اس کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات موجود تھے.........یہ نتاشا تھا..........بغداد کا مشہور غنڈہ۔

وہ عمران کے قریب آ کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گیا۔ پھر اس نے غور سے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور عمران سے یوں لپٹ گیا جیسے صدیوں کے بعد مل رہا ہو۔

ارے......ارے......میری ہڈیوں کا ابھی بیمہ نہیں ہوا ارے عمران نے کراہتے ہوئے کہا اور نتاشا ایک زوردار قہقہہ مارتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو گیا.........اس کے چہرے پر بے پناہ خوشی اُمڈ رہی تھی۔

میں نے تمہیں پہچان لیا ہے.........تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم پرنس ہو.........میرے اپنے پرنس......آؤ میرے ساتھ ......نتاشا نے بچوں کے انداز میں مچلتے ہوئے کہا.......اور پھر عمران کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا اس گیلری کی طرف بڑھ گیا جدھر

سے نتاشا ہال میں داخل ہوا تھا............عمران نے دیکھا تھا کہ نتاشا کے ہال میں داخل ہوتے ہی ہال میں ہونے والا شور یک لخت ختم ہو گیا تھا اور اس شور کے بند ہوتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ نتاشا نے کس طرح یہاں پر اپنا رعب داب قائم کر رکھا ہے۔

آؤ بیٹھو..........خوش آمدید پرنس.........میرے خیال میں دس سال بعد ہم مل رہے ہیں..........نتاشا نے ایک کرسی پر عمران کو زبردستی بٹھاتے ہوئے کہا..........اور پھر مڑ کر وہ میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا..........اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے پھڑک رہا تھا۔

بڑا خوبصورت دفتر بنا رکھا ہے تم نے..........اور میں نے دیکھا ہے کہ بڑی وہشت ہے تمہاری.........مگر تمہارا نمائندہ ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی دیتا ہے..........میں تو یہ سمجھا تھا کہ نتاشا کو شاید قحط کا

سامنا ہو گیا ہے.............عمران نے موضوع بدل کر ادھر اُدھر کمرے کی سجاوٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اوہ.........تم جونی کی بات کر رہے ہو.........وہ شروع ہی سے ایسا ہے لیکن انتہائی تیز و طرار نوجوان ہے.........بجلی ہے بجلی ....نتاشا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

پھر تو میری جان بچ گئی............اچھا ہوا کہ میں نے اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ ورنہ اب تک ایک شاک لگنے سے ڈھیر ہو چکا ہوتا.........عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا.........اور نتاشا کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

یہ تو جونی کی خوش فہمی ہے کہ تم نے اسے ہاتھ نہیں لگایا ورنہ تم تو کیا ڈھیر ہوتے.........اس بے چارے کی ہڈیاں ہی ہال میں بکھری پڑی ہوتیں.........بہر حال یہ بتاؤ کہ کیا پیو گے.......نتاشا

نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بٹن کو دباتے ہوئے کہا۔

سادہ پانی پلوادو..........عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اوہ........اچھا........میں سمجھ گیا..........نتاشا نے ہنستے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازے سے نمودار ہونے والے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر اسے کہا۔

کافی لے آؤ..........اور پانی بھی..........

کافی اور پانی اس............آنے والے نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

ہاں..........جاؤ.........جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو..........دفع ہو جاؤ........نتاشا نے غصیلے لہجے میں کہا.........اور وہ آدمی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

یہ بھی سچا تھا پرنس بھلا نتاشا بار میں کافی اور پانی کا کیا کام

.........بہر حال پرنس تم کب آئے.........نتاشا نے عمران سے ہنستے ہوئے کہا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں............کیوں کیا بات ہے کیا وقت کا احساس ختم ہو گیا ہے.........خود ہی تو مجھے باہر سے لے کر آئے ہو.........عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اوہ.........میں بار میں آنے کی بات نہیں کر رہا.........بغداد کی بات کر رہا ہوں.........نتاشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

لیکن میں تو نتاشا بار کو ہی بغداد سمجھتا ہوں............اس کے علاوہ تو میں نے سنا ہے کہ بغداد میں صرف چور ہی ہوتے ہیں.........عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

چور......کیا مطلب.........نتاشا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

ہمارے ملک میں بغداد کے متعلق بار بار ایک ہی فلم دکھائی جاتی ہے

.........بغداد کے چور.........عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور نتاشا اس بار بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

اوہ۔ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔.........نتاشا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا.........کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہی نوجوان جو آرڈر لے گیا تھا.........ٹرے لئے اندر داخل ہوا۔

اس نے کافی کے برتن میز پر رکھے اور ساتھ ہی پانی کا گلاس بھی تھا۔

عمران نے پانی کا گلاس اٹھا لیا.........اور وہ نوجوان برتن رکھ کر واپس چلا گیا۔

نتاشا نے کافی بنانا شروع کر دی۔

نتاشا۔.........جوڈش کو جانتے ہو.........عمران نے بغور نتاشا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جوڈش.........وہ پیشہ ور قاتل.........اسی کی بات کر رہے ہو

ناں..........نتاشانے چونکتے ہوئے پوچھا۔

ہاں وہی.........عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہاں.........اچھی طرح جانتا ہوں کیوں.........کیا کسی کو قتل کرانا ہے نتاشانے کافی کی پیالی عمران کی طرف کھسکاتے ہوئے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا۔

قتل تو نہیں البتہ اس سے ملاقات کرنی ہے..........عمران نے جواب دیا۔

ملاقات کرنی ہے......کیوں......نتاشانے اورزیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

میں نے سنا ہے کہ وہ پامسٹری کا ماہر ہے میں اسے اپنا ہاتھ دکھانا چاہتا ہوں تا کہ وہ مجھے بتا سکے کہ میرے ہاتھ میں شادی کی کتنی لکیریں ہیں ....عمران نے سپاٹ لہجے میں نتاشا کو جواب دیتے ہوئے

کہا۔

اوہ.........تم بتانا نہیں چاہتے.........ٹھیک ہے میں جانتا ہوں وہ آج کل بغداد میں ہے اور ایک مجرم تنظیم وائٹ پینتھر کے لئے کام کر رہا ہے.........اتنا مجھے معلوم ہے.........نتاشا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اس کی رہائش گاہ کا علم ہے.........عمران نے پوچھا۔

ہاں.........وہ شیراز روڈ کی تیسری کوٹھی میں رہ رہا ہے.........یہ کوٹھی اسے میں نے ہی دلائی تھی.........نتاشا نے جواب دیا۔

اوہ.........اتنے تعلقات ہیں اس سے.........فون ملاؤ.........میں تمہاری آواز میں بات کرنا چاہتا ہوں.........عمران نے کہا۔

پرنس.........ناراض نہ ہونا.........ہمارے کچھ اصول ہوتے ہیں پہلے مجھے بتاؤ کہ چکر کیا ہے.........ویسے یقین رکھو کہ اگر جوڈش تمہارے

خلاف کام کرر ہا ہے تو میں تمہارے ساتھ ہوں ورنہ دوسری صورت میں اگر تم اسے کسی اور چکر میں پھنسانا چاہتے ہو تو پھر ....نتاشا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

گڈ.......تمہارے اصول مجھے پسند آئے ہیں...........تو سنو ہمارے ملک کا ایک سائنسدان ڈاکٹر داور غائب ہے اور مجھے شبہ ہے کہ وہ جوڈش کے قبضے میں ہے یا اسے کم از کم اس کے متعلق معلوم ہے میں اس سائنس دان کو برآمد کرنا چاہتا ہوں........عمران نے کہا۔

جوڈش کے قبضے میں..............نہیں ہی ناممکن ہے

..........جوڈش صرف قتل کا کام کرتا ہے............یہ اغوا وغیرہ اس کی لائن کا کام نہیں ہے اور اگر اس کی خدمات اس سائنس دان کو قتل کرنے کے لئے ہائر کی گئی ہوں گی...........تو پھر یقین کرو کہ

وہ اسے قتل کر چکا ہو گا.........وہ اس معاملے میں انتہائی مہارت رکھتا ہے.........نتاشا نے جواب دیا۔

ضروری نہیں کہ ڈاکٹر داور اس کے قبضے میں ہو.........وہ کسی اور پارٹی کے قبضے میں بھی ہو سکتے ہیں لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ جوڈش ڈاکٹر داور کے کیس پر کام کر رہا ہے.........یہی وجہ ہے کہ میں اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں ورنہ دوسری صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں اس کی رہائش گاہ پر ہی چڑھ دوڑوں

.........عمران نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے میں فون ملاتا ہوں.........لیکن میں خود بات کروں گا.........نتاشا نے فون کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

لیکن.........تمہیں اس کیس کے سارے پس منظر معلوم نہیں ہیں اس لئے وہ ہوشیار ہو جائے گا.........ویسے بے فکر رہو تمہارے

اصول پامال نہیں ہوں گے .... عمران نے کہا۔

اوہ......... پھر ٹھیک ہے......... تم کرلو بات .... نتاشا نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

ہیلو......... نتاشا کالنگ.......... جوڈش فرام نتاشا بار ....رابطہ قائم ہوتے ہی نتاشا نے تیز لہجے میں کہا۔

ہولڈ کریں......... باس اندر مصروف ہیں......... میں انہیں بتاتا ہوں دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور نتاشا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا......... چند لمحوں کے بعد ہی جوڈش کی آواز سنائی دی۔

یس جوڈش سپیکنگ .... کیا بات ہے نتاشا......... کیوں فون کیا ہے......... جوڈش کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

جوڈش مجھے اطلاع ملی ہے کہ کوئی پرنس تمہارے خلاف کام کر رہا ہے وہ تمہارے متعلق پوچھتا ہوا میری بار میں آیا تھا.........عمران نے نتاشا کے لہجے میں کہا اور نتاشا حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا کیونکہ نہ صرف آواز بلکہ لہجہ بھی صدفی صد نتاشا جیسا ہی تھا۔

اوہ..........اچھا.........پرنس اب وہ کہاں ہے

.........دوسری طرف سے جوڈش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

میں نے احتیاطاً اپنا ایک آدمی اس کی نگرانی پر لگا دیا ہے۔

اگر کہو تو ٹریس کر کے تمہیں بتاؤں یا پھر اسے پکڑ کر تمہارے پاس بھجوا دوں...........عمران نے کہا۔

ایسا کرو...........اسے پکڑ کر اپنی تحویل میں رکھو..........میں اس وقت ایک انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں میں بعد میں تم سے خود ہی رابطہ قائم کروں گا.........جوڈش نے جواب دیا۔

میں جانتا ہوں جوڈش کہ وہ اہم کام کیا ہے............مجھے وائٹ پینتھرز نے بتایا تھا کہ تم ڈاکٹر داور کے کیس پر کام کر رہے ہو........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وائٹ پینتھرز نے............اس کا تمہارا رابطہ کیسے ہو گیا............کیا میرے بعد اس نے اس کام کے لئے تم سے تو رابطہ قائم نہیں کیا.........اوہ ٹھیک ہے............ایسا ہی ہوا ہو گا.........میں نے تو اسے جواب دے دیا تھا کہ میں اغوا وغیرہ کا دھندہ نہیں کرتا............اگر ایسی بات ہے تو موٹی رقم جھاڑ لو ....اتفاق سے پارٹی میرے ہاتھ لگ گئی ہے ہم دونوں آدھا آدھا کر لیں گے..........جوڈش نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ تو خالی پارٹی نہیں............بلکہ کسی فارمولے کی بات کر

رہا تھا.........عمران نے جواب دیا۔

جب اصل پارٹی ہاتھ لگ گئی ہے تو فارمولا بھی مل جائے گا میں اسی سلسلے میں مصروف تھا..........جوڈش نے جواب دیا۔

او کے..........میں بات کرتا ہوں..........عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواباً کہا۔

مجھے بتانا.........میں نے ابھی تک اس سے اس لئے رابطہ قائم نہیں کیا تھا کہ میں اصل چیز حاصل کرلوں پھر اس سے بات کروں گا ....لیکن اگر تم درمیان میں آ گئے ہو تو میرے دس ہزار ڈالر کے علاوہ جتنی رقم بھی چاہو اس سے اینٹھ لو..........جوڈش نے کہا۔

ٹھیک ہے..........ایسا ہی ہوگا.........لیکن خیال رکھنا پارٹی ختم نہ ہو جائے ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا.........عمران نے کہا۔

اب نہیں ہوگی..........جوڈش نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا............اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر اور اس کے قبضے میں ہے نتاشا نے پوچھا۔

ہاں............اور مجھے اسے لازماً اس کے قبضے سے نکالنا ہے ....عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

میں تمہارے ساتھ ہوں پرنس............تمہارے احسانات مجھ پر اتنے ہیں کہ میں کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا.......نتاشا نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

نہیں نتاشا.........میں تمہاری دوستی کو درمیان میں نہیں ڈالنا چاہتا پرنس پارٹی کام کر رہی ہے اور پرنس پارٹی کے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ وہ اپنا کام کر سکے.........عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اوہ.........بیٹھو تو سہی..........بات تو سنو..........نتاشا نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

نہیں..........بیٹھنے کا وقت نہیں ہے.............میں بعد میں تم سے ملوں گا.........عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ دفتر سے باہر نکل آیا۔

راہداری میں سے گزر کر وہ ہال میں آیا اور پھر ہال میں سے ہوتا ہوا مین گیٹ سے باہر آ گیا۔

یہاں پارکنگ میں اس کی کرایہ کی کار موجود تھی..........عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر کار کو آگے بڑھایا...........اب وہ جلد از جلد جوڈش کے خلاف قدم اٹھانا چاہتا تھا۔

ایک قدرے سنسان جگہ پر پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ میں روکی اور پھر جیب سے بی۔ ون ٹرانس میٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا.......

یس......... بی ون اوور.......... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چوہان کی آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں......... کہاں ہو تم ....اوور.......... عمران نے اس سے پوچھا۔

ہم تینوں اس وقت جیگو ربار میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی کال سننے کے لئے میں باتھ روم میں آیا ہوں اوور.......... چوہان نے جواب دیا۔

اوکے.......... فوراً وہاں سے نکلو اور شیراز روڈ پہنچ جاؤ اس کی کوٹھی نمبر ۳ میں جوڈش موجود ہے اور ڈاکٹر داور اس کے قبضے میں ہے میں وہاں پہنچ رہا ہوں اگر تم پہلے وہاں پہنچ جاؤ تو میرا انتظار کرو .... باقی ہدایات وہیں دوں گا........ اور سنو انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے وہ انتہائی ہوشیار آدمی ہے اور ہوسکتا ہے اس نے نگرانی

کا بھی کوئی چکر چلا رکھا ہوا ور.........عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے.............ہم پہنچ جائیں گے.............چوہان نے جواب دیا او کے.........میں آ رہا ہوں.........اوور اینڈ آل ....عمران نے جواب دیا اور ٹرانس میٹر آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور پھر گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی وائٹ پینتھر نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا

۔یس..........وائٹ سپیکنگ........وائٹ نے غراتے ہوئے کہا۔

باس..........مانکی بول رہا ہوں..........باس ایک اہم خبر

ہے..........ڈاکٹر اور جوانا کو بلیک ڈاگ نے لوشار کے اڈے

میں رکھا ہوا تھا۔

یہاں سے جوانا لوشار اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اس کی کار

میں بھاگ نکلا........ڈاکٹر داور بھی اس کے ساتھ تھا......اور باس

ہمارے ہیڈ کوارٹر کے سامنے بلیک ڈاگ کے آدمیوں نے انہیں گھیر لیا

ڈاکٹر داور کو اغوا کر کے لے گئے لیکن جوانا نے ان کے پانچ آدمیوں کو

ہلاک کر دیا اور خود ان کی کار میں بیٹھ کر ڈاکٹر داور والی کار کا تعاقب کرنے لگا ادھر جوڈش جو ہمارے ہیڈ کوارٹر سے ہی نکلا تھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا.......... چنانچہ جب جوانا بلیک ڈاگ کے پانچ آدمیوں سے لڑ رہا تھا.......... اس نے ڈاکٹر داور والی کار کو الٹا دیا اور اس میں سے ڈاکٹر داور کو اپنی کار میں لے اڑا جوانا نے بعد میں اس کا تعاقب کیا اور پھر پکچر ہاؤس کے عقب میں جوانا نے جوڈش کی کار کو پالیا مگر جوڈش نے انتہائی مہارت سے جوانا کی کار کو بھی الٹا دیا اس کے بعد وہ جوانا کو بھی اپنی کار میں لے گیا.......... مانکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ.......... مگر تمہیں اتنی تفصیل کیسے معلوم ہوئی.......... وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا.......... کیونکہ مانکی کے بتانے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود جوڈش کے ساتھ ساتھ رہا ہو۔

باس............جوڈش کا ایک ساتھی میرا دوست ہے میں نے اس سے یہ معلومات خریدی ہیں.........اس وقت ڈاکٹر داور اور جوانا جوڈش کی رہائش گاہ پر موجود ہیں...........مانکی نے جواب دیا۔

گڈ...........پھر تو کام بن گیا..........او کے.........گڈ نیوز.........وائٹ نے مسرت سے پر لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا............اس کے بعد اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے..........

ہیلو...........وائٹ پینتھر کالنگ جوڈش...............دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی وائٹ نے کہا۔

اوہ.........فرمایئے.........میں جوڈش ہی بول رہا ہوں

.........دوسری طرف سے جوڈش کی آواز سنائی دی۔

جوڈش.........مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے مشن مکمل کرلیا ہے ڈاکٹر

داور اور جوانا تمہارے قبضے میں ہیں لیکن تم نے مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا............وائٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تمہیں کس نے اطلاع دی ہے..........جوڈش کی سنجیدہ آواز سنائی دی............

میرے بھی ذرائع ہیں جوڈش.........مت بھولو کہ وائٹ پینتھر چھوٹی تنظیم نہیں ہے..........وائٹ نے جوڈش کو طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن..........میرا اور تمہارا معائدہ ختم ہو چکا ہے............پھر کیسا مشن اور تم نے تو اب نیا مشن نتاشا کو سونپ دیا ہے............اس سے بات کرو..........جوڈش نے جواب دیا۔

نتاشا.........کون نتاشا............میں سمجھا نہیں............وائٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

یہاں کا مشہور غنڈہ ہے..........اسی نے مجھے کال کیا تھا

..........جوڈش نے جواب دیا۔

اوہ..........یہ کوئی چکر ہے..........میں تو نتاشا کو جانتا تک نہیں

..........وائٹ نے پرزور لہجے میں کہا۔

اوہ..........مگر ابھی اس نے مجھے کال کر کے بتایا ہے کہ تم نے اسے

مشن سونپا ہے..........بہر حال اب تم کیا چاہتے ہو

..........جوڈش نے کہا۔

ڈاکٹر داور کو میرے حوالے کر دو اور بس..........وائٹ نے

جواب دیا۔

کتنا معاوضہ دو گے..........جوڈش نے پوچھا۔؟

کتنا چاہتے ہو..........وائٹ نے پوچھا۔؟

چالیس ہزار ڈالر..........بولو منظور ہے..........جوڈش نے کہا۔

سنو جوڈش........ پہلے بھی تم دس ہزار ڈالر لے چکے ہو ....جب کہ ان دس ہزار ڈالر کی ادائیگی کے باوجود ہمارے ہاتھ نقلی فائل ہی آئی ہے اور نقلی ڈاکٹر داور مارا گیا.......... لیکن چونکہ اس میں تمہارا قصور نہیں تھا اس لئے ہم نے خاموشی سے ادائیگی کر دی ہمیں ہماری پارٹی سے کوئی بھاری معاوضہ نہیں ملا.......... بہر حال میں دس ہزار ڈالر مزید دے سکتا ہوں.......... وائٹ نے جواب دیا۔

سوری مسٹر وائٹ.......... اب مجھے بھی عقل آ گئی ہے .... ہو سکتا ہے کہ کوئی اور پارٹی اس سے زیادہ معاوضہ دے ....اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فارمولا کروڑوں ڈالر میں بک جائے اس لئے تمہارے ساتھ آخری بات چالیس ہزار ڈالر کی ہے اگر تمہیں منظور ہے تو بات کرو ورنہ سوری.......... جوڈش نے جواب دیا۔

لیکن یہ تو تمہاری لائن کا کام نہ تھا............اب کیوں ایسا کر رہے ہو......اور سنو.........جوڈش........تم نے شاید وائٹ پینتھرز کو کوئی کمزور سی تنظیم سمجھ رکھا ہے.........ہم تو صرف اس لئے تمہارا سہارا لے رہے تھے کہ ہم سامنے نہ آنا چاہتے تھے.........لیکن اب جب کہ دو اور پارٹیاں میدان میں آ چکی ہیں.........ہم خود بھی میدان میں آسکتے ہیں............اور پھر ڈاکٹر داور کا حصول کوئی مشکل نہ ہوگا............وائٹ نے جواب دیا۔

تو کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو............جوڈش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

دھمکی نہیں.........حقائق بتا رہا ہوں.........لیکن اس کے باوجود ہم تم سے الجھنا نہیں چاہتے............اور چاہتے ہیں کہ آئندہ بھی تمہارے ساتھ صاف کام ہوتا رہے.......ہم بیس ہزار ڈالر

دے سکتے ہیں..........وائٹ نے اپنے لہجے کو نرم رکھتے ہوئے کہا۔

سوری...........چالیس ہزار ڈالر سے ایک ڈالر بھی کم نہیں ہو گا...........اگر منظور ہے تو بولو، ورنہ میرا وقت ضائع نہ کرو...........جوڈش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

تیس ہزار ڈالر لے لو............یہ بھی بہت زیادہ ہیں ....وائٹ نے کہا۔

نہیں ....چالیس سے کم نہیں ....جوڈش اپنی بات پر اڑا رہا۔

اوکے..........ٹھیک ہے........رپ کا پتہ تمہارے ہاتھ میں ہے ٹھیک ہے.........میں چالیس ہزار ڈالر کی ادائیگی کے لئے تیار ہوں۔

بولو کیا طریقہ ہوگا............وائٹ نے کہا۔

تم کتنی دیر میں یہ رقم تیا کر سکتے ہو............اصلی نوٹ ....جوڈش نے کہا اس کے لہجے میں ہلکی سی مسرت تھی۔

زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں.............وائٹ نے جواب دیا

ٹھیک ہے میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں............رقم وصول کرنے کے بعد تم اپنے آدمی میرے ساتھ کر دینا مال اسے ڈیلیور کر دیا جائے گا..........جوڈش نے کہا۔

ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں رقم دے کر اپنے آدمی تمہاری رہائش گاہ پر بھیج دوں اور تم رقم وصول کر کے ڈاکٹر داور کوان کے حوالے کر دو۔ وائٹ نے کہا۔

چلو ایسے ہی سہی..........لیکن صرف دو آدمی بھیجنا اس سے زیادہ نہیں اور سنو.........کھیل صاف ستھرا ہونا چاہیے.........ورنہ دوسری صورت میں جو کچھ بھی ہو گا اس کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہو گی

..........جوڈش نے جواب دیا۔

تم بے فکر رہو............میں خود آ رہا ہوں اپنے ایک آدمی کے ساتھ ....سرخ رنگ کی ڈاج کار ہو گی اور کوڈ وائٹ بلیک ہو گا ....وائٹ نے کہا۔

ٹھیک ہے میں منتظر رہوں گا...........جوڈش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وائٹ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا............اس کے بعد اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا اور انٹر کام پر لگے ہوئے نمبروں میں سے ایک نمبر دبا دیا۔

یس..........جانی واکر..........دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

جانی واکر..........چالیس ہزار ڈالر تجوری سے نکال کر دو بیگوں میں بھر کر سرخ رنگ کی ڈاج کار کو تیار کرو..........میں آ رہا ہوں ....وائٹ نے کہا۔

بہتر باس.........میں تیار رہوں گا............جانی واکر نے کہا۔

وائٹ نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد وائٹ تیزی سے اٹھا اور اپنی پشت پر بنی ہوئی ایک الماری کا تالا کھولا اور اس الماری میں سے ایک مومی خول سا نکالا۔ مومی خول اس نے اپنے چہرے پر چڑھایا اور پھر الماری کے پٹ میں لگے ہوئے آئینے میں اس نے اپنے چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرے کو بڑی مہارت سے تھپتھپانا شروع کر دیا............چند ہی لمحوں میں مومی خول اس کے چہرے پر ایڈجسٹ ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی شکل بالکل ہی تبدیل ہو گئی اور وائٹ مطمئن نظریں آئینے میں ڈال کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوانا کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے کمرے کے فرش پر پڑے ہوئے دیکھا............اس کے ہاتھ اور پیر نائلون کی رسی سے بندھے ہوئے تھے............اس نے سر گھما کر ادھر اُدھر دیکھا تو اسے قریب ہی فرش پر ڈاکٹر داور بھی اپنے جیسے انداز میں پڑے ہوئے نظر آئے............ان کے ہاتھ پیر بھی بندھے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے ان کے ایک بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑا ہوا تھا،............جوانا کو جو آخری منظر یاد تھا وہ کار کے دیوار سے ٹکرانے کا تھا اس کے بعد کیا ہوا یہ اسے معلوم نہ تھا لیکن ڈاکٹر داور کو اپنے قریب دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ

یقیناً جوڈش کے قبضے میں آ گئے ہیں کیونکہ اس نے جوڈش کی کار کا ہی تعاقب کیا تھا اور پھر اس کے خدشات چند ہی لمحوں بعد درست ثابت ہوئے جب دروازہ کھلا اور جوڈش مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا اس کے کاندھے سے ایک مشین گن لٹک رہی تھی اور چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

جوانا کو ہوش میں دیکھ کر اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری اور وہ قدم بڑھاتا ہوا سیدھا جوانا کے قریب آ رکا۔

ہیلو ماسٹر زکلرز کے جوانا تم کیا محسوس کر رہے ہو.........جوڈش نے بڑے فاتحانہ انداز میں کہا۔

میرے احساسات کو چھوڑو جوڈش.........یہ بتاؤ کہ تم اس چکر میں کیسے پھنس گئے ہو.........جوانا نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

چکر میں..........کون سے چکر میں..............جوانا نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر موجود تھا۔

اس کانفرنس اور ڈاکٹر داور کے چکر میں..........یہ تو تمہاری لائن کا کام نہیں ہے..........جوانا نے جواب دیا۔

مقصد تو دولت کمانا ہے.............جس طرح سے بھی ملے میں نے اپنا مشن مکمل کرلیا تھا.............اور ڈاکٹر داور کو ہلاک کرنے کے علاوہ فارمولا بھی حاصل کرلیا تھا..........لیکن بعد میں پتہ چلا کہ ڈاکٹر داور بھی نقلی تھا اور فارمولا بھی نقلی.............میں بڑا پریشان ہوا اچانک اتفاق سے مجھے یہ چانس مل گیا کہ میں تم دونوں کو یہاں لے آسکوں..........اب میں مزید دولت کما سکوں گا..........ڈاکٹر داور سے اصلی فارمولا حاصل کر کے کسی پارٹی کو فروخت کرسکتا ہوں یا پھر ڈاکٹر داور کو بھی براہِ راست کسی پارٹی کو

فروخت کر سکتا ہوں وہ خود ہی ان سے فارمولا حاصل کرتے رہیں ....جوڈش نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

تو تم اس لئے ہمیں یہاں لے آئے ہو لیکن تم جانتے ہو کہ جوانا کو اس لئے ہائر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر داور کی جان کا تحفظ بھی ہو سکے اور فارمولے کا بھی ....اور کم از کم جوانا کی زندگی میں ایسا نہیں ہو سکتا..........جوانا نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

تو تمہاری زندگی ختم ہوتے دیر کتنی لگتی ہے ....ویسے بھی ہمیں ڈاکٹر داور سے مطلب ہے تم سے نہیں، تم تو خواہ مخواہ کباب میں ہڈی بنے ہوئے ہو..........جوڈش نے کاندھے سے مشین گن اتارتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

تم نے ڈاکٹر داور سے فارمولا ہی حاصل کرنا ہے نا..........ان کا اچار تو نہیں ڈالنا..........اور اگر فارمولا ڈاکٹر داور کے پاس نہ ہو تو

پھر ....جوانا نے اسی طرح مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

خود ڈاکٹر ہی بتائے گا کہ کس کے پاس فارمولا ہے یہ بے چارہ بوڑھا آدمی کیسے نہیں بتائے گا ....ویسے بھی یہ سائنس دان ہے کوئی پیشہ ور مجرم تو ہے نہیں کہ انتہائی قوت مدافعت کا مالک ہو..........

جوڈش نے جواب دیا۔

جوڈش..........تم جاسوسی لائن میں طفل مکتب ہو..........صرف ناک کی سیدھ میں سوچتے ہو جیسا کہ پیشہ ور قاتل سوچتے ہیں پہلے میری بھی یہی عادت تھی کہ دو جمع دو چار کر لیا کرتا تھا..........لیکن اب مجھے معلوم ہے کہ دو جمع دو ہمیشہ چار نہیں ہوا کرتے کبھی تین بھی ہو جاتے ہیں اور کبھی پانچ بھی..........جوانا نے طنزیہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب .... میں سمجھا نہیں .... تم مجھے کیا چکر دینے کی کوشش کرر ہے ہو .... جوڈش نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

مسٹر جوڈش .... یہ تم نے کیسے فرض کر لیا ہے کہ اصل فارمولے کے متعلق ڈاکٹر داور کو علم ہو گا .... اسے تو فارمولا کانفرنس شروع ہوتے وقت ملے گا اور وہ اسے وہاں پڑھ دے گا .... اب یہ فارمولا کس کے پاس ہے .... کہاں ہے .... اور اسے کیسے پہنچایا جائے گا یہ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں .... اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کے پاس اصل فارمولا ہو اسے تم فالتو سمجھ کر پہلے ہی ختم کر چکے ہو .... اس کے بعد کیا ہو گا .... ٹائیں ٹائیں فش .... جوانا نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

اوہ .... تو تم مجھے یہ سمجھانا چاہتے ہو کہ اصل فارمولے کا علم ڈاکٹر کو نہیں ہے بلکہ تمہیں ہے .... جوڈش نے چونکتے ہوئے

کہا۔

یہی سمجھ لو.........اگر ڈاکٹر داور کے پاس اصل فارمولا ہوتا تو ظاہر ہے نقلی ڈاکٹر داور کے قتل کے بعد اصلی فارمولا تمہیں مل چکا ہوتا جب کہ تم نے خود بتایا ہے کہ نقلی ڈاکٹر کے قتل کرنے کے بعد فارمولا تم نے حاصل کیا وہ بھی نقلی تھا.........اور شاید یہ وہ لوگ ہے جنہوں نے اصلی ڈاکٹر داور کی جگہ نقلی ڈاکٹر داور کو بھیج کر فارمولا اڑایا تھا اور اپنے طور پر انہوں نے یہ چکر کھیلا تھا کہ بیگ میں ایک نقلی فارمولا رکھ دیا تا کہ کانفرنس تک کسی کو علم نہ ہو سکے اور وہی نقلی فارمولا تمہیں ملا.........لیکن جسے وہ اصل سمجھ رہے تھے وہ بھی اصل نہ نکلا.........چنانچہ انہوں نے ڈاکٹر داور پر تشدد کیا تو ڈاکٹر سے کچھ حاصل نہیں ہوا اور پھر وہ میری طرف بڑھے جس کے نتیجے میں ان کی لاشیں ٹکڑوں میں بٹی ہوئی وہاں پڑی ہیں.........جوانا نے

جواب دیا۔

اگرایسا ہےتو تم بتاؤ گے کہ اصل فارمولا کہاں ہے.........جوانا نے کرخت لہجے میں کہا۔

دیکھو جوڈش.........بہتر ہے کہ تم درمیان سے ہٹ جاؤ......... تم نے ابھی کہاں ہے کہ نقلی ڈاکٹر داور کو قتل کر کے تم نے اپنا مشن مکمل کرلیا ہے اب تم مزید لالچ میں نہ پڑو تو تمہارے حق میں یہ بہتر رہے گا.........وہ تم جانتے ہو کہ جوانا کا اس پیشے میں ایک مقام ہے اور تم جیسے چھپ کر وار کرنے والے چوہے مجھ جیسے شیر کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے.........جوانا نے بڑے تلخ لہجے میں کہا۔

تمہاری یہ جرائت.........کہ تم مجھے چوہا کہو.........جوڈش جوانا کے آخری فقرے پر بری طرح بھڑک اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے مشین گن کا بٹ جوانا کے جبڑے پر

مارا.........مگر جوانا نے بڑی تیزی سے سر کو ہٹالیا اور مشین گن کا بٹن اس کے کاندھے پر پڑا گو ضرب انتہائی زوردار انداز میں لگائی گئی تھی لیکن جوانا کے منہ سے ہلکی سی سسکی بھی نہ نکلی جوڈش نے جھنجھلا کر دوبارہ مشین گن کو اونچا کیا مگر اسی لمحے جوانا فرش پر لیٹا ہوا تھا چکی کے پاٹ کی طرح تیزی سے گھوما اور اس کی بندھی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے جوڈش کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور جوڈش لڑکھڑا کر اس کے اوپر آ گرا اسی لمحے جوانا نے تیزی سے کروٹ بدلی اور جوڈش جیسے اس کے جسم کے نیچے آیا اس نے پوری قوت سے اپنا سر اس کے سینے پر مارا اور جوڈش کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی.........جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ سر مارنے کی کوشش کی لیکن جوڈش سنبھل گیا اور وہ ایک زوردار جھٹکا دے کر جوانا کے نیچے سے دور کھسک گیا ....اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اس کا چہرہ غصے کی شدت

سے سیاہ پڑ گیا تھا اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر دانت بھینچے ہوئے اس کا رخ جوانا کی طرف آیا ہی تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جوڈش دروازہ کھلنے کی آواز سن کر تیزی سے مڑا۔

باس..........نتاشا بارے نتاشا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں آنے والے نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

نتاشا..........وہ کیا بات کرنا چاہتا ہے..........جوڈش کے چہرے پر غیظ وغضب کی بجائے حیرت کے آثار نمودار ہو گئے اور اس کی دماغی رو پلٹ گئی۔

باس..........وہ کہتا ہے انتہائی ضروری بات ہے........آنے والے نے جواب دیا۔

اوکے..........تم یہیں ٹھہرو..........اگر یہ حبشی کوئی غلط حرکت

کرے تو بے شک گولی مار دینا............جوڈش نے مشین گن اپنے آدمی کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔

جوانا یہ نہ سمجھنا کہ تم میرے ہاتھوں سے بچ نکلو گے میں نے صرف اپنا ذہن فوری طور پر اس لئے بدل لیا ہے کہ میں اب تمہیں آسان موت نہیں مارنا چاہتا میں تمہاری ایک ایک ہڈی توڑوں گا

............تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کردوں گا

..........جوڈش نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا...........جب کہ فرش پر پڑے ہوئے جوانا کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

تم مجھے جانتے ہو مسٹر............جوڈش کے جانے کے بعد جوانا نے اس آدمی سے مخاطب ہوکر کہا جواب جوڈش کی جگہ مشین گن سنبھالے کھڑا تھا۔

ہاں........اتنا جانتا ہوں کہ تمہارا نام جوانا ہے..........اس آدمی نے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کبھی ماسٹرز کلرز کا نام سنا ہے.......... ہاں بالکل سنا ہے ....انتہائی خطرناک تنظیم ہے..........پیشہ ور قاتلوں کی خوف ناک تنظیم ....اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو پھر..........دیکھ لو کہ تم ماسٹرز کلرز کے جوانا کے سامنے کھڑے ہو سمجھے...........اور یہ اچھی طرح جان لو کہ ماسٹرز کلرز بھوکے بھیڑیئے کی طرح اپنے دشمن پر ٹوٹ پڑتی ہے...........جوانا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

تم ماسٹرز کلرز کے رکن ہو..........اوہ پھر تم تو انتہائی خطرناک آدمی ہو اس آدمی نے نمایاں طور پر جھرجھری لیتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے اعصاب بھی تن گئے۔

سنو.........تمہارا باس احمق ہے جو ماسٹر زکلرز کے مقابلے میں آ رہا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ ماسٹر زکلرز کے عتاب سے بچ جاؤ تو پھر تم صرف ایک کام کرو کہ.........میری ٹانگیں سیدھی کر دو.........ٹیڑھے انداز میں پڑے ہوئے بے حد تکلیف ہو رہی ہے.........جوانا نے اسے کہا۔

اور وہ آدمی جوانا کی فرمائش سن کر حیرت سے اسے دیکھنے لگا اس نے سمجھا تھا کہ شاید جوانا اسے ہاتھ پاؤں کھولنے کے لئے کہے گا۔.........

بس.........صرف اتنا کام.........اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

تو اور کیا ماسٹر زکلرز کا جوانا تم سے بھیک مانگے گا.........جوانا نے تلخ لہجے میں کہا۔

یہ تو میں کر سکتا ہوں ....اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مشین گن کو ایک طرف رکھ کر جوانا کی طرف بڑھا......... حالانکہ جوانا کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود وہ شخص بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

تمہاری بہادری اب یہی رہ گئی ہے کہ ایک بندھے ہوئے آدمی سے خوف زدہ ہو۔..........جوانا نے اسے پچکارتے ہوئے کہا ....اور جوانا کے اس فقرے کا اس آدمی پر اس کی توقع کے عین مطابق اثر ہوا وہ ڈھیلا پڑ گیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر وہ جھکا ....اور جوانا کی مڑی ہوئی دونوں ٹانگیں پکڑ کر سیدھی کرنے لگا.........اسی لمحے جوانا کا اوپر والا جسم بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور جوانا کے سر کی زوردار ٹکر اسکے پیروں پر جھکے ہوئے آدمی کے سر پر پڑی.........اور وہ چیخ مار کر پہلو کے بل گرا..........تو جوانا

نے تیزی سے حرکت کی اور اپنا پورا جسم اچھال کر اس کے اوپر ڈال دیا.............اور وہ جوانا کے بھاری بھرکم جسم کے نیچے یوں دب گیا کہ اب وہ حرکت کرنے سے بھی معذور ہو گیا۔

کہو تو ایک ٹکر مار کر تمہاری کھوپڑی توڑ دوں.............یا پھر میرے ساتھ تعاون کرو گے.............میرا وعدہ ہے کہ تمہاری جان بخش دوں گا..........جوانا نے اپنے جسم کو اور زیادہ دباتے ہوئے کہا۔

مم..........مم.........میرا سانس...........میں مر جاؤں گا...........نوجوان نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

اپنے دونوں ہاتھ باہر نکال کر میرے ہاتھوں کی رسی کھولو.........جلدی کرو...........جوانا نے اپنے دونوں کاندھوں کو فرش سے لگاتے ہوئے اپنے جسم کو قدرے اونچا کرتے ہوئے کہا۔

میں تعاون کروں گا...........میں کھول دوں گا...........مجھے

سیدھا ہونے دو.........نوجوان نے بوجھ ہلکا ہوتے ہی کہا۔

جس طرح میں کہہ رہا ہوں ویسے کرو............جوانا نے تیزی سے سر کی ٹکر اس کی پیشانی پر مارتے ہوئے کہا اور نوجوان کے حلق سے چیخ نکل گئی...........اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے ہتھوڑا مار دیا ہو...........اس نے جلدی سے دونوں ہاتھ باہر نکالے اور پھر ان کو مڑ کر جوانا کی پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔

جلدی کرو جلدی..........جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔

مم.........مم..........مجھے گانٹھ نظر نہیں آ رہی

..........نوجوان نے سسکتے ہوئے کہا۔

ٹٹول کر کھولو جلدی..........یہ دوسری گانٹھ ہے..........اس کا چھوٹا سرا کھینچو اور پھر بڑا سرا..............گانٹھ کھل جائے گی

.........جوانا نے اسے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا
.........وہ گانٹھ کو فرش سے رگڑ کر اس کی نوعیت معلوم کر چکا تھا
.........اور شاید اسی لمحے نوجوان کی انگلیوں میں گانٹھ کا چھوٹا سرا آ گیا..............اس نے اسے جھٹکا دیا..............تو سرا کھنچتا چلا گیا..............اس نے پھر ٹٹولا اور اس بار دوسرا سرا اس نے جیسے ہی کھینچا..............دوسری گانٹھ کھلتی چلی گئی..............اور جوانا نے جلدی سے دونوں ہاتھوں کو مخالف سمت میں کر کے رسیوں کی گرفت سے آزاد کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے نوجوان کے سر پر ٹکر ماری اور نوجوان کے حلق سے چیخ نکل گئی
.........جس جگہ جوانا نے ٹکر ماری تھی وہ جگہ دب گئی تھی
.........جوانا نے عین اسی جگہ دوسری ٹکر مار دی اور نوجوان کا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔

جوانا تیزی سے الٹ کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے اپنے پیروں میں بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔

جوڈش ابھی تک واپس نہ لوٹا تھا جوانا نے اٹھ کر سب سے پہلے اس نوجوان کی ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن پر قبضہ کیا اور پھر وہ تیزی سے دروازہ کی طرف بڑھ گیا............دروازے کو اس نے تھوڑا سا کھولا اور پھر احتیاط سے سر باہر نکال کر جھانکا............اسے ایک راہداری نظر آئی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی............راہداری خالی پڑی ہوئی تھی............جوانا مشین گن سنبھالے دبے قدموں آگے بڑھتا چلا گیا............راہداری کے موڑ پر وہ رکا اور پھر اس نے احتیاط سے دوسری طرف جھانکا............اور عین اسی لمحے قدموں کی آواز اس کے قریب ابھری............وہ تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹا اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا

............قدموں کی آواز نزدیک آتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد

اچانک موڑ پر جوڈش نمودار ہوا۔

خبردار............ ہاتھ اٹھالو............جوانا نے اچانک مشین

گن کی نال اس کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

اس کی آواز انتہائی گرجدار تھی اور جوڈش بری طرح اچھل پڑا اور اس

کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار ابھر آئے اس نے بے اختیار

ہاتھ اوپر اٹھالیے۔

میں چاہتا تو تمہیں گولی مار سکتا تھا............لیکن میں جوانا ہوں

............للکارے بغیر نہیں ماروں گا............جوانا نے

جوڈش کے حیرت زدہ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تم رہا کیسے ہو گئے............جوڈش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جوانا کے لئے رہائی کوئی مشکل نہیں ہے............جوانا نے جواب

دیا اسی لمحے جوڈش نے آنکھ سے اشارہ کیا اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ جوانا کے پیچھے آنے والے کسی شخص کو جوانا سے آنکھ بچا کر اشارہ کر رہا ہو..............اور جوانا اس ساوے سے ڈاج میں آ گیا..........وہ جوڈش کا اشارہ دیکھتے ہی تیزی سے مڑا اور اسی لمحے اس کے ہاتھ پر جوڈش کی زوردار ضرب لگی اور جوانا کے ہاتھ سے مشین گن اڑ کر دور جا گری۔

جوانا سانپ کی سی تیزی سے پلٹا مگر جوڈش نے جوانا پر ہاتھ اٹھانے کے ساتھ ہی تیزی سے اپنا گھٹنا اس کی ناف پر دے مارا یہ ضرب اتنی زوردار تھی کہ جوانا لڑکھڑا کر پلٹا اور جوڈش نے انتہائی تیزی سے ایک لات اس کی ناف کے نیچے جما دی..............اور بھاری بھر کم جوانا کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گر گیا..........لیکن نیچے گرتے ہی جوانا کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اسکے ساتھ ہی اس کی دونوں

لاتیں جڑ کر جوڈش کی ٹانگوں پر پڑیں..........اور جوڈش بھی اس اچانک ضرب سے نہ سنبھل سکا اور وہ بھی لڑکھڑاتا ہوا پیچھے کی طرف پلٹا جوانا نے اس پر تیزی سے چھلانگ لگائی..........لیکن جوڈش انتہائی پھرتی سے کروٹ بدل گیا اور جوانا اپنے ہی زور پر آگے کی طرف جھکا اور جوڈش کا گھٹنا اس کے سینے پر پڑا اور جوانا تڑپ کر لڑھکتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔

خبردار..........ہاتھ اٹھا دو..........کسی نے اچانک چیختے ہوئے کہا اور جوانا ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیدھا ہو گیا..........

راہداری کے دوسرے سرے پر ایک مشین گن بردار مشین گن کی نال جوانا کی طرف کیے ہوئے کھڑا تھا..........اور جوانا نے ہاتھ اٹھا دیئے..........

جوڈش دانت پیستا ہوا اٹھا..........اور عین اسی لمحے جوانا بھی کسی

بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور جوڈش اس کے ہاتھوں میں اٹھتا ہوا فضا میں جیسے تیرتا ہوا اس مشین گن بردار سے جا ٹکرایا ....جوانا کی آنکھوں میں وحشت کے شعلے بھڑک رہے تھے ....یہی وجہ تھی کہ خاصے مضبوط جسم کے مالک جوڈش کو اس نے یوں اٹھا کر پھینک دیا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پلاسٹک کا بنا ہوا ہو..........جوڈش مشین گن بردار ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے اور جوانا تیزی سے ان کی طرف بھاگا..........لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان تک پہنچتا..........جوڈش نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے ایک سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا..........اور سرر کی آواز کے ساتھ ہی مضبوط لوہے کی دیوار ایک سائیڈ سے نکل کر دوسری سائیڈ میں گھس گئی..........یہ پستول لوہے کے مضبوط راڈ سے بنی ہوئی تھی اور قینچی نما تھی

.........جوانا اپنے ہی زور میں اس دیوار سے جا ٹکرایا
.........اسی لمحے جوڈش نے جھپٹ کر ایک طرف پڑی ہوئی
مشین گن اٹھالی.........یہ مشین گن ان دونوں کے ٹکرانے کی
وجہ سے اس کے آدمی کے ہاتھ سے گری تھی.........اور جوانا
سمجھ گیا کہ اب وہ یقیناً مشین گن کی فائرنگ کا نشانہ بن جائے
گا.........اس لئے جیسے ہی جوڈش مشین گن کی طرف لپکا
جوانا لوہے کی جالی نما دیوار سے ٹکرا کر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے راہداری کے پچھلے موڑ کی طرف چھلانگ لگا دی
.........موڑ کے قریب اس کی دونوں ٹانگیں جیسے ہی فرش سے
ٹکرائیں وہ تیزی سے سائیڈ میں مڑا اور اسی لمحے مشین گن کی گولیوں
کی بوچھاڑ اس سے چند انچ کے فاصلے پر سے گزرتی چلی گئیں
.........اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو گولیوں نے اسے

چھلنی کر کے رکھ دیتا تھا.......... لیکن فوری طور پر مڑ جانے کی وجہ سے وہ بال بال بچا تھا موڑ مڑتے ہی وہ گولیوں سے محفوظ ہو چکا تھا.......... وہ مشین گن بھی اسی راہداری میں پڑی ہوئی تھی جو جوانا نے اندر کمرے میں اس نوجوان سے چھینی تھی چنانچہ اس نے تیزی سے وہ مشین گن اٹھائی اور اس کے ساتھ ہی اس نے موڑ کے قریب کھڑے ہو کر مشین گن کی نال کا رخ اس لوہے کی دیوار کی طرف کر کے فائر کھول دیا.......... لیکن دوسری طرف سے کوئی چیخ سنائی نہ دی.......... بلکہ ادھر سے بھی گولیوں کی بوچھاڑ آئی جو سیدھی نکلتی چلی گئی.......... اب جوانا بڑے غلط طریقے سے پھنس گیا تھا.......... اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا پھر وہ تیزی سے واپس دوڑا اور اس کمرے میں آیا جہاں ڈاکٹر داور ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے وہ نوجوان بھی فرش پر بے حس و

حرکت پڑا ہوا تھا جس سے جوانا نے مشین گن چھینی تھی

.........جوانا نے اسے کندھے پر اٹھالیا جس سے جوانا نے مشین گن چھینی تھی.............جوانا نے اسے اٹھالیا اور واپس راہداری میں آیا اور پھر موڑ پر پہنچ کر اس نے اچانک اس نوجوان کو اس لوہے والی دیوار کی طرف اچھال دیا............اسی لمحے گولیوں کی بوچھاڑ پڑی اور نوجوان کا جسم چھلنی ہو گیا............جوانا نے اس نوجوان کو اچھالتے ہی مشین گن سنبھالی اور جیسے ہی دوسری طرف سے مشین گن کا راؤنڈ ختم ہوا، اور ویسے ہی وہ اچھل کر سامنے آیا اور اس نے فائر کھول دیا............دوسرے لمحے زوردار چیخ بلند ہوئی اور وہ آدمی جو دیوار کے دوسری طرف سے مشین گن لیے کھڑا تھا اچھل کر زمین پر گر پڑا.........جوانا کی گولیوں نے اسے چھلنی کر دیا تھا

........جوڈش غائب تھا..........جوانا اس آدمی کے گرتے ہی

تیزی سے اس دیوار کی طرف لپکا..........وہ سوئچ بورڈ جس پر موجود
بٹن دبا کر جوڈش نے لوہے کی دیوار ظاہر کی تھی سامنے نظر آ رہا تھا جوانا
نے لوہے کی جالی میں سے مشین گن کی نال کا رخ اس سوئچ بورڈ کی
طرف کیا اور فائر کھول دیا دوسرے لمحے سوئچ بورڈ کے پرخچے اڑ گئے
..........اور اس کے ساتھ ہی سرر کی تیز آواز کے ساتھ لوہے کی
دیوار واپس پہلے والی دیوار میں غائب ہو گئی..........جوانا نے
اس کا سسٹم ہی ختم کر دیا تھا..........دیوار کے غائب ہوتے ہی
جوانا انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے راہداری کا موڑ مڑا
..........راہداری کے آخری سرے پر ایک دروازہ تھا..........جوانا
تیزی سے اس دروازے کی طرف لپکا..........اور اس نے ایک
طرف ہٹ کر پوری قوت سے دروازے کو لات ماری..........اور
دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا..........جوانا اچھل کر دوسری

طرف گیا اور اب وہ برآمدے میں پہنچ گیا جو خالی پڑا ہوا تھا......... جوانا مشین گن اٹھائے تیزی سے سامنے نظر آنے والے ایک اور دروازے کی طرف بڑھ گیا............ یہ ایک کمرے کا دروازہ تھا............ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے جوانا نے احتیاطاً اندر کی آہٹ لی............ لیکن کمرے میں سکوت طاری تھا جوانا اندر داخل ہوا تو کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اور پھر جوانا تیزی سے مختلف کمروں میں جا کر چیک کرتا چلا گیا لیکن سارے کمرے خالی تھے.......... جوڈش یا اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آ رہے تھے

.... جوانا کو جب تسلی ہو گئی کہ جوڈش اور اس کے باقی ساتھی .... اگر کوئی ہوں گے تو وہ فرار ہو چکے ہیں.......... تو وہ تیزی سے دوڑتا ہوا واپس ڈاکٹر داور والے کمرے کی طرف لپکا لیکن اس کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر

اچانک ایٹم بم پھٹ پڑا ہو.............. اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں اور ذہن میں جیسے زلزلہ سا آ گیا.......... کمرہ خالی پڑا ہوا تھا اور ڈاکٹر داور غائب تھے.......... جوانا کو سنبھالنے میں چند لمحے لگے اور وہ پہلے تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمرے کو دیکھتا رہا.......... پھر تیزی سے اس کونے کی طرف بڑھا جہاں وہ ڈاکٹر کو بندھا چھوڑ کر گیا تھا۔ لیکن وہ جگہ خالی پڑی ہوئی تھی.......... جوانا چند لمحے سوچتا رہا اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر بند کمرے سے ڈاکٹر اور کہاں غائب ہو گئے ہیں.......... لیکن کوئی بات اس کی عقل میں نہ آ رہی تھی جوانا فوراً واپس مڑا اور پھر بھاگتا ہوا برآمدے میں پہنچا اور وہاں سے وہ پورچ میں آ گیا.......... برآمدے میں لگی ہوئی کال بیل اچانک بج اٹھی تھی.......... جوانا نے ہاتھ میں مشین گن سنبھالی اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا.......... پھاٹک اندر سے

بند تھا............ پھاٹک جن ستونوں میں فکس تھا ان ستونوں اور پھاٹک کے درمیان خاصی بڑی جھری تھی.........جوانا جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچا اس نے ایک کار کو تیزی سے بیک ہوتے اور پھر تیز رفتاری سے مڑ کر ایک طرف جاتے دیکھا..........اس نے پھاٹک کھولا اور پھر باہر نکل آیا.........اس نے ایک سرخ رنگ کی کار کو دور جاتے ہوئے دیکھ لیا۔

جوانا..............اچانک ایک طرف سے اسے عمران کی آواز سنائی دی...........وہ چونک کر مڑا۔اور پھر اسے سائیڈ میں موجود ایک درخت کے پیچھے سے ایک غنڈہ نکل کر اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔

جوانا..........میں عمران ہوں.........ڈاکٹر داور کہاں ہے ....آنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

اوہ ماسٹر...........وہ بند کمرے سے غائب ہو گئے ہیں جوانا نے چونک کر کہا۔

بند کمرے سے غائب...........جوڈش کہاں ہے

...........عمران نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

وہ فرار ہو گیا ہے ماسٹر، بزدل فرار ہی ہوا کرتے ہیں...........جوانا نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کوٹھی خالی ہے کیا...........عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

ہاں ماسٹر...........صرف دو لاشیں پڑی ہوئی ہیں

...........جوانا نے جواب دیا۔

اوہ...........اس کا مطلب ہے جوڈش کسی خفیہ راستے سے ڈاکٹر داور کو لے کر نکل گیا ہے...........آؤ میرے ساتھ

...........عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر وہ بھاگتا ہوا کھلے پھاٹک میں داخل ہو گیا جوانا اسے لے کر اس کمرے میں پہنچا جہاں سے ڈاکٹر غائب ہوئے تھے اور تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے وہ خفیہ دروازہ ڈھونڈ لیا جو ایک دیوار میں کھلتا تھا..........دوسری طرف ایک سرنگ سی جا رہی تھی

..........اور اس دروازے کے نمودار ہوتے ہی جوانا کے ذہن میں بھی یہ بات آ گئی..........کہ جوڈش نے دوسرا داؤ کھیلا ہے

..........اس نے جوانا کو اپنے آدمی سے الجھایا اور خود کسی خفیہ راستے سے اس کمرے تک پہنچا اور اس دروازے کے راستے ڈاکٹر داور کو نکال لے گیا۔

مگر ماسٹر..........اب مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہاں خفیہ دروازے بھی ہوتے ہیں..........ورنہ میں ڈاکٹر داور کو اپنے کاندھے پر اٹھائے رکھتا..........جوانا نے قدرے ندامت بھرے لہجے میں

کہا۔

پھر تو تم بھی غائب ہو جاتے ....اور مجھے دو آدمیوں کو ڈھونڈ نا پڑتا ....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جوانا اسے اس دوران مختصر طور پر اپنی گرفتاری اور رہائی سے جوڈش کے فرار تک کی کہانی سنا چکا تھا ....اس لئے عمران کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے آثار تھے کیونکہ جوانا اپنی سمجھ کے مطابق جو کچھ کر سکتا تھا وہ اس نے کیا تھا اس سے زیادہ ظاہر ہے اس کی عقل ہی نہ چل سکتی تھی ....

اور پھر عمران نے پوری کوٹھی کی تلاشی لینا شروع کر دی.........اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک میز کی دراز میں پڑا ہوا ایک پراپرٹی ڈیلر کا کارڈ اٹھالیا..........عمران چند لمحے کارڈ کو دیکھتا رہا.........پھر اس نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ کو جیب میں ڈالا اور

جوانا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

اب ڈاکٹر اور کہاں ملے گا ماسٹر ....جوانا نے عمران کے پیچھے چلتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا کیا خیال ہے.........اسے کہاں ڈھونڈا جائے.........

عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

اس کے لئے ہمیں جوڈش کو تلاش کرنا پڑے گا............جوانا نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

بس.......یہی تمہارے سوال کا جواب تھا...........عمران نے مختصر سا جواب دیا............اور کوٹھی سے باہر نکل کر عمران ایک سائیڈ میں کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا............جوانا اس کے پیچھے تھا۔

تم اسے الجھائے رکھو.........جوڈش نے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کراس وقت کہا جس وقت جوانا لوہے کی جالی سے ٹکرا کر چھلانگ لگاتا ہوا راہداری کا موڑ مڑ گیا تھا............اوراس آدمی کے سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے لپکا...........اور پھر راہداری کے اختتام سے پہلے ہی اس نے سائیڈ والی دیوار کی جڑ میں ایک خاص جگہ پر اپنا ایک پیر مارا...........دوسرے ہی لمحہ دیوار میں ایک خلا نمودار ہو گیا دوسری طرف ایک اور راہداری تھی............جوڈش تقریباً دوڑتا ہوا اسی راہداری میں دور تک چلا گیا...............راہداری کے اختتام پر

ایک دروازہ تھا..........جوڈش نے دروازے کوزور سے دھکیلا تو وہ
ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا..........اس نے کمرے کے
مین سوئچ کی سائیڈ میں ایک معمولی سے ابھار کو دبایا تو کمرے کا فرش
ایک کونے سے ہٹتا چلا گیا..........اور جوڈش نیچے جاتی ہوئی
سیڑھیاں اترتا چلا گیا..........سیڑھیوں کے اختتام پر وہ تیزی
سے دائیں طرف مڑا تو ادھر سے ایک سرنگ سی دور تک چلی گئی تھی
..........جس راستے سے وہ گزر کر آ رہا تھا اس کے دوسری طرف پہنچتے
ہی پچھلے راستے خود بخود بند ہوتے چلے جا رہے تھے سرنگ
..........کے دھانے پر پہنچ کر اس نے سامنے والی دیوار کے قریب
جھک کر دیوار کی جڑ میں کسی چیز کو زور سے کھینچا تو دیوار سرر کی آواز سے
درمیان سے ہٹتی چلی گئی..........اور جوڈش اچھل کر دوسری
طرف پہنچ گیا..........یہ وہی کمرہ تھا جہاں وہ جوانا اور ڈاکٹر داور

کو بندھا چھوڑ آیا تھا جیسے ہی وہ کمرے میں پہنچا اسے دور مشین گن کی
تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں فرش پر اس کا آدمی موجود
تھا............ڈاکٹر داور ہی بے ہوش کے عالم میں بندھا ہوا پڑا تھا
جوڈش نے جھک کر ڈاکٹر داور کو اٹھا کر کاندھے پر لا دا اور تیزی سے
دیوار میں پیدا ہونے والے خلا کو کراس کر گیا............دوسری طرف
جا کر اس نے پیر کو اس ہک پر زور سے مارا جسے کھینچ کر اس نے دیوار
میں راستہ بنایا تھا............ہک پر پیر مارتے ہی دیوار دوبارہ برابر
ہو گئی............اور جوڈش ڈاکٹر کو کاندھے پر لا ددے اس سرنگ
میں دوڑتا چلا گیا............سرنگ کا اختتام سیڑھیوں پر ہوا
سیڑھیاں اوپر کی طرف جا رہی تھیں جوڈش ان سیڑھیوں پر چڑھا اور
پھر ایک دروازے سے ہوتا ہوا وہ ایک کمرے میں پہنچ گیا
............اس کمرے کو کراس کر کے وہ ایک راہداری میں آیا اور پھر

سامنے کے رخ دوڑتا چلا گیا............راہداری کے اختتام پر ایک برآمدہ تھا جس کے سامنے پورچ اور لان تھا.........یہ اس کی کوٹھی کی پشت پر موجود دوسری کوٹھی تھی، جو اس کے قبضے میں تھی اور خالی پڑی ہوئی تھی البتہ پورچ میں سفید رنگ کی سیڈان کھڑی تھی ....اس کوٹھی کا پھاٹک بھی عقبی سڑک پر تھا سیڈان کار پر کپڑا پڑا ہوا تھا.........جوڈش نے بڑی پھرتی سے کپڑا کھینچ کر ایک طرف پھینکا اور کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا دروازہ لاک نہ تھا.........
دروازے کے کھلتے ہی جوڈش نے بڑی پھرتی سے ڈاکٹر کو پچھلی سیٹ پر لٹا کر اور اس کے جسم سے بیلٹ باندھ کر دروازہ بند کر دیا اور پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا.........اگنیشن میں چابی موجود تھی ....دوسرے ہی لمحے سیڈان کا نفیس اور طاقتور انجن ہلکی سی لرزش کے بعد جاگ اٹھا اور جوڈش نے بڑی پھرتی سے کار کو موڑا اور پھر

اسے پھاٹک کی طرف لے چلا.............پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا تو پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا.............یہ پھاٹک ریموٹ کنٹرول کے ذریعے کھلتا تھا اس لئے جوڈش نے اسے کار میں بیٹھ کر ہی کھول لیا.............دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے باہر نکلی اور دائیں طرف مڑ کر دوڑتی چلی گئی.............کار کے پھاٹک کے باہر نکلتے ہی پھاٹک خود بخود بند ہو چکا تھا۔

جوڈش کار بھگائے چلا جا رہا تھا.............وہ ڈاکٹر داور کو ہر قیمت پر اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا اور اب اسے جوانا اور فارمولے کی بھی پرواہ نہ تھی کیونکہ وائٹ پینتھرز سے وہ اس کا سودا کر چکا تھا۔ اور یہ سودا صرف ڈاکٹر داور کا ہوا تھا.............اس میں فارمولے کا ذکر نہ تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے فوری طور پر ڈاکٹر داور کو وہاں سے نکال لے

جانے کا فیصلہ کیا تھا............کافی دور آ جانے کے بعد ایک چوک پر سے اس نے کار کو بائیں طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا .... یہ سڑک شہر سے مضافات کی طرف جاتی تھی اور جوڈش نے حفظ ماتقدم کے طور پر مضافات میں ایک مکان حاصل کر رکھا تھا تا کہ ضرورت کے وقت وہ ایمرجنسی میں اسے استعمال کر سکے ....اور ظاہر ہے اب ایمرجنسی کا وقت آ گیا تھا۔

جوڈش تیزی سے کار دوڑائے لیے چلا جا رہا تھا.............سڑک پر کافی تعداد میں کاریں آ جا رہی تھیں لیکن ان کی تعداد اتنی نہ تھی کہ جسے رش کہا جا سکے ....تقریباً بیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اس نے کار ایک بائی روڈ کی طرف موڑ دی ....یہ سڑک چھوٹی اور قدرے ناپختہ تھی لیکن سیڈان کار پوری رفتار سے اڑی چلی جا رہی تھی ....بائی روڈ آگے جا کر مڑ گئی اور تھوڑا فاصلہ طے کر کے وہ

ایک مضافاتی کالونی میں داخل ہوگئی جہاں متوسط طبقے کے مکانات تھے۔

جوڈش نے کار ایک دومنزلہ مکان کے پھاٹک کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھاٹک پر پڑا ہوا نمبروں والا تالا نمبر ملا کر کھولا............ پھاٹک کو خود ہی دھکیل کر اس نے کھولا اور کار کو اندر لے گیا.........کار اندر پہنچا کر اس نے پھاٹک کو بند کر دیا.......اور پھر کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس نے اندر پڑے ہوئے ڈاکٹر کو باہر کھینچ لیا..............ڈاکٹر داور کے منہ سے کراہیں نکل گئیں..........وہ ہوش میں آ چکے تھے لیکن ان کی آنکھوں کی کیفیت بتا رہی تھی کہ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں ہیں..............جوڈش نے ڈاکٹر داور کو کندھے پر لادا اور تیزی سے مکان کے اندرونی کمرے میں پہنچ گیا..........اس نے وہاں موجود ایک بیڈ پر ڈاکٹر داور کو لٹا

دیا۔

میں کہاں ہوں..........ڈاکٹر نے کراہتے ہوئے مدہم سی آواز میں پوچھا۔

آپ دوستوں میں ہیں ڈاکٹر..........اطمینان رکھیں ....جوڈش نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا.........اور پھر تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا..........اب وہ جلد از جلد وائٹ پینتھر سے رابطہ قائم کرنا چاہتا تھا..........مکان میں چونکہ ٹیلی فون نہ تھا اور اسے ٹیلی فون کرنے کے لئے ذرا فاصلے پر ایک پبلک کال آفس تک جانا تھا..........اس لیے اس نے اس کمرے کو باہر سے بند کیا جس میں ڈاکٹر داور کو لٹایا تھا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مکان کے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا..........پھاٹک کھول کر وہ باہر نکلا تو اسے سامنے ایک مکان کے ساتھ ایک سیاہ رنگ کی کار کھڑی نظر

آئی..........اس میں چار افراد بیٹھے ہوئے تھے.........جوڈش نے پھاٹک کو باہر سے بند کیا اور پھر تیزی سے پبلک کال آف کی طرف جانے والی گلی میں گھستا چلا گیا..........اس گلی کو کراس کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے بازار میں پہنچ گیا جس کے دائیں کنارے پر پبلک کال آفس موجود تھا۔

جوڈش تیزی سے فون بوتھ میں داخل ہوا............پہلے اس نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگایا...........رسیور میں ٹون موجود تھی.......اس کا مطلب تھا کہ فون درست ہے........اس نے جیب سے سکے نکال کر باکس میں ڈالے اور پھر وائٹ پینتھر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے........لیکن دوسری طرف کوئی آواز نہ تھی.......نہ انگیج کی اور نہ گھنٹی بجنے کی بس خاموشی تھی جوڈش نے حیرت سے بھنویں اچکائیں اسے خیال آیا کہ شاید اس نے نمبر غلط ڈائل کر

دیئے ہیں چنانچہ اس نے کریڈل دبا کر سکے باہر نکالے اور انہیں دوبارہ باکس میں ڈال کر اس نے اس بار بڑی احتیاط سے نمبر ڈائل کیے ....لیکن نتیجہ وہی نکلا..........اب تو جوڈش چونک پڑا اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر سکے باہر نکالے چونکہ کال ملی نہ تھی اس لئے کریڈل دبانے سے سکے باہر آ جاتے تھے..........اس نے سکے ڈال کر فون سپروائزر کا نمبر ڈائل کیا۔

یس فون سپروائزر سر..........فوراً ہی دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

دیکھیے..........میں فون نمبر ایٹ، زیرو، ایٹ، تھری، سکس، ون ڈائل کر رہا ہوں..........لیکن دوسری طرف سے لائن ڈیڈ ہے ....پلیز چیک کیجئے مجھے ایمرجنسی کال کرنا ہے..........جوڈش نے سپروائزر سے کہا۔

ایٹ ، زیرو، ایٹ ، تھری سکس ، ون ....اوہ یہ نمبر کہیں تھرڈ روڈ پراعظم مینشن کا تو نہیں ہے............فون سپر وائزر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

بالکل وہیں کا نمبر ہے کیوں ....جوڈش نے فون سپر وزار کے لہجے میں حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اوہ جناب ....اعظم مینشن کو بم کے دھماکے سے تباہ کر دیا گیا ہے............ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ واقعہ ہوا ہے............بے شمار لوگ زخمی ہو چکے ہیں............پولیس اور فائر بریگیڈ کا عملہ مصروف ہے پورا مینشن ہی تباہ ہو چکا ہے............اس لئے سر فون کیسے مل سکتا ہے فون سپر وائزر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اچھا............ویری بیڈ............اوکے............تھینک یو............جوڈش نے کہا اور تیزی سے رسیور رکھ کر وہ فون بوتھ سے

باہر آ گیا اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ اعظم مینشن کو کس نے بتاہ کر دیا ہے اور کیا وائٹ پینتھرز بھی ختم ہو گیا ہے یا وہ لوگ بچ گئے ہیں اب ڈاکٹر داور کی فوری ڈلیوری ممکن نہ رہی تھی اس لئے اس نے سوچا کہ اس بڈھے سے خود فارمولے کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں اور اگر فارمولا دستیاب ہو جاتا ہے تو اس کی حفاظت اور سودا آسانی سے کیا جا سکتا ہے جب کہ اس بوڑھے کو اٹھائے لیے پھرنا خاصا مشکل مسئلہ ہے۔

جوڈش یہی سوچتا ہوا گلی کراس کر کے جب اپنے مکان کے قریب پہنچا تو بری طرح چونک پڑا۔.........اس کے مکان کا پھاٹک آدھا کھلا ہوا تھا.........جب کہ وہ اسے بند کر کے گیا تھا.........وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف لپکا.........اس کی کار اندر کھڑی نظر آ رہی تھی۔

جوڈش تیزی سے بھاگتا ہوا کار کے قریب سے گزر کر اندر بڑھا.........اب اسے ڈاکٹر کی فکر تھی.........اور پھر اس کا خدشہ درست ثابت ہوا جس کمرے میں وہ ڈاکٹر داور کو بند کر گیا تھا اس کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا.........اور اندر کمرہ خالی تھا ڈاکٹر داور غائب تھا۔

جوڈش تیزی سے واپس پلٹا اور پھر بھاگتا ہوا وہ واپس پھاٹک پر پہنچا لیکن باہر کا میدان خالی پڑا ہوا تھا.........البتہ اس کی نظریں پھاٹک کے سامنے ایک کار کے پہیوں کے نشانات پر پڑ گئیں.........وہ چند لمحے انہیں غور سے دیکھتا رہا پھر وہ اس طرف بڑھ گیا جہاں اس کالونی کے چند بچے کھیل رہے تھے۔

اس کی پوچھ گچھ پر ان لڑکوں نے اسے بتایا کہ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار وہاں کھڑی تھی.........پھر وہ مڑ کر واپس چلی گئی اور جوڈش کو

وہ کار یاد آگئی جو اس نے پھاٹک سے باہر نکلتے وقت سامنے والے مکان کے سامنے کھڑی دیکھی تھی اور اب وہ سارا کھیل سمجھ گیا............اس کا مطلب تھا کہ کوئی پارٹی اس کا باقاعدہ تعاقب کر رہی تھی اور وہ اس کی بجائے ڈاکٹر داور کو حاصل کرنا چاہتے تھے اس لئے جب وہ فون کرنے کے لئے گیا تو وہ ڈاکٹر داور کو اس کار میں ڈال کر لے گئے اسے کار کی ساخت اور رنگ معلوم تھی لیکن اس نے کار کے نمبر نہ دیکھے تھے............اور ویسے بھی کار ایسی سائیڈ سے کھڑی تھی کہ اس کے نمبر اسے یہاں سے نظر نہیں آسکتے تھے

-

کیا تم میں سے کسی کو اس کار کا نمبر معلوم ہے............جوڈش نے ایک خیال کے تحت وہاں پر کھیلنے والے لڑکوں سے پوچھا۔

جی ہاں جناب............مجھے معلوم ہے............میری ہابی ہے

کہ میں کاروں کے نمبر ضرور پڑھتا ہوں.........اس کار کا نمبر الیف ، بے ،الیف ،زیرو،ٹو ،زیرو،ون تھا جناب.........اس لڑکے نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے جواب دیا۔

اوہ گڈ.........تمہاری ہابی بہت اچھی ہے یہ لوتمہاراانعام ....جوڈش نے خوش ہوتے ہوئے کہااور جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکال کرلڑکے کے ہاتھ میں تھما دیااور پھر تیزی سے اپنے مکان کی طرف بڑھ گیا۔

کار کے نمبر معلوم کرنے کے بعداس کار کو ڈھونڈھ نکالنا اس کے لئے کوئی مشکل نہ رہا تھا۔

جوڈش پھاٹک کراس کر کے اپنی کار کی طرف بڑھااس نے دروازہ کھولا اور انجن کوسٹارٹ کر کے اس نے کار کو بیک گیر لگایا تا کہ کار کو بیک کر کے گیٹ سے باہر نکالے اسی لمحے اسے خیال آیا کہ پھاٹک

پوری طرح کھلا ہوا نہیں ہے اور کوٹھی کے پھاٹک کی طرح اس مکان کا پھاٹک ریموٹ کنٹرولڈ تو نہ تھا..........اس نے دوبارہ گاڑی کو نیوٹرل کیا اور دروازہ کھول کر نیچے اترا۔اور پھاٹک کو اس نے پوری طرح کھول دیا اس کے بعد وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی کو ایک بار پھر گیئر میں ڈالا اور پھر اس نے جیسے ہی کلچ کو چھوڑ کر ایکسیلیٹر کو دبایا..........ایک خوف ناک دھماکہ ہوا.......اور کار کے پرزے فضا میں اڑنے لگے۔

جوڈش کے ذہن میں آخری احساس اس خوف ناک دھماکے کا ہی تھا........اسکے بعد اسکے ذہن پر گہری تاریکی کا بادل سا چھا گیا..........

﴿جاری ہے﴾

عمران سیریز

حصہ دوم

جوانا ان ایکشن



مظہر کلیم ایم اے

''رقم موجود ہے جانی واکر............؟'' وائٹ پینتھر نے کار کے قریب کھڑے نوجوان سے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''اوہ باس آپ............یس باس' چالیس ہزار ڈالر دو بیگوں میں موجود ہیں۔'' نوجوان جانی واکر نے اچانک چونک کر مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے............چلو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھو۔'' وائٹ پینتھر نے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا اور جانی واکر نے سر ہلاتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور گاڑی کو سٹارٹ کر کے اسے اس نے بیرونی پھاٹک کی طرف موڑ دیا۔ اور چند لمحوں کے بعد ہی گیٹ کراس کر کے وہ گاڑی کو آہستہ آہستہ بیرونی سڑک پر

لے آیا۔

''کہاں جانا ہے باس..........؟'' جانی واکر نے پوچھا۔

''شیراز روڈ کی تیسری کوٹھی پر چلو۔'' وائٹ پینتھر نے کہا۔اور جانی واکر نے سر ہلاتے ہوئے کار دائیں طرف موڑ دی۔

مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد وہ شیراز روڈ پر پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے تیسری کوٹھی بھی تلاش کر لی تھی۔اور جانی واکر نے کار اس کوٹھی کے سامنے روک دی وائٹ پینتھر نے خود نیچے اتر کر کوٹھی کے پھاٹک کے ایک سائیڈ ستون پر موجود کال بیک کے بٹن کو دبا دیا۔

دور کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھاٹک اور ستون کے درمیان جھری سے اسے پورچ میں کھڑی ہوئی جوڈش کی کار نظر آ رہی تھی۔کوٹھی پر خاموشی طاری تھی۔

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اس نے دوبارہ گھنٹی بجائی۔ اور اسے کافی دیر تک بجاتا چلا گیا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے برآمدے میں ایک لحیم شحیم حبشی کو ہاتھ میں مشین گن اٹھائے پھاٹک کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی ایک لمحے میں پہچان گیا کہ یہ جوانا ہے۔ ماسٹر کلرز کا جوانا۔ اور جوانا کو یوں جارحانہ انداز میں مشین گن اٹھائے بڑھتے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ کوٹھی کے حالات بدل چکے ہیں۔ ورنہ جوانا اس طرح آسانی سے کوٹھی کے برآمدے میں نہ پھرتا۔ وہ تیزی سے مڑا اور سیٹ پر بیٹھ کر اس نے جانی واکر سے چیخ کر کہا۔

''جلدی کرو.......... واپس چلو۔ جلدی کرو فوراً۔'' وائٹ پینتھر کے لہجے میں ایسی تیزی تھی۔ کہ جانی واکر نے گھبرا کر کار کو تیزی سے بیک کیا۔ اور پوری رفتار سے اسے آگے بڑھاتے ہوئے لیتا چلا

گیا۔

''کیا ہوا باس.........کیا ہوا۔'' کچھ دور آنے کے بعد جانی واکر نے پوچھا۔

''حالات بدل گئے ہیں.........جوڈش یا تو ہلاک ہو چکا ہے یا پھر.........'' وائٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''جوڈش.........کون جوڈش باس۔'' جانی واکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ.........تم اپنا کام کرو۔ واپس چلو۔'' وائٹ پینتھر نے چیختے ہوئے کہا۔

اور جانی واکر سہم کر خاموش ہو گیا۔

گاڑی تیزی سے واپس تھرڈ روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وائٹ پینتھر خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی کار تھرڈ روڈ پر

چڑھی۔انہیں دور سے ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔

دھماکہ اتنا زوردار اور خوفناک تھا کہ سٹیرنگ جانی واکر کے ہاتھ سے نکل گیا۔اور کار تیزی سے دائیں طرف مڑی۔لیکن جانی واکر نے فوراًہی اسے کنٹرول میں کرلیا۔دھماکے کی گونج ابھی تک ماحول پر حاوی تھی۔اور جانی واکر نے سٹیرنگ کنٹرول میں کرتے ہی کار کو سڑک کے ایک طرف روک لیا۔دوسری کاروں کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔

''کیا ہوا.........یہ کیسا دھماکہ تھا۔یوں لگتا ہے۔کہ جیسے کوئی خوفناک بم پھٹا ہو۔''وائٹ پینتھر نے حیرت بھرے لہجے میں جانی واکر سے کہا۔

''باس.........سامنے گہرا دھوں اور مٹی کے خوفناک بادل آسمان کی طرف اٹھ رہے ہیں۔کوئی بلڈنگ اور دھماکے سے اڑی

ہے۔" جانی واکر نے کہا۔

"آگے چلو.......... یہاں کھڑے ہونے سے کیا ہوگا۔"

وائٹ پینتھر نے تیز لہجے میں کہا۔اور جانی واکر نے کار آگے بڑھا دی،

اسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے چیختے ہوئے سائرن بھی نزدیک آتے سنائی دینے لگے۔

واکر آہستہ آہستہ گاڑی آگے بڑھائے لیے گیا۔اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد جب ان پر صورت حال واضح ہوئی۔تو دونوں کے جسم خوف اور دہشت سے سن ہو کر رہ گئے۔تباہ ہونے والی عمارت اعظم مینشن تھی۔جس میں ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

اوہ..........اس کا مطلب ہے۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر اڑا دیا گیا ہے۔اوہ' ہم بروقت نکل گئے تھے ورنہ اس وقت.........."وائٹ

نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا

''بب۔بب..........باس۔یہ کیا ہوا۔''واکر نے دہشت زدہ انداز میں پوچھا۔کاراب رک چکی تھی۔

''واپس موڑو گاڑی..........ابھی پولیس چیکنگ شروع کر دے گی۔جلدی کرو۔''وائٹ نے تیزی سے کہا۔

اور جانی واکر نے پھرتی سے کار موڑ دی۔اور پھر چوک پر پہنچ کر اس نے کار کو آہستہ کر دیا۔

''شیراز کالونی چلو..........جلدی کرو۔ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے کے بعد اب وہی ہمارا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔''وائٹ پینتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

جانی واکر نے بڑی پھرتی سے کار موڑ دی۔اور پھر چوک پر پہنچ کر اس نے گاڑی بائیں طرف کو جانے والی سڑک پر ڈال دی۔اور پھر وہ

کار کو تیز رفتاری سے بھگاتا ہوا مختلف سڑکوں سے گزر کر ایک بڑی کالونی میں داخل ہو گیا۔ کالونی کی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے پہنچا، اور اس نے کار روک دی۔

کار میں ہی بیٹھے ہوئے اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا۔ تیسرا ہارن بجتے ہی کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی۔ اور ایک نوجوان باہر آیا،

''ایگل موجود ہے.........اندر۔'' وائٹ پینتھر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یہ تو پروفیسر نکلسن کی رہائش گاہ ہے.........یہاں ایگل کا کیا کام۔'' نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے وائٹ پینتھر کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر نکلسن کو کہو.........کہ وہ ایگل کو باہر نکالے۔ ورنہ ہم اس کی کوٹھی بھی تباہ کر سکتے ہیں۔'' وائٹ نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

''کس چیز سے تباہ کریں گے آپ اسے۔'' نوجوان نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں جواب دیا۔

''ایٹم بم سے۔'' وائٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ یس سر.........یس سر۔'' نوجوان نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ شاید یہ عجیب وغریب کوڈ مکمل ہو چکے تھے۔

''وائٹ پینتھرز باس.........جلدی کھولوں پھاٹک۔'' وائٹ کا لہجہ بے حد تحکمانہ ہو گیا۔

''باس.........اوہ سر یس سر۔'' نوجوان نے اس بار انتہائی

مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔نوجوان باس کا نام سنتے ہی بری طرح گھبرا گیا، اور پھر بوکھلا کر پھاٹک کی کھڑکی کی طرف بھاگا اندر جاتے ہی اس نے پھاٹک کھول دیا۔اور جانی واکر گاڑی کو اندر لیے گیا۔

سامنے کوٹھی کے پورچ میں دو کاریں موجود تھیں۔جانی واکر نے کار پورچ میں کھڑی ان کاروں کے قریب کھڑی کر دی۔اور وائٹ نے کار سے نیچے اترنے سے پہلے چہرے پر چڑھا ہوا مومی ماسک کھینچ کر اتار دیا۔اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

اور پھر وہ جیسے ہی کار سے باہر نکلا۔برآمدے میں کھڑے ہوئے دو مسلح آدمی بری طرح چونک پڑے۔دوسرے ہی لمحے انہوں نے فوجی انداز میں وائٹ پینتھر کو سیلوٹ کیا۔اور وائٹ ان کے سلام کا جواب دیئے بغیر تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اندر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس وقت وائٹ پینتھر کے چہرے پر گہری سنجیدگی تاری تھی وہ

فوری طور پر بدلے ہوئے حالات کی تفصیل معلوم کرنا چاہتا تھا۔اس
لیےاس کےقدموں میں ضرورت سے زیادہ تیزی آگئی تھی۔

عمران نے جوڈش کی کوٹھی سے باہر نکل کر اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ جب کہ جوانا ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

''باس.........تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔'' جوانا نے پوچھا۔

''اسی کار کے ذریعے آیا تھا۔.........میں نے سوچا۔کون بس کا انتظار کرتا رہے۔'' عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جوانا چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا۔پھر اس نے منہ موڑ کر کار سے باہر دیکھنا شروع کر دیا۔وہ سمجھ گیا تھا۔کہ عمران ذہنی طور پر الجھا ہوا ہے۔اور وہ خاموشی چاہتا ہے۔اب جوانا عمران کے موڈ کو پہچانتا جا

رہا تھا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک کمرشل روڈ پر پہنچی اور پھر ایک کافی بڑی بلڈنگ کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس بلڈنگ پر کسی پراپرٹی ڈیلر کا بہت بڑا بورڈ نصب تھا۔ یہ وہی پراپرٹی ڈیلر تھا جس کا کارڈ جوڈش کی میز کی دراز سے برآمد ہوا تھا۔

''تم کار میں ٹھہرو............میں ذرا ڈیلر سے کچھ مذاکرات کر آؤں۔'' عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور جوانا نے سر ہلا دیا۔

عمران دروازہ بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوانا اسے اندرونی دروازے کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

پھر جیسے ہی عمران اندرونی دروازے میں داخل ہو کر اس کی

نظروں سے غائب ہوا۔اسی لمحے جوانا کے کانوں میں ایک نامانوس سی آواز پڑی۔

''مسٹر.........کیا آپ کے پاس ماچس ہوگی۔''

جوانا نے تیزی سے مڑ کراس کی طرف دیکھا۔تو اس نے ایک لیحم شیحم سے نوجوان کو کار کی کھڑکی پر جھکا ہوا دیکھا۔اس کی نظریں جوانا کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔اوراس کے لبوں کے درمیان سگریٹ دبا ہوا تھا۔

''ساری.........میں سموکنگ نہیں کرتا۔'' جوانا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ.........تب تو میں نے تمہیں خواہ مخواہ ڈسٹرب کیا۔ ویری سوری۔'' اس نوجوان نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اس کے آگے بڑھتے ہی جوانا کو نامانوس سی بو کا احساس ہوا۔ اور اس نے چونک کر اپنے پیروں کی طرف دیکھا۔ بو اسے اسی طرف سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے اپنے پیروں کے قریب کاغذ کی ایک بڑی سی گولی ہوئی دیکھی۔ جس میں سے ہلکا ہلکا سا نیلے رنگ کا دھواں نکل رہا تھا۔ اور یہ بو اسی دھوئیں کی تھی۔ جوانا اس گولی کو اٹھانے کے لیے تیزی سے نیچے کی طرف جھکا' اور یہی بات اس کے لیے خطرناک ثابت ہوئی۔ کیونکہ جھکنے سے دھوئیں کی زیادہ مقدار اس کی ناک میں پہنچی۔ اور پھر اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹک گیا۔ جسم یک لخت ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ جیسے ہی جوانا بے ہوش ہوا۔ آگے بڑھنے والا نوجوان تیزی سے پلٹا اور تقریباً بھاگتا ہوا وہ کار کے پاس پہنچا، اس نے بڑی پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ

گیا۔اس نے جیب سے ایک پتلی سی تار نکالی' اس تار کے عقب میں لکڑی کی ایک چھوٹی سی ڈنڈی لگی ہوئی تھی' تار اس نے سوئچ میں ڈالا اور اسے گھما دیا۔ دوسرے ہی لمحے کار کا انجن جاگ اٹھا۔اور نوجوان اسے تیزی سے چلاتا ہوا آگے سڑک پر بڑھاتا چلا گیا۔

عمارت سے تھوڑی دور آگے بڑھتے ہی اس نے بڑی پھرتی سے کار دائیں طرف جانے والی کھلی گلی میں موڑ دی' جہاں سیاہ رنگ کی ایک کار پہلے سے موجود تھی۔نوجوان نے عمران کی کار اس کار کے قریب روکی ،اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

''اکیلا ہے۔'' دوسری کار میں سے پوچھا گیا: اور ساتھ ہی اس کار کا پچھلا دروازہ کھول دیا گیا۔

پچھلی سیٹ پر دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔جب کہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لحیم شحیم سا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔اور سوال اسی نے کیا تھا۔

"لیس باس.......... یہ جوانا بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اسی لیے اسے بے ہوش کر کے لایا ہوں۔" جوانا کو لے آنے والے نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جوانا والی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ اور جوانا کی بغلوں میں دونوں بازو ڈال کر اسے کار سے باہر گھسیٹ لیا۔ جوانا کا بھاری بھرکم جسم اس سے گھسیٹا نہ جا رہا تھا۔ اس لیے دوسری کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا ایک آدمی اچھل کر باہر آیا اور پھر ان دونوں نے مل کر بے ہوش جوانا کو اٹھا کر دوسری کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا۔ جوانا کا قد چونکہ لمبا تھا۔ اس لیے اس کی دونوں ٹانگوں کو موڑ کر اندر گھسیڑا گیا تھا۔ اور جب اس طرح وہ پورا آ گیا۔ تو کار کے دروازے کو بند کر دیا گیا۔

"دوسرے کو گولی مارنی ہے یا زندہ لانا ہے۔" جوانا کو لے آنے والے نے کار کے دروازے کو بند کر کے کار کے ڈرائیور سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔

”کوشش کرو کہ وہ زندہ اڈے تک پہنچ جائے .... لیکن اگر گڑ بڑ ہو جائے تو بے شک گولی مار دینا۔ اصل آدمی تو ہاتھ آ ہی گیا ہے۔“ ڈرائیور نے تحمکانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ نوجوان نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ اور سڑک پر پہنچ کر ایک طرف مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

نوجوان اب پیدل ہی واپس سڑک پر بڑھنے لگا۔ عمران کی کار وہیں گلی میں ہی رہ گئی۔ سڑک پر آنے کے بعد وہ دوبارہ اس بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ جس کے سامنے سے اس نے جوانا کو اغوا کیا تھا۔

عمارت کے سامنے پہنچتے ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ سر پر یوں

پھیرا۔ جیسے بالوں پر پڑی ہوئی گرد صاف کر رہا ہو۔ لیکن یہ ایک مخصوص اشارہ تھا۔ چنانچہ دوسرے ہی لمحے ایک ستون کی آڑ سے ایک نوجوان نکل کر تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"ٹونی ....وہ آدمی باہر تو نہیں آیا۔" اشارہ کرنے والے نوجوان نے آنے والے سے پوچھا۔

"نہیں مائیکل ....ابھی وہ اندر ہی ہے۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"اوکے ....پھر اپنی کار یہاں لے آؤ۔ اور تیار ہو جاؤ۔ ہمیں اسے اغوا کر کے لے جانا ہے۔ لیکن باس نے کہا ہے کہ اگر وہ کوئی گڑبڑ کرے۔ تو بے شک گولی مار دینا۔" مائیکل نے ٹونی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" ٹونی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک

طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد نیلے رنگ کی ایک کار تقریباً رینگتی ہوئی عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اس میں ٹونی موجود تھا۔

''تم اندر ہی بیٹھو.........انجن سٹارٹ رکھنا۔ اور جیسے ہی میں اسے اندر دھکیل کر دروازہ بند کروں۔ تم بیک سائیڈ کو کنٹرولڈ کر دینا۔ تاکہ پھر وہ نوجوان باہر نہ نکل سکے۔ اور نہ ہی ہمارا کچھ بگاڑ سکے۔''

اور ٹونی نے سر ہلا دیا۔ اور مائیکل آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا۔ کہ اس نے جوانا کے ساتھی کو دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں رینگ گیا۔ جس کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں ریوالور موجود ہے۔ جوانا کا ساتھی دروازے سے باہر نکلتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا تھا اور حیرت سے اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں

وہ اپنی کار میں جوانا کو چھوڑ گیا تھا۔ لیکن اب وہاں نہ گاڑی تھی اور نہ جوانا نظر آرہا تھا۔ اسی لمحے مائیکل قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

''سنو۔'' اس نے جوانا کے ساتھی کے قریب پہنچتے ہی غراتے ہوئے انداز میں کہا اور وہ چونک کر مائیکل کو دیکھنے لگا۔

''میری جیب میں ریوالور ہے............اور میں جیب کے اندر سے بھی دل کا نشانہ لے سکتا ہوں۔'' مائیکل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا

''اچھا............واہ' بہت خوب۔ واقعی۔ پھر تو یار تم بڑے عظیم آدمی ہو۔ مجھے اپنے سرکس کے لیے ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی۔ گڈ لک۔'' جوانا کے ساتھی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور اپنا ہاتھ مائیکل کی طرف یوں بڑھایا۔ جیسے وہ مسرت کے اظہار

کے طور پر اس سے مصافحہ کرنا چاہتا ہو۔

''بکواس مت کرو.........سامنے نیلے رنگ کی کار کی طرف چلو اور سنو اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی۔ تو ایک لمحے میں ڈھیر کر دوں گا۔'' مائیکل نے لہجے کو اور زیادہ سخت بناتے ہوئے کہا۔

''مگر میری اپنی کار.........اور میرا باڈی گارڈ۔'' عمران نے ٹھٹھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو.........قدم بڑھاؤ۔ ورنہ.........'' مائیکل نے اس کے اور زیادہ قریب ہوتے ہوئے کہا۔ اور جوانا کے ساتھی نے ایک لمحے کے لیے اسے گھور کر دیکھا۔ او پھر اس کے چہرے پر خوف کے آثار طاری ہوتے چلے گئے۔

''مم۔ مم۔ مجھے مارنا مت.........ابھی تو میں کنوارا ہوں۔'' جوانا کے ساتھی نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں مائیکل کو گھگھیاتے ہوئے

جواب دیا۔

’’تو چلو..........قدم بڑھاؤ۔ ورنہ کنوارے ہی مر جاؤ گے۔‘‘

مائیکل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

’’ویسے مقابل کے چہرے پر خوف کے آثار دیکھ کر اس کے اعصاب پر چھایا ہوا تناؤ دور ہو گیا تھا۔

جوانا کا ساتھی سر ہلاتا ہوا نیلے رنگ کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بڑے خوف زدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا۔ جیسے موقع ملتے ہی بھاگ پڑے گا۔ لیکن مائیکل اس کے ساتھ کندھا چپکائے چلا جا رہا تھا۔ وہ پوری طرح ہوشیار تھا اسی طرح چلتے ہوئے وہ کار کے قریب پہنچ گئے۔ اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹونی نے انہیں دیکھتے ہی پیچھے ہاتھ کر کے پچھلا دروازہ کھول دیا۔

’اندر بیٹھو..........‘‘ مائیکل نے اسے کندھے سے اندر دھکیلتے

ہوئے کہا۔

''یار دھکے کیوں دیتے ہو.........بیٹھ جاتا ہوں۔ مگر کرایہ دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، ہاں یہ سوچ لو۔'' جوانا کے ساتھی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بیٹھو..........جلدی کرو۔'' اس بار مائیکل نے اسے اور زیادہ طاقت سے دھکیلتے ہوئے کہا اور جوانا کا ساتھی اندر بیٹھ گیا۔ اس کے اندر بیٹھتے ہی مائیکل نے ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب جوانا کا ساتھی لاکھ سر پٹکے۔ ان کی مرضی کے بغیر باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ دروازہ بند کرتے ہی وہ تیزی سے کار کی پچھلی طرف سے گھومتا ہوا سامنے والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور ساتھ ہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو درمیان میں بلٹ

پروف شیشہ موجود تھا۔اس کا مطلب ہے۔ٹونی نے ہدایت کے مطابق کنٹرول سسٹم آن کر دیا ہے۔مائیکل نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا مائیک جس کے ساتھ سپرنگ نما تار منسلک تھا۔باہر کھینچ لیا۔اس نے مائیک کے ساتھ لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو پش کیا۔

''ہیلو..........کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔'' مائیکل نے مڑ کر پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوانا کے ساتھی کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''تمہاری آواز..........ہاں' واقعی یہ تمہاری ہی آواز ہے۔ کوّے کی طرح کرخت' اور الو کی طرح کریہہ آواز تمہاری ہی ہو سکتی ہے۔'' پیچھے بیٹھے ہوئے جوانا کے ساتھی کے لب ہلے، اور اس کی آواز ڈیش بورڈ سے برآمد ہوئی۔

''اب تم جو بھی کہو............لیکن تمہیں اس ریمارک کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ اور سنو' دروازہ کھولنے یا کوئی اور حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم ہماری مرضی کے بغیر باہر نہیں نکل سکتے۔'' مائیکل نے جواب دیا۔

''لیکن میری کار اور میرا باڈی گارڈ وہ حبشی............مجھے اس کی فکر ہے۔ وہ بے چارہ بھی میری طرح مفلس ہے۔ کہیں دھکے نہ کھاتا پھرے۔'' جوانا کے ساتھی کی آواز ڈیش بورڈ سے نکلی۔

''ارے تم............جوانا کی فکر نہ کرو۔ وہ پہلے ہی ہم تک پہنچ گیا ہے۔ ابھی تمہاری ملاقات اس سے ہو جائے گی۔'' مائیکل نے جواب دیا۔

''اچھا............پھر تو بہت اچھا ہوا۔ لیکن ہماری دعوت زوردار ہونی چاہیئے۔ دو روز سے کھایا ہی کچھ نہیں۔ اس نامراد شہر میں جس کی

بھی جیب کاٹی۔اس کی جیب سے رقم کی بجائے شاپنگ کارڈ ہی نکل۔جس کا کوڈ تو مجھے معلوم ہی نہ تھا' اس لیے اسے پھینکنا پڑا۔'' جوانا کے ساتھی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہاری ایسی دعوت ہوگی کہ آئندہ کی تمام حسرتیں نکل جائیں گی۔'' مائیکل نے طنزیہ نداز میں ہنستے ہوئے کہا۔اور ساتھ ہی اس نے بٹن کو دوبارہ پش کر کے مائیک کو ڈیش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ہل میں پھنسا دیا۔

''چلو ٹونی.........اب تیزی سے نکل چلو۔'' مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹونی نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دور آگے جانے کے بعد مائیکل نے مڑ کر پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔کیونکہ جوانا کے ساتھی کا سر سیٹ کی پچھلی نشست سے ٹکا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں اور جسم ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔

''ارے ٹونی .... یہ کہیں مر تو نہیں گیا۔'' مائیکل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے تیزی سے مائیک کو دوبارہ ہک سے علیحدہ کیا۔ اور اس کا بٹن دبا دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ بولتا فرنٹ سیٹ پر خراٹوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ ظاہر ہے یہ آوازیں جوانا کے ساتھی کی تھیں۔ اور خراٹے لینے کا مطلب تھا کہ وہ گہری نیند ہو رہا ہے۔

''یار بڑا دلیر آدمی ہے .... اس حالت میں بھی گہری نیند سو رہا ہے۔'' مائیکل نے حیرت بھرے انداز میں بٹن کو دوبارہ پریس کرتے ہوئے کہا۔

''دلیر ہوتا تو اس طرح ڈر کر یہاں نہ آتا .... یہ حماقت کی نشانی ہے۔'' ٹونی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل نے ہنس کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

چوہان اپنے ساتھیوں سمیت عمران کی کال ملتے ہی شیراز روڈ پر پہنچ گیا۔ انہیں تیسری کوٹھی کے متعلق بتایا گیا تھا اور تیسری کوٹھی اب ان کی نظروں میں تھی۔

انہوں نے کار کچھ فاصلہ دے کر کوٹھی سے آگے جا کر کھڑی کی۔ چند لمحوں بعد انہیں دور سے عمران کی کار آتی دکھائی دی' عمران کی کار کوٹھی کی دوسری طرف سے کچھ پہلے ایک سائیڈ میں رک گئی تھی۔

چوہان نے نیچے اتر کر عمران تک جانے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ اچانک عمران کی طرف سے ایک سرخ رنگ کی بڑی سی کار تیزی سے آئی اور پھر تیسری کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ چوہان

نے اس کار کو رکتے دیکھ کر باہر نکلنے کا ارادہ ملتوی کر دیا کیونکہ اس طرح وہ اس کار والوں کی نظروں میں آ سکتا تھا۔ البتہ بیک مرر میں اس نے عمران کو اپنی کار میں سے اتر کر ایک درخت کی آڑ میں ہوتے دیکھ لیا تھا۔

سرخ کار میں سے ایک لمبا تڑنگا آدمی نکل کر ستون پر لگے ہوئے کال بیل کے بٹن کی طرف بڑھا۔ اور اس نے کال بیل بجائی اور جھری میں سے اندر جھانکنے لگا۔ اسی لمحے چوہان نے عمران کو اس درخت کی آڑ سے نکل کر گیٹ کے اور زیادہ نزدیک آتے دیکھا۔ عمران قریب ہی ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ اور چوہان سمجھ گیا کہ عمران ان کار والوں کو قریب سے شناخت کرنا چاہتا ہے۔

کار سے نکلنے والے لمبے تڑنگے آدمی نے دوبارہ کال بیل کا بٹن پریس کیا۔ اور اس کی انگلی کافی دیر تک اس پر جمی رہی۔ چند لمحوں بعد

اس نے اس لمبے تڑنگے آدمی کو چونک کر پیچھے ہٹتے اور پھر تیزی سے اپنی کار کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی غیر متوقع آدمی کو کوٹھی کے اندر دیکھ کر چونکا ہے دوسرے لمحے کار تیزی سے بیک ہوئی اور پھر اسی رفتار سے چوہان کی طرف بڑھتی چلی آئی۔اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔چوہان ابھی حیرت سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔کہ اس کی کلائی پر ضربیں پڑنی شروع ہوگئیں اور اس نے چونک کر ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگالیا۔

''عمران سپیکنگ ....فوراً اس کار کا تعاقب کرو۔انتہائی احتیاط سے نگرانی کرو۔!اوور اینڈ آل۔دوسری طرف سے عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

اور عمران نے چوہان کی طرف سے کوئی فقرہ سنے بغیر ہی اوور اینڈ

آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا۔اس کا مطلب تھا کہ وقت ضائع کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔چنانچہ چوہان نے بھی بجلی کی سی تیزی دکھائی۔اس نے ونڈ بٹن کو دوبارہ پریس کیا۔اور سوئچ گھما کر گاڑی سٹارٹ کر کے تیزی سے روڈ پر لے آیا۔

''کیا ہوا؟............''ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

''سرخ گاڑی کا تعاقب کرنا ہے............''چوہان نے کہا۔ اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا صدیقی خاموش بیٹھا رہا۔اس کی ویسے بھی عادت تھی کہ بہت ہی کم بات کیا کرتا تھا۔

سڑک پر کاروں کا رش زیادہ نہ تھا۔اس لیے چوہان تیزی سے مختلف کاروں کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔۔اسے صرف یہی خطرہ تھا کہ کہیں نزدیک ہی کسی چوک سرخ کار کسی طرف مڑ نہ گئی ہو۔

ایسی صورت میں اسے تلاش کرنا مشکل ہو جاتا لیکن یہ سڑک دور تک سیدھی چلی گئی تھی، اس لیے چوہان نے جلد ہی اس سرخ کار کو دیکھ لیا۔ اور پھر اسے دیکھتے ہی اس نے کار کی رفتار کم کر دی۔ اور کئی کاروں کے پیچھے رہ کر اس نے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد جب وہ ایک ایسی سڑک پر پہنچے جہاں بڑی بڑی عمارتیں تھیں کہ اچانک ایک خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکہ سنائی دیا اور سٹیرنگ چوہان کے ہاتھوں میں لرز گیا، اور چوہان نے بے اختیار کار کو بریک لگا دیئے۔ دوسری کاریں بھی رک گئیں تھیں اور سرخ رنگ کی کار بھی کافی فاصلے پر ذرا سی ٹیڑھی ہونے کے بعد رک گئی تھی۔

"اوہ، اوہ.........کوئی عمارت تباہ ہوئی ہے۔ وہ دیکھو سامنے دھوئیں اور گرد کا بادل۔" نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہِس ....لگتا تو ایسا ہی ہے۔انتہائی خوفناک دھماکہ تھا۔“

چوہان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور اسی لمحے اس نے سرخ کار کو آگے کی طرف رینگتے ہوئے دیکھا۔چوہان نے بھی کار کو دوبارہ آگے بڑھانا شروع کر دیا۔اور دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی اب نزدیک آتے سناء دینے لگے تھے۔

سرخ رنگ کی کار ذرا سا آگے بڑھ کر یک لخت بیک ہوئی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

چوہان نے بھی تھوڑا سا وقت دے کر کار کو موڑا۔اور شاید یہ پولیس سائرن کی آواز تھی‘جن کی وجہ سے دوسری گاڑیاں بھی تیزی سے مڑنا شروع ہو گئی تھیں۔

چوہان کار کو موڑ کر آگے بڑھاتا چلا گیا۔اب پھر سرخ کار کا

تعاقب شروع ہو گیا تھا۔

"میرا خیال ہے اس عمارت سے ان کار والوں کا کوئی نہ کوئی تعلق تھا.........ورنہ وہ سب سے پہلے نہ مڑتے۔" صدیقی نے پہلی بار کہا۔

"ہاں..........آگے بڑھنے کے بعد ان پر صورت حال واضح ہوئی ہے۔ بہر حال دیکھو۔" چوہان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سرخ کار ایک بڑی سی کالونی میں داخل ہوئی۔ اور ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔

چوہان نے اسے رکتے دیکھ کر کافی فاصلے پر اپنی کار روک لی۔ اِدھر اُدھر چونکہ اور بھی بہت سی کاریں پارک تھیں۔ اس لیے وہ اطمینان سے اپنی کار ہی میں بیٹھے رہے۔ سرخ کار سے تین بار ہارن بجایا گیا اور پھر کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی میں سے ایک نوجوان

باہر نکلا۔اوراس نے سرخ کار والوں سے گفتگوشروع کردی۔تھوڑی دیر بعد وہ بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑااور ذیلی کھڑکی میں گھس گیااور چند لمحے بعد پھاٹک کھل گیااور سرخ کارکوٹھی کے اندر چلی گئی۔ پھاٹک دوبارہ بند کردیا گیا۔

''اب کیا کریں..........عمران صاحب سے بات کریں۔'' چوہان نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے..........انہوں نے نگرانی کے لیے کہا ہے۔اور وہ ہورہی ہے۔'' پاس بیٹھے ہوئے نعمانی نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''صرف نگرانی سے تو مسئلہ حل نہیں ہوتا..........اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے۔یہ کوٹھی کے کسی عقبی رستے سے نکل جائیں اور ہم بیٹھے پھاٹک کو ہی دیکھتے رہ جائیں۔'' چوہان کے بولنے سے پہلے صدیقی

بول پڑا۔

''ہاں.........تمہارا خیال درست ہے۔ہو سکتا ہے، ہمارے تعاقب کو انہوں نے چیک کر لیا ہو۔میرا خیال ہے۔ہم میں سے ایک کو عقبی طرف جانا چاہئیے۔''چوہان نے سر ہلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''میں جاتا ہوں..........تم یہیں بیٹھو۔''صدیقی نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

''کوئی چکر ہو تو واچ ٹرانسمیٹر پر کاشن دے دینا..........''

چوہان نے کہا۔اور صدیقی سر ہلاتا ہوا سڑک کراس کر کے کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سائیڈ گلی کراس کر کے صدیقی کوٹھی کے عقب کی طرف مڑ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ابھی صدیقی کو مڑے ہوئے چند ہی

لمحے گزرے ہوں گے۔ کہ اچانک چوہان بری طرح اچھل پڑا۔ اس کی کلائی پر ضربیں لگنی شروع ہو گئی تھیں۔ اس نے چونک کر ڈائل پر نظر ڈالی۔ تو وہاں بارہ کا ہندسہ سرخ رنگ میں بڑی تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

''اوہ..........صدیقی خطرے میں گھر گیا ہے۔'' چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ دوسری طرف سے نعمانی بھی اتر آیا۔

''تم کچھ وقفہ دے کر میرے پیچھے آؤ..........تا کہ میرا عقب آسانی سے سنبھال سکو۔'' چوہان نے مڑ کر نعمانی سے کہا۔ اور پھر خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس گلی میں داخل ہو گیا۔ جس میں کچھ دیر پہلے صدیقی گیا تھا۔ موڑ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی رفتار آہستہ کر لی۔ اور ساتھ ہی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن دوسری طرف خاموشی

تھی۔ پھر وہ بلی کے سے انداز میں دبے پاؤں آگے بڑھا۔ گلی کا موڑ مڑ کر وہ کوٹھی کے عقب کی گلی میں پہنچ گیا۔ اور چوہان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ گلی خالی پڑی ہوئی تھی اور اس طرف کوٹھی کی دیوار بھی خاصی اونچی تھی۔

چوہان حیران ہو گیا تھا کہ صدیقی کو کیا مشکل پیش آ گئی۔ صدیقی بھی کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک اس کے قدموں تلے سے زمین یک لخت سرک گئی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ وہ سر کے بل گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک دھماکے سے کسی جال پر گرا۔ اور جال اس کے جسم کے ساتھ لپٹتا ہوا ایک طرف کو کھنچا چلا گیا۔ چوہان جال پر گرنے کی وجہ سے زخمی ہونے سے تو بچ گیا تھا۔ لیکن جال کچھ اس بری طرح اس کے جسم کے گرد لپٹا تھا کہ وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال ہی نہ

سکا۔ دوسرے ہی لمحے جال نے اسے چھوڑ دیا اور وہ ایک سخت سی جگہ پر گر گیا۔ چونکہ یہاں گہرائی زیادہ نہ تھی اس لیے نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اٹھا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ہاتھ اوپر کو اٹھتے چلے گئے۔ کیونکہ اس کے سامنے چار مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔ جن کی مشین گنوں کی نالیاں اسی کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔

ابھی چوہان نے ہاتھ اٹھائے تھے کہ اچانک گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس کمرے کی سائیڈ والی دیوار تیزی سے ہٹی اور نعمانی بھی چوہان کے سے انداز میں اس کمرے میں آ گرا۔ جال جو نعمانی کو لے آیا تھا تیزی سے ہٹ گیا تھا اور دیوار برابر ہو گئی تھی۔ نعمانی نے بھی سنبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھوں کو اوپر اٹھا دیئے تھے۔

چاروں مشین گن بردار خاموش کھڑے تھے۔ انہوں نے ان

دونوں سے ایک لفظ بھی نہ کہا تھا۔ صدیقی وہاں نظر نہیں آ رہا تھا۔

ان دونوں کو بلیک روم میں پہنچا دو............'' اچانک کمرے میں ایک سخت آواز گونجی ۔ اور ایک مشین گن بردار نے ان دونوں کو سائیڈ کے دروازے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا اور باقی مشین گن بردار گھوم کر ان کے پیچھے آ گئے ۔ وہ دونوں چلتے ہوئے جیسے ہی اس بند دروازے کے قریب پہنچے' دروازہ خود بخو د کھلتا چلا گیا۔ اور وہ دونوں دروازہ کراس کر گئے ۔ دروازہ کراس کرتے ہی وہ ایک بڑے سے ہال میں پہنچ گئے ۔ جہاں صدیقی ایک ستون سے بندھا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اس حال میں اس کے قریب ہی مسلح افراد بھی موجود تھے ۔ جب کہ سامنے رکھی ایک اونچی نشست کی کرسی پر ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا انہیں گھور رہا تھا۔ اس کا قد وقامت اور لباس تو وہی تھا جو سرخ کار والے کا تھا لیکن اس کی شکل دوسری تھی ۔

''ان دونوں کو بھی باندھ دو............لیکن تلاشی لے کر اور اگر یہ کوئی حرکت کریں تو گولیوں سے چھلنی کر دو۔'' کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں مسلح افراد کو حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں کو انتہائی پھرتیلے انداز میں نہ صرف ستونوں سے باندھ دیا گیا۔ بلکہ ان کی تلاشی لے کر ان کی جیبوں سے ریوالور بھی نکال لیے۔ اور ساتھ ہی ان کے ہاتھوں سے گھڑیاں بھی اتار لی گئیں

''اور تو کوئی ان کے پیچھے نہیں ہے ایگل............؟ کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے قریب کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں باس............کار میں صرف یہی تین افراد تھے۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔'' ایگل نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''تم کب سے ہمارے تعاقب میں تھے ....'' باس نے کرسی سے اٹھ کر صدیقی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''شیراز روڈ سے ....'' چوہان نے جواب دیا۔

باس تیزی سے چوہان کی طرف مڑ گیا۔

''اوہ ....تم لیڈر رہو۔'' باس نے چوہان کے قریب آ کر اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں ....یہی سمجھ لو۔'' چوہان نے بے باک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق کس پارٹی سے ہے ....'' باس نے پوچھا۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔

''ٹی پارٹی سے ....'' چوہان نے جواب دیا۔

''ٹی پارٹی ....کیا مطلب؟ یہ کون سی پاٹی ہے ....''

باس نے حیران ہو کر پوچھا۔

''تم نے کبھی چائے پی ہے.........'' چوہان نے باس سے سوال کیا۔

''چائے.........ہاں پی ہے۔ کیوں؟ کیا تم پاگل بننے کی کوشش کر رہے ہو۔'' باس نے کہا۔

''چائے پینے والے پاگل نہیں ہوتے مسٹر باس.........
بہر حال ہر چائے پینے والا ہماری پارٹی کا ممبر ہے۔ اس لحاظ سے تم بھی ہماری پارٹی کے ممبر ہو۔ یا ہم تمہاری پارٹی کے ممبر ہیں۔ ٹی پارٹی جو ہوئی۔'' چوہان نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

باس کافی دیر تک اسے گھورتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چوہان کو پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

''تم باتیں تو عمران جیسی کر رہے ہو.........لیکن تم عمران نہیں

ہو۔عمران کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔وہ قد و قامت میں تم سے مختلف ہے۔ورنہ ہو سکتا تھا۔مجھے میک اپ کا شک پڑ جاتا۔باس نے بڑ ابڑاتے ہوئے کہا۔

''تم عمران کو جانتے ہو..........اس بار حیران ہونے کی باری چوہان کی تھی۔

''ہاں..........اچھی طرح جانتا ہوں۔وہ میرا بے تکلف دوست ہے۔اگر تم اس سے متعلق ہو۔تو مجھے بتا دو۔پھر تم میرے دوست ہو گے۔ورنہ دوسری صورت میں ابھی تمہاری ہڈیاں یہاں فرش پر بکھری ہوئی نظر آئیں گی۔''باس نے نرم لہجے میں کہا۔

''ہاں..........ہمارا تعلق عمران سے ہے۔''چوہان نے جواب دیا۔اور باس بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو اس کا مطلب یہ ہوا۔کہ پرنس پارٹی دراصل عمران

ہے.........چلو یہ مسئلہ تو حل ہوا۔" باس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اور چوہان باس کا طنزیہ انداز سن کر چونک پڑا۔اب اسے اپنی حماقت کا احساس ہوا تھا کہ وہ خواہ مخواہ باس کے چکر میں آ گیا ہے۔

" تم عمران سے کیسے رابطہ رکھتے ہو..........کیا عمران شیراز روڈ والی کوٹھی میں موجود تھا۔" باس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" پہلے تم اپنا تعارف کراؤ۔اس کے بعد میں جواب دوں گا۔" چوہان نے محتاط انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم مجھے نہیں جانتے..........صرف عمران جانتا ہے۔اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں کہ تم عمران سے کیسے رابطہ قائم کرتے ہو۔تا کہ میں اس سے بات کر کے تمہارے متعلق تسلی کر لوں۔ایسا نہ ہو کہ تم مجھے ڈاج دے کر بچ نکلو۔" باس نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے...........میں تمہاری ٹرانسمیٹر پر بات کرادیتا ہوں۔'' چوہان نے جواب دیا۔

''تم فریکوئینسی بتاؤ...........بات میں خود کرلوں گا۔'' باس نے جواب دیا۔

نہیں...........میں خود بات کروں گا۔ یہ میری شرط ہے۔''

چوہان نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے...........لے آؤ ٹرانسمیٹر۔'' باس نے مڑ کر ایگل سے کہا۔ اور ایگل سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر اٹھایا۔ اور اسے لا کر کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

''اس کو آزاد کردو...........لیکن محتاط رہنا۔ اگر یہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کرے تو بے شک گولی مار دینا۔'' باس نے واپس

کرسی کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔اور ایگل کے اشارے پر دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر چوہان کو رسیوں سے آزاد کر دیا۔

چوہان اطمینان سے قدم بڑھاتا ہوا باس کی طرف بڑھا۔ باس نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

''دوستی کے دعوے بھی کرتے ہو..........اور ڈرتے بھی ہو۔'' چوہان نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''احتیاط میری فطرت میں شامل ہے..........تم کال ملاؤ۔'' باس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔اور چوہان میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی جانب بڑھا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

''اوہ..........یہ تو بی ون ٹرانسمیٹر نہیں ہے۔ ہمارا رابطہ صرف بی ون پر ہو سکتا ہے۔'' چوہان نے مڑتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ..........کال ملاؤ' جلدی۔اب چکر دینے کی

کوشش نہ کرو۔'' باس نے بھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ کر چوہان سمجھ گیا کہ یہ عمران کا دوست نہیں ہوسکتا............ چنانچہ وہ بڑے اطمینان سے دوبارہ ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے جھک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور کئی بلب بیک وقت جلنے بجھنے لگے............ اسی لمحے چوہان بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ باس کو اپنے سینے سے لگا کر پچھلی دیوار تک گھسیٹے لیے گیا۔ باس کا ریوالور اب اس کے ہاتھ میں تھا۔

''خبردار............! میں گولی مار دوں گا۔'' چوہان نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ہال میں موجود سب مسلح افراد حیرت سے بت بنے کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ان کے ذہن کے کسی خانے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ چوہان اتنے مسلح افراد کی موجودگی اور اپنے ساتھیوں

کے بندھے ہونے کے باوجود یہ حرکت کر گزرے گا۔

باس سنبھلتے ہی تیزی سے جھکا اور چوہان اس کے سر کے اوپر سے اٹھتا ہوا آگے کی طرف آیا۔ باس چوہان سے زیادہ طاقتور تھا۔ لیکن چوہان نے اس کے سر کے اوپر سے اٹھتے ہی تیزی سے پہلو بدل گیا اور پھر وہ باس کے آگے کی طرف گرنے کی بجائے سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایگل سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے ایگل کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جھپٹتا ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے فائر کھول دیا۔ اس نے کسی کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا تھا۔ اور مشین گن کی تیز ترین بوچھاڑ نے دوسرے ہی لمحے ایگل سمیت چھ افراد کو خون میں نہلا دیا۔ فائر کھولتے ہی چوہان ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور ساتھ بڑی ہوئی کرسی کے پیچھے دبک گیا۔ اور اس طرح وہ دوسری سائیڈ پر کھڑے ہوئے دو افراد کی بوکھلائے ہوئے انداز میں کی

جانے والی فائرنگ سے نہ صرف بچ گیا۔ بلکہ ان کی فائرنگ نے ایگل سمیت دوافراد کوفرش چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ نیچے دبکتے ہی چوہان نے ایک بار پھر فائر کھولا اور اس بار وہ دونوں بھی لہرا کر زمین پر گرے۔ اسی لمحے باس نے جو بت بنا کھڑا تھا۔ تیزی سے اپنی لات گھمائی اور چوہان کے ہاتھ سے نہ صرف مشین گن نکلتی چلی گئی' بلکہ وہ پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اس کے گرتے ہی باس تیزی سے ایک مشین گن پر جھپٹا جو پاس ہی پڑی ہوئی تھی لیکن چوہان نیچے گرتے ہی سپرنگ کی طرح اچھلا اور پوری قوت سے جھکے ہوئے باس سے جا ٹکرایا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ باس نے ٹکراتے ہی بجلی کی طرح تڑپ کر چوہان کو اچھالا اور چوہان اس کے اوپر سے اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ باس اس کے اوپر سے ہٹتے ہی کروٹ بدل گیا اور اس کے ہاتھ میں مشین گن آ گئی۔ مگر چوہان اس

صورت حال کے نتائج سے واقف تھا۔ جیسے ہی باس نے مشین گن
جھپٹی چوہان کی لات قوس کی صورت میں گھومتی ہوئی باس کے پہلو
میں پوری قوت سے پڑی اور اس کے حلق سے چیخ نکلی اور مشین گن
اس کے ہاتھ سے دھکا کھا کر اور دور کھسک گئی۔ باس لات کھاتے ہی
بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر چوہان بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے خالی ہاتھ کھڑے تھے' ان
دونوں کے سانس تیز تیز چل رہے تھے۔ پھر باس نے پہلے حرکت کی
اور اس نے چوہان پر چھلانگ لگائی۔ چوہان نے اس کے حملے سے
بچنے کے لیے تیزی سے جسم کو دائیں طرف موڑا۔ لیکن باس لڑائی
بھڑائی کے فن میں خاصا ماہر تھا۔ اس نے درمیان میں ہی اپنے جسم کو
ٹرن دیا۔ اور اس کے دونوں گھٹنے پوری قوت سے چوہان کی ناف
کے نیچے لگے اور چوہان کراہتا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا۔ جب کہ

باس ضرب لگا کر مڑا اور دونوں ہاتھ فرش پر ٹکا کر ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا چوہان ضرب کھا کر اس طرح گرا تھا کہ وہ فوری طور پر نہ کھڑا ہو سکا تھا، اس لیے باس کو اس پر برتری حاصل ہو گئی اور اس نے برق سی تیزی سے جھک کر چوہان کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور پھر پوری قوت سے اچھل کر وہ چوہان کی ٹانگوں کو اوپر کی طرف کرتے ہوئے زوردار جھٹکے سے چوہان کے جسم پر گرا۔ یہ ایک ایسا داؤ تھا کہ اس سے چوہان کی ریڑھ کی ہڈی یقیناً ٹوٹ جاتی اور وہ باقی ساری عمر مفلوج ہی رہ جاتا۔ اس داؤ کو مارشل آرٹ کا سب سے خطرناک داؤ سمجھا جاتا ہے اور عام طور پر اس سے بچنا ناممکن ہوتا تھا۔ لیکن چوہان اسے لمحے سمجھ گیا کہ باس کیا کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اوپر کو اچھلا تھا تو چوہان نے پلک جھپکتے میں اپنے جسم کو فرش پر پڑے پڑے تیزی سے پہلو کے بل کر لیا۔ اور اس طرح باس

جواس کے سینے پر گر رہا تھا۔اس کے جسم کے زاویے کو بروقت بدل لینے کی وجہ سے پہلو بل گرا۔چوہان کی ٹانگیں چونکہ ابھی تک اس کی گرفت میں تھیں اس لیے وہ بروقت انہیں چھوڑ نہ سکا۔اور چوہان پہلو بدلتے ہی تیزی سے مڑا اور دونوں ہاتھ فرش پر ٹکا کر اس نے ایک زوردار جھٹکا آگے کو دیا اور اس جھٹکے کی وجہ سے گرتے ہوئے باس کے ہاتھ سے اس کی دونوں ٹانگیں چھوٹ گئیں۔اور چوہان پلک جھپکنے میں اٹھ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔جب کہ باس اتنی تیزی سے نہ اٹھ سکا۔کیونکہ وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا۔اس بار برتری چوہان نے حاصل کر لی تھی۔وہ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہی تیزی سے باس کے پیروں کی طرف جھکا اور اس نے اس کے دونوں پیر پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا پیچھے کی طرف دیا۔اور باس فرش پر سے گھسیٹتا ہوا۔اس ستون کے قریب جا گرا جس سے چوہان کو باندھا گیا تھا۔اس کے اس طرح

دور گرتے ہی چوہان تیزی سے دوڑا اور اس نے بڑی پھرتی سے ایک مشین گن جھپٹ لی۔ اس نے باس کو دور پھینکا ہی اسی لیے تھا کہ اس کے اٹھ کر واپس آنے سے پہلے وہ مشین گن اٹھا لے۔

''اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مسٹر باس............بہت دیر اٹھک بیٹھک کر لی تم نے۔'' چوہان نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور باس سمجھ گیا۔ کہ وہ بازی ہار چکا ہے۔ وہ ڈھیلے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''اپنے ہاتھ اٹھا لو............'' چوہان نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اور باس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے' لیکن اسی لمحے وہ پلک جھپکنے میں اس موٹے ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ اس کے ستون کی آڑ میں ہوتے ہی چوہان تیزی سے اس کی طرف دوڑا۔ لیکن جب وہ ستون کے پاس پہنچ چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ چوہان فائر کھولتا۔ باس دیوار میں یوں غائب ہو گیا جیسے دیوار ٹھوس

ہونے کی بجائے دھوئیں کی بنی ہوئی ہو۔ چوہان کی گولیاں دوسرے لمحے دیوار کے اسی حصے پر پڑیں۔ جہاں ایک لمحے پہلے باس غائب ہوا تھا لیکن گولیاں ٹھوس دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑیں اور چوہان حیرت سے آنکھیں پھاڑے کھڑا رہ گیا اسے حیرت تھی کہ باس اس ٹھوس دیوار سے کیسے پار ہو گیا۔

''جلدی کرو چوہان .... پہلے ہمیں کھولو یہ پھر چیک کریں گے۔'' نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور چوہان ایک جھٹکے سے حیرت کے اس طلسم سے باہر نکل آیا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے بڑی پھرتی سے پہلے نعمانی کی رسیاں کھول دیں اور پھر وہ صدیقی کی طرف مڑا۔ اور چند لمحوں بعد صدیقی بھی رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

''تم نے آج کمال کر دیا چوہان ....شائد اس سے پہلے اتنی زیادہ خوفناک جنگ تم نے پہلے کبھی۔ نہیں لڑی۔'' صدیقی نے

ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن کو جھپٹتے ہوئے کہا۔

''ابھی جنگ ختم کہاں ہوئی ہے..........'' چوہان نے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بھاگا۔ جو کرسی کے پیچھے نظر آ رہا تھا۔ یہ دروازہ لوہے کا تھا۔ اور بند تھا۔ دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرا ساؤنڈ پروف ہے۔ ورنہ اتنی دیر تک شاید لڑائی کی نوبت ہی نہ آتی اور اس سے پہلے باس کے ساتھی فائرنگ کی آوازیں سن کر اندر آ چکے ہوتے۔ صدیقی اور نعمانی بھی مشین گنیں اٹھا کر اس کے پیچھے لپکے۔

چوہان نے دروازے کے لاک پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور لاک کے پرزے اڑ گئے۔ چوہان نے بڑی پھرتی سے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا اور دروازے کے پٹ کھلتے ہی وہ اچھل کر باہر راہداری میں آ گیا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہ راہداری ایک

طرف سے بند تھی۔ جب کہ دوسری طرف اس کا اختتام سیڑھیوں پر ہوتا تھا۔ سیڑھیاں بلندی کی طرف جارہی تھیں۔ ان کی اختتام پر ایک اور دروازہ نظر آرہا تھا۔ جو بند تھا۔ وہ تینوں راہداری میں دوڑتے ہوئے سیڑھیوں تک پہنچ گئے اور پھر سیڑھیوں پر چڑھنے کی بجائے پھلانگتے ہوئے اوپر والے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ اسی لمحے انہیں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں اس دروازے کی طرف آتی سنائی دیں۔ اور چوہان نے ہاتھ اٹھا کر ان سب کو خاموش رہنے کے لیے کہا۔ نعمانی جھپٹ کر دوسری سائیڈ میں ہوگیا۔ جب کہ چوہان اور صدیقی ایک سائیڈ میں رکے ہے۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے کے قریب آکر رک گئیں۔ آوازوں سے اندازہ ہوتا تھا۔ کہ آنے والے چار افراد ہیں۔ دروازے کا ہینڈل گھوما اور پھر ایک زوردار دھماکے سے

دروازے کے پٹ کھل گئے۔اور چوہان اور نعمانی تو دروازوں کے پٹوں کے پیچھے چھپ گئے جب کہ صدیقی سامنے تھا۔جیسے ہی دروازہ کھلا۔صدیقی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا فائر کھول دیا اور دروازے کے سامنے موجود دو افراد چیختے ہوئے پشت کے بل پیچھے گرے۔اور صدیقی اسی طرح فائر کرتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دروازے کو کراس کرتے ہوئے سامنے والی دیوار سے ٹکرایا۔اور اس کے ساتھ ہی دو چیخیں اور ابھریں' اور باقی دو بھی فائرنگ ہوتے ہی سائیڈ کی دیوار سے چپکے تھے۔صدیقی کی بے پناہ پھرتی کی وجہ سے اس پر فائرنگ کھولنے سے پہلے ہی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔

''گڈ شو..........صدیقی۔'' چوہان اور نعمانی نے بیک آواز ہو کر کہا اور وہ دونوں بھی دروازے کی آڑ سے نکل کر دوسری راہداری میں آ گئے۔یہ راہداری دائیں طرف کو جا رہی تھی۔وہ تینوں تیزی سے

اس طرف بڑھے۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی اور پھر موڑ مڑتے ہی وہ ایک کھلے ہوئے دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ دروازے کے قریب پہنچتے ہی انہیں دور کسی کے زور زور سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ آواز اسی باس کی لگتی تھی۔ اس آواز کو سنتے ہی وہ محتاط ہو کر اس طرف بڑھے۔ یہ آواز دروازے کی سائیڈ میں بنے ہوئے ایک کمرے سے آ رہی تھی۔ جس کے سامنے ایک برآمدہ تھا۔ اور برآمدے کے سامنے پورچ میں وہی سرخ کار کھڑی نظر آ رہی تھی۔ جس کا تعاقب کرتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچے تھے۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ لیکن ان کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا۔ اور ایک نوجوان اچھل کر کمرے سے باہر آیا۔ اور اسی لمحے نعمانی نے جو سائیڈ میں کھڑا تھا۔ اسے تیزی سے واپس اندر کی طرف دھکا دیا۔ اور وہ نوجوان پشت کے بل اندر

جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی نعمانی اور صدیقی دونوں کمرے کے اندر داخل ہو گئے۔ سامنے ہی وہی باس حیرت سے آنکھیں پھاڑے ہوئے کھڑا تھا۔

"اب کیا خیال ہے.........کون سی دیوار میں گھسو گے۔" نعمانی نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے باس اپنے سامنے پڑی ہوئی میز کے نیچے غڑاپ سے جھکا۔ مگر وہ شاید میز کی سائیڈ میں ہونا چاہتا تھا مگر اپنے لمبے قد کی وجہ سے یہ اس سے بہت بڑی حماقت ہوئی تھی کیونکہ وہ فائر کرنے کے وقفے سے پہلے پوری طرح میز کے پیچھے نہ چھپ سکا۔ اور اس کا سر میز کی سطح کے برابر جیسے ہی آیا۔ صدیقی اور نعمانی کی مشین گنوں نے بیک وقت گولیاں اگل دیں اور باس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔

اسی لمحے ان دونوں کے درمیان سے دروازے کی طرف فائر ہوا

اور فرش سے اٹھتا ہوا وہ نوجوان دوبارہ فرش پر گر گیا۔ جسے نعمانی دھکیل کر اندر آیا تھا۔ یہ فائرنگ چوہان نے کی تھی۔

''میرا خیال ہے..........اب ہمیں نکل جانا چاہیے.....''

چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''پہلے چیک کر لیں..........کوئی اور تو نہیں ہے۔'' نعمانی اور صدیقی نے باہر آتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں تیزی سے ادھر ادھر پھیل گئے۔

چوہان بڑے چونکنے انداز میں وہیں برآمدے میں کھڑا رہا۔ اور ادھر ادھر دیکھتا رہا۔

''کوئی نہیں ہے..........کوٹھی خالی پڑی ہے۔'' صدیقی اور نعمانی نے واپس آتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے۔ ہمیں کوٹھی کی تلاش لے لینی چاہئے..........تا

کہ عمران صاحب کے لیے کچھ تو لے جائیں۔ میرا تو اس باس کو زندہ لے جانے کا خیال تھا۔ لیکن ....'' چوہان نے انہیں کہا۔

''سچویشن ہی ایسی بن گئی تھی ....بہر حال ٹھیک ہے۔ تلاشی لے لیتے ہیں۔'' صدیقی نے کہا

اور وہ ایک بار پھر اسی کمرے میں داخل ہوئے۔ جس میں باس اور اسی نو جوان کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ادھر چوہان سوچ رہا تھا۔ کہ نجانے عمران کا کیا ردعمل ہو۔ اس نے تو صرف نگرانی کے لیے کہ تھا۔ جب کہ انہوں نے اس کی ہدایت سے آگے بڑھ کر ایکشن لے لیا تھا۔

''وائٹ پینتھرز ....یہ وائٹ پینتھرز کا ہیڈکوارٹر لگتا ہے۔ یہ دیکھو۔ یہ مخصوص بیج۔ اس پر وائٹ پینتھرز لکھا ہوا ہے۔ یہ اس باس کی جیب سے نکلا ہے۔'' صدیقی نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے

کہا۔

''اگر یہ ہیڈ کوارٹر ہے..........تو پھر جلدی سے یہاں سے نکل چلو۔کہیں ان کے اور ساتھی نہ آ جائیں۔''چوہان نے نیچ دیکھتے ہوئے کہا۔اور وہ تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑے۔اور پھر پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے باہر نکل کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جوڈش کی آنکھ کھلی۔ تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال کے ایک کمرے میں پڑا ہوا پایا۔ اس کے سارے جسم پر ڈریسنگ ہوئی ہوئی تھی۔ پہلے تو اس کا ذہن ماؤف رہا اور اس کے ذہن میں یہ بات ہی نہ آ رہی تھی کہ آخر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا اور اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کا شعور اور یادداشت جاگ اٹھی اور پھر اسے ڈاکٹر داور کو مضافاتی مکان میں لے جانے اور پھر ڈاکٹر داور کا وہاں سے اغوا سے لیکر اس کے کار میں بیٹھ کر اسے بیک کرنے تک سب کچھ یاد آ گیا۔ اسے آخری منظر بس یہ یاد تھا کہ جیسے ہی اس نے کلچ چھوڑ کر

ایکسیلیٹر کو دبایا تھا۔ایک خوف ناک دھماکہ ہوا تھا۔اس کے بعد کیا ہوا تھا۔یہ اسے یاد نہ تھا۔

بہر حال اب اپنے آپ کو ہسپتال میں دیکھ کر وہ اتنا سمجھ گیا تھا کہ اس خوفناک دھماکے کے باوجود وہ زندہ بچ نکلا ہے' اس نے کمبل کے اندر اپنے جسم کو ہلانا شروع کیا۔اور یہ دیکھ کر اس کے جسم میں قوت کی ایک نئی لہر دوڑتی چلی گئی ۔کہ وہ نہ صرف زندہ تھا بلکہ وہ پوری طرح حرکت بھی کر سکتا تھا۔

''آپ کو ہوش آ گیا مسٹر..........؟'' اچانک ایک شیریں آواز اس کے کانوں میں پڑی ۔اور اس نے چونک کر ادھر دیکھا۔کمرے کے دروازے پر ایک خوب صورت سی نرس کھڑی مسکرا رہی تھی اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھا۔وہ قدم بڑھاتی ہوئی اس کے قریب آئی اور اس نے ٹرے کو قریبی تپائی پر رکھ کر پر مسرت انداز میں اس کے

بازو پر تھپکی دی۔

''آپ کا زندہ بچ جانا ہی حیرت انگیز ہے۔اور.........اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ کے جسم میں کوئی فریکچر بھی نہیں ہوا۔البتہ زخم اور خراشیں آئی ہیں۔۔''نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کار تباہ ہوگئی ہے.........؟''جوڈش نے پوچھا۔

''ہاں.........بتایا تو یہی گیا ہے کہ کار کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔البتہ پولیس والے یہ ذکر کر رہے تھے کہ دھماکے کے ساتھ ہی ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھل گیا تھا اور آپ سیٹ سمیت ہی اڑ کر باہر جا گرے تھے۔اور شاید آپ اسی لیے بچ گئے تھے۔بہر حال یہ آپ کی خوش قسمتی ہے۔انہوں نے بتایا ہے کہ سٹیرنگ دھماکے کے ساتھ ہی فولڈ ہو کر اندر گھس گیا تھا۔کیا آپ کی کار خصوصی طور پر بنوائی گئی تھی۔.......''نرس نے پوچھا۔وہ شاید بے حد باتونی واقع ہوئی

تھی۔

جی ہاں.........خاص طور پر بنوائی گئی تھی.........حادثے کی صورت میں ہوائی جہار کے پائلٹ سیٹ کی طرح وہ سیٹ بھی سائیڈ میں نکل جاتی تھی۔'' جوڈش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔اب اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس کی زندگی اور ہڈیاں بچ جانے کی وجہ اس کی یہی احتیاط تھی۔ جو اس نے مخصوص گاڑی کو آرڈر دیتے وقت کی تھی۔

''بہر حلال.........آپ کو جلد ہی ہوش آ گیا ہے۔سارجنٹ موجود ہے۔وہ آپ کا بیان لینا چاہتا ہے۔'' نرس نے کہا اور کمرے میں موجود تپائی سے ٹرے اٹھا کر اس کا جواب سنے بغیر تیزی سے قدم اٹھاتی دروازے سے باہر نکل گئی۔اور چند ہی لمحوں بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک پولیس سارجنٹ ہاتھ میں شارٹ ہینڈ نوٹ بک پکڑے اندر داخل ہوا۔وہ بڑی ہی عجیب نظروں سے جوڈش کو دیکھ رہا تھا۔

جیسے وہ خواہ مخواہ زندہ بچ نکلا ہے۔ مر جاتا تو اسے بیان لینے کی زحمت تو گوارا نہ کرنی پڑتی۔

ہیلو......... زندہ اور صحیح سلامت بچ نکلنے پر مبارکباد۔''

سارجنٹ نے اوپری دل سے کہا۔

شکریہ سارجنٹ.........''جوڈش نے مسکراتے ہوئے سارجنٹ کو جواب دیا۔

''میں تمہارا بیان لینے کے لیے کب سے باہر بیٹھا ہوا سوکھ رہا ہوں.........''سارجنٹ نے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''اوہ......... تمہیں زحمت ہوئی سارجنٹ۔ ویسے میں خود پولیس سٹیشن پہنچ جاتا۔ ہر شہری کو پولیس سے مکمل تعاون کرنا چاہیئے۔''

جوڈش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اس کے اس جواب سے سارجنٹ کے چہرے پر چھائی ہوئی بیزاری قدرے دور ہوگئی۔ اور اس کی جگہ ہلکی سی مسکراہٹ نے لے لی۔ جیسے اسے جوڈش کی بات بے حد پسند آئی ہو۔

"او کے......... تم سمجھ دار آدمی ہو۔ پہلے یہ سن لو کہ تمہاری جیبوں سے ہمیں کچھ نہیں ملا۔ نہ شناختی کارڈ نہ کوئی کاغذ صرف رقم کی ایک موٹی گڈی اور سکے موجود تھے۔ تمہارے مکان کو بھی چیک کیا گیا ہے۔ لیکن وہاں سے بھی کچھ نہیں ملا۔ تم شاید اس مکان کو استعمال نہیں کرتے تھے۔" سارجنٹ نے اپنی معلومات اگل دیں۔ اور جوڈش ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

اس کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی جیب خالی رکھتا تھا حاتکہ ریوالور تک نہ رکھتا تھا۔ تاکہ کسی بھی صورت حال میں پولیس اس سے مشکوک نہ ہو جائے۔ ایمرجنسی کے لیے اس کے پاس ایک پین

پستول تھا۔ جو بظاہر ایک عام سا فاؤنٹین پین تھا۔ لیکن دراصل وہ انتہائی اعلیٰ درجہ کا آٹومیٹنک پستول تھا۔ اور خاصا مہلک تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یا تو وہ پین پستول اس کی جیب سے نکل کر کہیں گر گیا ہوگا۔ اور پولیس کی نظروں میں نہ چڑھا ہوگا۔ یا پھر انہوں نے اسے عام سا قلم سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا۔

''میرا نام ڈیوڈ ہے........ ویسٹرن جرمنی کا شہری ہوں۔ یہ مکان میرے ایک دوست پروفیسر کی ملکیت ہے۔ اس کی چابی عارضی طور پر اس نے مجھے دے رکھی ہے۔ گاڑی بھی پروفیسر سارش کی ہے۔ میں یہاں ایک بزنس کانفرنس میں شرکت کے لیے آیا ہوں۔'' جوڈش نے سارجنٹ کو تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ پروفیسر سارش کون ہے........ اس کا پتہ۔'' سارجنٹ نے سوال کیا۔

''پروفیسر سارش یہاں کی ڈیفنس لیبارٹری کا انچارج ہے.........اس کا عہد صدر مملکت کے بعد سب سے بڑا ہے۔اور رہائش گاہ بھی وہیں ڈیفنس لیبارٹری کی کالونی میں ہے۔اور میرا کلاس فیلو رہا ہے۔'' جوڈش نے سارجنٹ کو جواب دیتے ہوئے کہا اور صدر مملکت کے بعد سب سے بڑے عہدے کا نام سنتے ہی سارجنٹ کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ نرمی کے آثار اُمڈ آئے تھے۔

''آپ کی کار کس نے تباہ کی ہے؟.........سارجنٹ نے جوڈش سے پوچھا۔

''مجھے تو بالکل ہی معلوم نہیں.........بس میں تو کار میں بیٹھ کر اسے بیک کر رہا تھا۔کہ دھما کہ ہوا اور اس کے بعد میری آنکھ یہاں کھلی۔'' جوڈش نے کہا۔

''ویسے یہ گاڑی خصوصی نوعیت کی ہے۔اس کی ڈرائیونگ سیٹ مخصوص میکنزم سے کام کرتی ہے۔حادثے کی صورت میں سٹیرنگ فولڈ ہو جاتا ہے اور سیٹ خود بخود سائیڈ سے باہر نکل جاتی ہے۔ ہی وجہ ہے کہ آپ بچ گئے اور دوسری وجہ یہ کہ بم کار کے پچھلے حصے میں ڈیفرنشل پر لگایا گیا تھا۔اس لیے کار کے اگلے حصے کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا.........'' سارجنٹ نے جواب دیا۔اور جوڈش نے سر ہلایا۔اب وہ سمجھ گیا تھا کہ بم بیک کرتے وقت کیوں پھٹا تھا۔کار تباہ کرنے والوں نے خاص ذہانت سے کام لیا تھا۔

انہیں معلوم تھا کہ اگلے حصے میں بم لگانے کی صورت میں کہیں وہ اس کی نظروں میں نہ آ جائے۔ہو سکتا تھا کہ وہ کار کا بونٹ اٹھا کر انجن چیک کرتا۔انہیں معلوم تھا کہ کار بیک ہوئے بغیر گیٹ سے باہر نہ نکلے گی۔اس لیے انہوں نے پچھلے حصے کے ڈیفرنشل پر بم فٹ کر دیا۔

چنانچہ بیک کرنے سے وہ آپریٹ ہوا۔اور پھر ایک سائیڈ دبنے سے پھٹ گیا۔اب انہیں کیا معلوم تھا کہ کار خصوصی طور پر بنوائی گئی ہے۔

''بہرحال ابھی زندگی تھی کہ بچ گیا ہوں'.........اور ظاہر ہے پروفیسر سارش کا تعلق ڈیفنس لیبارٹری سے ہے۔اور وہ ملک کے سب سے بڑے سائنس دان ہیں۔ان کی گاڑی کو خصوصی طور پر بنوایا گیا ہوگا۔'' جوڈش نے جواب دیا۔

''او کے.........اب تو میں جاتا ہوں۔ابھی ہم نے اس حادثے کے بارے میں مزید تفتیش کرنی ہے۔آپ ہسپتال سے فارغ ہوکر کہاں جائیں گے۔تاکہ اگر ضرورت پڑے تو آپ سے رابطہ قائم کیا جاسکے۔'' سارجنٹ نے کاپی بند کرتے ہوئے پوچھا۔

''ظاہر ہے پروفیسر سارش کے پاس ہی جاؤں گا۔''.........اور ابھی انہیں شاید اس حادثے کی اطلاع نہیں ملی۔ورنہ وہ خود یہاں

آ تے ۔ جوڈش نے جواب دیا۔

جوڈش کے جواب پر سارجنٹ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کے باہر جاتے ہی جوڈش پہلے تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔حرکت کرنے کی وجہ سے اس کے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی۔لیکن اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔اور پھر وہ آہستہ آہستہ بیڈ سے نیچے اتر آیا۔درد کی لہریں تیز ہو گئیں۔لیکن اس نے اپنے دانت بھینچ کر انہیں برداشت کیا۔

"ارے۔ارے.........آپ' آپ اٹھ کیوں کھڑے ہوئے لیٹ جایئے۔ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔" اچانک دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈاکٹر.........میں ٹھیک ہوں۔میں نے ایک انتہائی ضروری کانفرس میں شرکت کرنا ہے۔اور اس کانفرنس پر بزنس کا

انحصار ہے۔اب بچ گیا ہوں۔تو یہ موقع تو نہ ضائع کروں گا۔
''جوڈش نے کہا۔

''اوہ.........بہر حال لیٹ جایئے۔میں آپ کو ایک انجکشن لگا دیتا ہوں۔اس سے آپ کے جسم میں طاقت آجائے گی۔باقی انجکشن آپ گھر میں بھی لگوا سکتے ہیں۔''ڈاکٹر نے کہا اور جوڈش طویل سانس لیتا ہوا واپس بیڈ پر لیٹ گیا.........وہ اب جلد از جلد اس ہسپتال سے نکل جانا چاہتا تھا۔کیونکہ اس نے سارجنٹ کو ساری کہانی فرضی سنائی تھی۔اور اسے معلوم تھا کہ جس وقت سارجنٹ نے پروفیسر سارش سے ملنے کی کوشش کی۔اس کا بھانڈہ پھوٹ جائے گا۔اور اس کے بعد ظاہر ہے کہ پولیس کے چنگل سے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔

ڈاکٹر نے اسے ایک کی بجائے دو مختلف انجکشن لگائے۔اور ان انجکشنوں کے لگتے ہی جوڈش کو واقعی یہی محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں

نئی قوت بھر گئی ہو۔

"یہ لیجیے.........آپ بعد میں انجکشن لگوا لیجیے۔اب آپ فارغ ہیں۔" ڈاکٹر نے ایک کاغذ پر نسخہ لکھ کر جوڈش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔اور جوڈش نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا۔

اس بار جب وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔تو واقعی اس کی حالت کافی حد تک اطمینان بخش تھی۔ ہسپتال کا لباس اتار کر اور اپنا لباس پہن کر وہ رجسٹرار وارڈ سے ڈسچارج سلپ لے کر ہسپتال سے باہر آ گیا۔چند لمحوں بعد اسے خالی ٹیکسی مل گئی۔

"گلستان کالونی لے چلو........." جوڈش نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔

شیراز روڈ والی کوٹھی اب اس کے لیے بیکار ہو چکی تھی' اسے معلوم

تھا کہ جوانا وہاں سے یقیناً نکل گیا ہو گا۔ اور جوڈش اپنی محتاط فطرت کی وجہ سے ہر اس جگہ سے دور بھاگتا تھا۔ جہاں ایک بار بھی کسی مخالف کا سایہ پڑ چکا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جہاں بھی کسی مشن کے لیے جاتا تھا۔ پہلے مختلف علاقوں میں رہائش گاہوں کا بندوبست کرتا تھا۔ چاہے اسے ان کے استعمال کی ضرورت پڑے یا نہیں۔ لیکن وہ انہیں اپنے پاس رکھتا ضرور تھا۔ یہاں اس نے شیراز روڈ والی کوٹھی کے علاوہ مضافاتی مکان اور گلستان کالونی میں بھی ایک کوٹھی حاصل کر رکھی تھی۔

تھوڑی ہی دیر بعد ٹیکسی گلستان کالونی میں داخل ہوئی۔ اور اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو چوک پر ہی فارغ کر دیا۔ اور ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا کوٹھی نمبر ایک سو بارہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کوٹھی کے گیٹ پر پڑا ہوا نمبروں والا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی میں کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ حفظِ

ماتقدم کے طور پر ایک کرایہ پر حاصل کی گئی کار گیٹ میں پہلے ہی سے کھڑی کی گئی تھی۔

جوڈش تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائنگ روم میں پہنچا اور سب سے پہلے اس نے وہاں پر موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس.........راشیل سپیکنگ۔'' دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''راشیل.........میں جوڈش بول رہا ہوں۔'' جوڈش نے نرم لہجے میں کہا۔

''اوہ جوڈش تم.........خیریت۔ کیسے یاد آ گیا میں۔'' راشیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''راشیل.........تمہارے لیے ایک کام ہے۔ معاوضہ معقول

ملے گا۔لیکن کام فوراً کرنا ہے۔'' جوڈش نے کہا۔

''معاوضہ معقول ہو۔تو.........دنیا کی کوئی بھی طاقت راشیل کو اس کام سے نہیں روک سکتی۔'' راشیل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک سرخ رنگ کی کار کو تلاش کرنا ہے.........اور اس کار کا نمبر ایف۔جے۔ایف' زیرو' ٹو' زیرو' ون ہے۔'' جوڈش نے کہا۔

''تلاش کرنے سے کیا مقصد ہے......... تفصیل سے بتاؤ۔'' راشیل نے پوچھا۔

''اس کار کا مالک کون ہے.........اور اس وقت یہ کار کہاں موجود ہے۔'' جوڈش نے جواب دیا۔

''او۔کے.........کتنا ٹائم دے رہے ہو۔سوچ لینا۔تم جانتے ہو۔میرا معاوضہ وقت کے مطابق ہوتا ہے۔وقت کم دو گے۔تو

معاوضہ زیادہ ہوگا۔'' راشیل نے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ........معاوضے کی فکر نہ کرو۔ جو مرضی آئے لے لینا۔'' جوڈش نے جواب دیا۔

چلو........ایسے ہی سہی۔ مجھے اپنے گروپ کے تمام افراد کو اس مشن پر لگانا پڑے گا۔ بہرحال آدھے گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا۔'' دوسری طرف سے راشیل نے کہا۔

اور جوڈش نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ راشیل آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں یہ مشن مکمل کرے گا۔ وہ اس کے وسیع و عریض گروپ کو جانتا تھا۔ وہ پہلے فوری طور پر رجسٹریشن آفس سے اس کے مالک کا پتہ کرے گا۔ اور پھر اس کے آدمی چند ہی لمحوں میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ اور اگر وہاں کار نہ ہوئی تو وہ وہاں کے کسی آدمی کو مار پیٹ کر اس سے معلوم کر لیں گے........راشیل کا گروپ

کام ہی یہی کرتا تھا۔

اور پھر اس نے بڑی بے چینی کے عالم میں آدھا گھنٹہ گذارا آدھے گھنٹے بعد اس نے دوبارہ راشیل کے نمبر ڈائل کیے۔

''یس.........راشیل سپیکنگ۔'' دوسری طرف سے راشیل کی آواز سنائی دی۔

''جوڈش بول رہا ہوں.........کیا رپورٹ ہے۔'' جوڈش نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا کام ہو گیا ہے.........اس کار کا مالک رافیل نامی ایک شخص ہے۔اور کار اس وقت اس کی کوٹھی واقع گلستان کالونی میں موجود ہے.........کوٹھی نمبر آٹھ سو دس گلستان کالونی۔'' راشیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ.........ویری گڈ۔کتنا چیک بھیج دوں۔'' جوڈش نے خوش

ہوتے ہوئے کہا۔

''صرف ایک ہزار ڈالر کا.........کام آسانی سے ہوگیا ہے'اس لیے مہنگا نہیں پڑا۔'' راشیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''او' کے.........چیک پہنچ جائے گا۔میں بنک کو ہدایت کر دیتا ہوں۔ رقم اسی اکاؤنٹ میں بھیجوں۔جس میں پہلے رقوم بھیجی جاتی تھیں.........'' جوڈش نے پوچھا۔

''ہاں'بالکل.........شکریہ۔'' دوسری طرف سے راشیل نے جواب دیا۔

جوڈش نے او کے کہہ کر کریڈل دبایا۔اور پھر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس.........گرینڈ لے بنک۔'' دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

''میں اکاونٹ ہولڈر نمبر فور' تھری' فور' تھری' ون' زیرو' ون سیکشن الیون ڈیش تھری سکس بول رہا ہوں........'' جوڈش نے اپنا اکاؤنٹ تفصیل سے دہراتے ہوئے کہا۔

''یس........ہم کیا خدمت کر سکتے ہیں........'' دوسری طرف سے فوراً پوچھا گیا۔

''لبرٹی بنک کی مین برانچ کے اکاؤنٹ نمبر الیون تھرٹی سیکشن الیون تھرٹی میں ایک ہزار ڈالر ٹرانسفر کر دیجئے........'' جوڈش نے جواب دیا۔

''او کے........ابھی کر دیتے ہیں........اور کوئی حکم........'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''تھینک یو........'' جوڈش نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اب اسے اطمینان تھا کہ ایک ہزار ڈالر راشیل کے اکاؤنٹ میں

ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ وہ اسے معاملات میں زبان کا بے حد پابند رہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس سے ذرا سی بھی کوتاہی ہو گئی تو پھر آئندہ اس کے لیے معلومات حاصل کرنا مسئلہ بن جائے گا۔ اس لیے اس نے پہلے یہی کام کیا تھا۔

رسیور رکھ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں لٹکی ہوئی ایک جیکٹ اتاری۔ اور پھر اپنا کوٹ اتار کر اس نے وہ جیکٹ پہنی۔ اور کوٹ اس جیکٹ کے اوپر پہن لیا۔

یہ اس کی مخصوص جیکٹ تھی۔ جس میں ہر قسم کی سچویشن کے لیے مطلوبہ سامان جیکٹ کی خفیہ جیبوں میں رہتا تھا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے باہر لان میں آیا اور سائیڈ میں بنے ہوئے گیراج کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گیراج میں ایک کار موجود تھی۔

چند لمحوں بعد ہی وہ اس کار میں سوار گلستان کالونی میں گھوم رہا

تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس نے کوٹھی نمبر آٹھ سو دس کو تلاش کر لیا۔

اس نے اپنی کار کوٹھی نمبر آٹھ سو دس سے ذرا فاصلے پر روکی اور پھر خود نیچے اتر کر کوٹھی کی سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا عقبی سمت کی طرف چلا گیا۔ کوٹھی کی پچھلی دیوار زیادہ بلند نہ تھی۔ جوڈش پہلے تو ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا۔ اور پھر مطمئن ہونے کے بعد اس نے اچھل کر دیوار کے کنارے پر ہاتھ رکھے۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ اپنے بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا ہوا دیوار کے اوپر پہنچ گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس نے کوٹھی کا اندر سے جائزہ لیا۔ یہ کوٹھی کی عقبی سمت تھی۔ اور اس طرف کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

وہ اندر کود گیا۔ اس کے کودنے سے ہلکا سا دھماکا ہوا۔ لیکن وہ کودتے ہی کوٹھی کی اونچی باڑ میں پیچھے کی طرف دبک گیا تھا اور جب

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی طاری رہی تو وہ باڑ کے پیچھے سے نکل کر آہستہ آہستہ عمارت کے عقبی سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ابھی وہ عمارت کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ دوسری طرف عمارت میں مشین گن کی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ فائرنگ کی آواز چند لمحوں بعد ہی ختم ہو گئیں۔

جوڈش ان آوازوں کو سنتے ہی تیزی سے کوٹھی کی ایک سائیڈ کی طرف بھاگا۔ وہ اب اس سائیڈ سے ہو کر کوٹھی کے سامنے کے رخ کی طرف جانا چاہتا تھا۔

جیسے ہی جوڈش سائیڈ سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر پہنچا۔ تو اس نے پھاٹک پر اسی سرخ رنگ کی کار کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ کار کے ساتھ ہی جوانا کھڑا تھا۔ جوانا نے پیچھے کی طرف فائر کیا۔ اور جوڈش کو برآمدے میں کسی کے چیخنے اور پھر زمین پر گرنے کی آواز سنائی

دی.........اور پھر اچانک جوانا نے پھاٹک کھولا اور وہ تیزی سے واپس آ کر کار میں گھس گیا۔ کار تیزی سے کھلے پھاٹک سے باہر نکلی کہ اچانک ایک بار پھر اس پر فائر ہوا۔ لیکن کار اس دوران تیزی سے بائیں طرف مڑ گئی تھی۔ جوڈش چونکہ جوانا کو دیکھ چکا تھا۔ اس لیے اس نے اب وہاں رکنا فضول سمجھا۔ وہ تیزی سے واپس ہوا اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ عقبی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔

گینڈے جیسی جسامت کا مالک بلیک ڈاگ اپنے دفتر میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اسے وائٹ پینتھرز کے ہیڈ کوارٹر کے تباہ ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔ لیکن ڈاکٹر داور کا کہیں پتہ نہ چل رہا تھا۔ اور نہ ہی اس جوڈش کا جس کے قبضے میں ڈاکٹر داور تھا.........اس کی پوری ٹیم شہر میں ماری ماری پھر رہی تھی۔ لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا۔ اور وہ دونوں ہی غائب تھے۔

''آخر یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں۔'' بلیک ڈاگ نے غصے کی شدت سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے میٹر پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی سی آواز گونجنے لگی۔

''یس.........بلیک ڈاگ.........''بلیک ڈاگ نے اس کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

''باس.........میں ہنری بول رہا ہوں.........ہم نے ڈاکٹر داور کو ٹریس کرلیا ہے۔ جوڈش اسے ایک کار میں ڈالے ایک مضافاتی علاقے کی طرف لے جا رہا تھا۔ ایک کراسنگ پر اتفاق سے ہماری نظریں پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے ڈاکٹر داور پر پڑ گئیں۔ جسے کار کی پچھلی سیٹ پر بیلٹ سے باندھ کر لٹایا ہوا تھا۔ ہم بڑی احتیاط سے جوڈش کا تعاقب کر رہے ہیں اوور۔''ہنری نے تفصیل سے جواب دیا۔

''ویری گڈ.........فوراً جوڈش کو ہلاک کر کے ڈاکٹر داور کو لے

آؤٹ۔ اوور۔'' بلیک ڈاگ نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''باس......... جب وہ کسی ٹھکانے پر پہنچ جائے گا۔ تب ہی ہم اس پر ہاتھ ڈالیں گے۔ ورنہ ہوسکتا ہے۔ کہ جوڈش کے ساتھ ڈاکٹر داور بھی ہلاک ہو جائے' اوور۔'' ہنری نے باس کو جواب دیا۔

''اوہ نہیں......... ڈاکٹر داور کو ہر قیمت پر زندہ حاصل کرنا ہے۔ ہر قیمت پر۔ اگر وہ مر گیا تو سارا مشن ہی فیل ہو جائے گا اوور۔'' بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس......... ہم سمجھتے ہیں باس' آپ بے فکر رہیں اوور'' ہنری نے جواب دیا۔

''او کے......... جلدی رپورٹ کرو......... میں تمہارا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل۔'' بلیک ڈاگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف

کر دیا۔ اب وہ بڑے مطمئن انداز میں میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے میز کی دراز سے شراب کی بوتل نکالی۔ اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر بڑے بڑے گھونٹ پینے لگا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک ابھری ہوئی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایکبار پھر سنائی دی۔ اور بلیک ڈاگ نے چونک کر بٹن آن کر دیا۔

''یس.........بلیک ڈاک سپیکنگ اوور۔'' بلیک ڈاگ نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

''رچرڈ بول رہا ہوں.........باس.........ہم نے ماسٹر کلرز کے جوانا کو اغوا کر لیا ہے۔ میں اسے ہیڈ کوارٹر لے کر آ رہا ہوں۔ اس کا ایک اور ساتھی ہے جسے بعد میں ٹونی اور مائیکل لے آئیں گے اوور۔''

دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا مطلب.........کیا جوانا کا ساتھی کہیں گیا ہوا ہے۔اوور۔''
بلیک ڈاگ نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''جناب انہیں ایک پراپرٹی ڈیلر کے دفتر کے سامنے ٹریس کیا گیا ہے.........جوانا کار میں دفتر کے سامنے موجود تھا۔جب کہ اس کا ساتھی جو چست اور تیز قسم کا نوجوان ہے۔اتر کر پراپرٹی ڈیلر کے دفتر میں چلا گیا تھا۔چونکہ ہمارا مین ٹارگٹ جوانا تھا۔اس لیے اسے پہلے اغوا کرلیا گیا ہے۔میں نے سوچا کہ شاید جوانا کا ساتھی بھی کام کا آدمی ہو۔اس لیے مائیکل اور ٹونی کو وہیں چھوڑ دیا ہے۔تاکہ جیسے ہی اس کا ساتھی باہر آئے۔اسے بھی اغوا کر کے یہاں لے آیا جائے۔اوور۔''
رچرڈ نے جواب دیا۔

''اوہ' ٹھیک ہے.........جوانا کس پوزیشن میں ہے۔اوور'' بلیک ڈاگ نے پوچھا۔

''جوانا کو ایلی تھم گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے.........وہ اب اینٹی ایلی تھم کے انجکشن کے بغیر ہوش میں نہیں آ سکتا اوور۔'' رچرڈ نے جواب دیا۔

''اوہ۔ویری گڈ.........یہ تم نے اچھا کیا ہے۔ورنہ وہ بے حد طاقتور آدمی ہے۔اگر ایسا نہ کرتے۔تو وہ کسی بھی وقت مسئلہ کھڑا کر سکتا تھا۔بہر حال اسے ڈارک روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع کرو۔اوور اینڈ آل۔'' بلیک ڈاگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آ کر دیا۔چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز دوبارہ ابھری۔اور بلیک ڈاگ نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''یس.........بلیک ڈاگ سپیکنگ اوور۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''ہنری سپیکنگ باس.........ہم نے ڈاکٹر داور کو اغوا کر لیا ہے۔اوور۔'' ہنری کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''اوہ.........ویری گڈ۔پوری تفصیل بتاؤ۔اوور''بلیک ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس.........جوڈش ڈاکٹر داور کو لے کر ایک مضافاتی بستی کے مکان میں لے گیا۔اس کے بعد وہ مکان سے نکل کر بازار میں گیا۔ہم وہاں پہنچ گئے تھے۔جوڈش کو ہمارے تعاقب کا علم نہ ہو سکا۔ اس کے باہر جاتے ہی ہم اس مکان میں داخل ہو گئے۔مکان کے اندر ایک کمرے میں ڈاکٹر داور بندھا ہوا پڑا تھا۔چنانچہ ناتھن نے پی۔ٹو بم جوڈش کی کار کے نیچے گھس کر ڈیفرنشل پر اس طرح فٹ کر دیا۔کہ جیسے ہی جوڈش بیک گیر لگا کر ایکسیلیٹر دبائے گا۔بم پھٹ جائے گا۔اور کار کے ساتھ جوڈش کے بھی پرخچے اڑ جائیں گے۔ اوور''ہنری نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر وہ بیک گیر لگائے ہی نا.........پھر اوور''بلیک ڈاگ

نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے شاید یہ سیٹنگ پسند نہ آئی تھی۔

"باس .... جس مکان کے اندر جوڈش کی کار کھڑی ہے۔ اس میں سے جوڈش کو کار باہر نکالنے کے لیے بیک گیر لگانا لازمی ہے۔ تب ہی وہ گاڑی کو باہر نکال سکے گا۔ اسی لیے ناتھن نے بیک گیر پر بم کو سیٹ کیا ہے۔ اوور۔" ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ .... تب ٹھیک ہے۔ ناتھن واقعی ان معاملات میں بے حد ہوشیار ہے۔ ڈاکٹر داور ٹھیک ہے ناں۔ اوور" بلیک ڈاگ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر .... وہ ٹھیک ٹھاک ہے۔ بس بے ہوش ہے۔ اوور۔" ہنری نے جواب دیا۔

"او۔ کے .... جوانا بھی مل گیا ہے۔ تم ڈاکٹر داور کو ڈارک

روم میں پہنچا کر مجھے اطلاع دو۔اوور اینڈ آل۔'' بلیک ڈاگ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اب اس کا چہرہ بحال ہو چکا تھا۔وہ بازی جیت چکا تھا۔چند لمحے وہ خاموش بیٹھا رہا۔پھر اس نے ٹرانسمیٹ کی ناب گھما کر اس کی فریکوئینسی تبدیل کی۔اور بٹن آن کر دیا۔ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

''ہیلو........بلیک ڈاگ کالنگ۔ریڈ آرمی اوور۔'' وہ بٹن پریس کر کے بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا۔

''یس........ریڈ آرمی اٹینڈنگ اوور'' چند لمحوں بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کرنل ہیمرخ سے بات کراؤ........بلیک ڈاگ بول رہا ہوں اوور۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''کوڈ.........کوڈ بتاؤ اوور۔'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''کوڈ.........مشن ڈیفنس فائل ریڈ زیرو اوور۔'' بلیک ڈاگ نے کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

''اس کے.........چند لمحے ویٹ کریں اوور۔'' دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک ڈاگ خاموش ہو گیا۔

بلیک ڈاگ کو یہ مشن اسرائیل کی ٹاپ سیکرٹ تنظیم ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل ہیمرخ نے سونپا تھا۔ اس لیے اب وہ اپنی کامیابی کی خبر اسے فوری طور پر سنانا چاہتا تھا۔

''یس.........کرنل ہیمرخ سپیکنگ اوور۔' چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

''بلیک ڈاگ سپیکنگ اوور.........'' بلیک ڈاگ نے لہجے کو دانستہ سپاٹ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ بہر حال وہ ایک وسیع تنظیم کا

سر براہ تھا اس کی اپنی ایک حیثیت تھی۔

"یس بلیک ڈاگ کیا رپورٹ ہے.........فارمولا مل گیا اوور؟"

کرنل ہیمرخ نے قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔

"تقریباً مل گیا سمجھیں.........اسی لیے میں نے آپ کو کال کیا تھا۔تاکہ آپ کو کامیابی کی خبر سنا دوں۔اوور" بلیک ڈاگ نے جواب دیا۔

"تقریباً کا کیا ملطب ہوا......... بات واضح کرو۔اوور" کرنل کے لہجے میں یک لخت سختی ابھر آئی۔

"کرنل......... یہاں دو اور پارٹیاں بھی اسی فائل کے لیے کام کر رہی ہیں۔ایک پارٹی وائٹ پینتھرز کی ہے۔دوسری کوئی ایشیائی پارٹی ہے۔پرنس پارٹی۔پہلے ڈاکٹر داور کو ہم نے کور کیا۔اس سے فارمولا حاصل کیا گیا۔لیکن آپ کے پروفیسر نے بتایا کہ فارمولا جعلی

ہے۔ ماسٹر کلرز جوانا پروفیسر داور کی حفاظت کے لیے آیا تھا۔ وہ ڈاکٹر داور کو نکال کر لے گیا۔ اس سے ایک بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جوڈش نے ڈاکٹر داور کو حاصل کر لیا۔ چنانچہ ہم نے اب ڈاکٹر داور کو جوڈش کے قبضے سے نکال لیا ہے۔ اور جوڈش کا خاتمہ کر دیا ہے' ادھر وائٹ پینتھرز کا ہم نے خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر ڈاکٹر داور کا ساتھی جوانا بھی ہمارے قبضے میں آ گیا ہے۔ چنانچہ اب ہمارے دشمن ختم ہو چکے ہیں۔ اب ہم آسانی سے فارمولا حاصل کر لیں گے۔ اوور۔'' بلیک ڈاگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کرنل کو کہا۔

''اوہ.........میں سمجھ گیا۔ مجھے اطلاعات ملی تھیں کہ کافرستان والے ایک مجرم تنظیم وائٹ پینتھرز سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ یہ پارٹی ان کے لیے کام کر رہی ہوگی۔ لیکن یہ پرنس پارٹی کون ہے.........؟ اوور'' کرنل نے پوچھا۔

''یہ کوئی ایشیائی پارٹی ہے۔ انہوں نے وائٹ پینتھرز کے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کیا تھا.......ویسے ابھی میرے آدمی نے اطلاع دی ہے کہ جوانا کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ جسے اغوا کیا جارہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہی پرنس پارٹی کا آدمی ہو.......'' بلیک ڈاگ نے جواب دیا۔

''ارے.......جوانا کے ساتھ.......یہ جوانا ماسٹر کلرز والا جوانا تو نہیں ہے.......؟'' کرنل ہیمرخ نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں.......وہی ہے۔ کیوں.......؟'' بلیک ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''اوہ.......پھر یہ یقیناً عمران پارٹی ہی ہو گی.......آج کل جوانا اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔'' کرنل نے تیز

لہجے میں کہا۔

''یہ عمران کوئی خاص شخصیت ہے کیا.........؟ جسے آپ اتنی اچھی طرح سے جانتے ہیں.........اوور۔'' بلیک ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کرنل سے پوچھا۔

''اوہ.........تو کیا تم پاکیشیا کے علی عمران کو نہیں جانتے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اس لائن سے تعلق رکھنے والا کون سا ایسا شخص ہے۔ جو اس خوفناک شخص سے واقف نہیں۔ اوور۔'' کرنل ہیمرخ نے طنزیہ لہجہ میں کہا۔

''میرا کبھی پاکیشیا جانے کا اتفاق نہیں ہوا.........اور وہ مجھ سے کبھی ٹکرایا بھی نہیں.........اوور۔'' بلیک ڈاگ نے وضاحت کرتے ہوئے کرنل سے کہا۔

''تو پھر اب تمہارا ٹکراؤ شروع ہو چکا ہے.........اگر وہ واقعی علی

عمران ہے جس نوجوان کی بات تم کر رہے ہو۔ تو پھر میری نصیحت یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی گولی مار دینا۔ اگر تم نے ایک لمحہ کی بھی دیر کی۔ تو وہ کسی جادوگر کی طرح سچویشن بدلنے پر قادر ہے۔ وہ ایک انتہائی خوفناک۔ انتہائی شاطر' انتہائی چالاک وعیار' حد درجہ ذہین اور خوفناک حد تک مارشل آرٹ کا ماہر ہے۔ یہ اس کی کم سے کم تعریف ہے اوور۔' کرنل ہیمرخ نے کہا۔

''حیرت ہے......... آپ جیسا شخص اس کی اتنی تعریف کر رہا ہے۔ اب اس کا خاتمہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے' اوور'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''ہاں......... پوری طرح سے ہوشیار رہنا۔ اور فارمولا جیسے ہی پروفیسر پاس کرے' مجھے فوری طور پر اطلاع دے دینا۔ اوور'' کرنل ہیمرخ نے کہا۔

''ٹھیک ہے کرنل.........ایسا ہی ہوگا۔اوور'' بلیک ڈاگ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

اب اس کے چہرے پر علی عمران کے متعلق تشویش کے آثار موجود تھے۔وہ اسرائیل کی ریڈ آرمی کی بے پناہ طاقت اور وسائل کو اچھی طرح جانتا تھا اور جب ریڈ آرمی کا سربراہ کسی شخص کا تعارف اس انداز سے کرائے تو یقیناً وہ شخص حیرت انگیز صلاحیتوں کا ملک ہوگا۔ اور اب اسے اپنے آدمیوں کی طرف سے اطلاع کا انتظار تھا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جو ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ کمرے کی انتہائی دیوار کے ساتھ لوہے کی بڑی بڑی کرسیاں ایک قطار کی صورت میں موجود تھیں۔ ان کرسیوں کے پائے فرش میں نصب تھے۔ انہی کرسیوں میں سے ایک پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے ایک کرسی چھوڑ کر جوانا اور آخری کرسی پر ڈاکٹر داور موجود تھے جوانا اور ڈاکٹر داور کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ وہ بے ہوش تھے۔ عمران جیسے ہی کرسی پر بیٹھا۔ اس کا جسم کرسی کے ساتھ چپک گیا تھا۔ اور اب وہ اٹھنا بھی چاہتا تو نہ اٹھ سکتا تھا۔ اسے کرسی پر بٹھانے والے واپس

چلے گئے تھے۔اور ہال میں اب ان تینوں کے سوااور کوئی شخص موجود نہ تھا۔

عمران نے ان کے جاتے ہی اپنے بوٹ کی ایڑی کو زور سے فرش پر مارا۔تو اس کے بوٹ کی ٹو سے ایک باریک سی نالی کا سرا باہر نکل آیا۔عمران کی نظریں ہال کے سامنے والی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر جمی ہوئی تھیں۔جس پر سرخ رنگ کے بٹنوں کی ایک قطار نظر آرہی تھی۔یہ بٹن بینجو سٹائل تھے۔جو اوپر نیچے دبتے تھے۔عمران نے ایک شخص کو اس وقت بٹن دباتے دیکھا تھا۔جب عمران کو کرسی پر بٹھایا جارہا تھا اور وہ بات سمجھ گیا تھا کہ اس بٹن کے دبنے کی وجہ سے ہی لوہے کی کرسی میں وہ مقناطیسی قوت پیدا ہوگئی تھی جس نے اسے چپکا رکھا تھا۔اس قطار میں دو اور بٹن بھی دبے ہوئے نظر آرہے تھے۔ چنانچہ اس نے ہال خالی ہو جانے کو غنیمت سمجھا اور فوراً ہی ایکشن میں

آ گیا۔ جیسے ہی اس کی بوٹ کی ٹو میں باریک نالی باہر کو نکلی اس نے بوٹ کو دائیں سائیڈ پر زور سے مارا۔ اور پھر اس نے انداز ے کے مطابق اپنا پیر کو ذرا سا اوپر کو اٹھا کر دوسرے پیر کو پہلے پیر کی ایڑی کی پشت پر زور سے مارا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور باریک نالی میں سے کوئی کیپسول نما چیز نکل کر پوری رفتار سے اڑتی ہوئی اس سوئچ بورڈ سے ٹکرائی۔ لیکن وہ اس بٹن سے ذرا سی اونچی جا کر ٹکرائی تھی۔ اور ٹکراتے ہی وہ ریزہ ریزہ ہو کر نیچے گری اور پھر دھوئیں کی صورت میں غائب ہو گئی۔

عمران نے بوٹ کی ٹو کو معمولی سا نیچے کیا۔ اب اسے اندازہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے دوسری بار بوٹ کی ایڑی پر دوسرے پیر کی ٹو ماری۔ اور کٹک کی آواز سے دوسرا کیپسول اس باریک نالی سے نکلا اور بار وہ ٹھیک بٹن کے اوپر والے حصے پر جا کر لگا۔ اور پھر اس کا حشر

بھی پہلے کیپسول جیسا ہوا۔ وہ ریزہ ریزہ ہو کر نیچے گرا اور دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا۔

عمران نے اپنے جسم کو حرکت دی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ کرسی میں موجود مقناطیسی قوت اب غائب ہو چکی تھی اور وہ کرسی کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس کا مطلب ہے کی کیپسول صحیح جگہ پر لگا تھا اور اس نے بٹن کو اوپر سے دبا کر اسے آفا کر دیا تھا۔ عمران نے اس بار پیر کو ٹیڑھا کر کے بائیں طرف فرش پر مارا اور پھر ایڑی کو واپس فرش پر مار دیا۔ اور ٹو سے نکلی ہوئی باریک سی نال اب غائب ہو گئی تھی اور اب وہ ایک عام سا بوٹ تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا۔ اور پھر ایک گینڈے سی جسامت کا شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے

اندر داخل ہوئے۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں قطار کی صورت میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ جب کہ وہ گینڈے نما شخص سیدھا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ وہ عمران کو گھور کر دیکھ رہا تھا۔

عمران کے چہرے پر گینڈے نما شخص کے اندر داخل ہوئے ہی حماقتوں کی گہری تہہ چڑھ چکی تھی اور وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آنے والے کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا جائے گینڈے نما شخص عمران سے دو قدم کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔

''تمہارا نام علی عمران ہے.........؟'' گینڈے نما شخص نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''کاش ہوتا.........میں نے یہ سنا ہے کہ علی عمران بڑا عقل مند آدمی ہے۔ اور عقل تو میرے قریب سے بھی نہیں گزری' میں تو عشق کا

بچاری ہوں۔ میں تو بے خطر آتشِ نمرود میں کود پڑتا ہوں۔ جب کہ عقل کوٹھے پر بیٹھی دھوپ سینک رہ جاتی ہے۔'' عمران کی زبان قینچی کی طرح چل پڑی۔ اور چہرے پر موجود حماقتوں کی تہہ کچھ اور گہری ہوگئی تھی۔

''کیا تمہیں زیادہ بولنے کا مرض ہے.........'' گینڈے نما شخص نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ دراصل اسے عمران کی اس بکواس اور چہرے پر چھائی ہوئی حماقتوں کی تہہ دیکھ کر یقین ہوگیا تھا کہ یہ وہ علی عمران ہو ہی نہیں سکتا۔ جس کی تعریف ریڈ آرمی کا کرنل ہیمرخ کر رہا تھا۔ اور شاید یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ ہیمرخ نے عمران کا یہی پہلو اسے نہیں بتایا تھا۔

''ایک مرض.........کمال ہے۔ تمہاری آنکھیں ہیں یا بٹن۔ تم میرے امراض دیکھ ہی نہیں سکتے۔ ارے بھائی گینڈے صاحب میں

تو مجموعہء امراض ہوں۔ حکیم جمیل خان نے صرف میری نبض دیکھ کر اتنے امراض تلاش کر لیے تھے کہ اس کا نام پوری دنیا میں مشہور ہو گیا تھا۔ اگر تمہیں گنتی آتی ہو۔ تو شروع کروں۔ کہو ایک.........'' عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

''رافیل.........'' گینڈے نما شخص نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے مشین گن برداروں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''دیس باس.........'' چار مسلح افراد میں سے ایک نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''اچھا.........تو اسے گنتی آتی ہے.........چلو ایسا ہی سہی.........'' عمران نے فوراً کہا۔

''یہ تم کس احمق کو اٹھا لائے ہو.........'' گینڈے نما شخص نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس.........یہ جوانا کے ساتھ موجود تھا.........ظاہر ہے جوانا کا اس سے کوئی نہ کوئی تعلق تو ہوگا۔ ویسے باس یہ جان بوجھ کر ایسی احمقانہ باتیں کر رہا ہے۔ ورنہ اس کی آنکھیں بتا رہی ہیں۔ کہ یہ ایک انتہائی خطرناک آدمی ہے۔'' رافیل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے.........جوانا اسے پوچھ لیتے ہیں۔ کہ یہ کیا چیز ہے۔ ورنہ میرا خیال تو یہ تھا کہ اس کا خاتمہ ابھی کر دیا جائے۔'' باس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے اس کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر جوانا بے ہوش پڑا تھا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ رافیل.........'' باس نے رافیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس.........'' رافیل نے کہا اور اس نے بڑی پھرتی سے

مشین گن کو اپنے کاندھے سے لٹکایا اور پھر کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک سرنج نکالی۔ جس میں سے سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا اور سوئی پر پلاسٹک کا خول موجود تھا۔ رافیل نے خول ہٹایا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر جوانا کے بازو میں سرنج کی سوئی گھونپ دی اور چند ہی لمحوں بعد وہ سرخ رنگ کا محلول جوانا کے جسم میں انجیکٹ ہو چکا تھا۔

عمران نے جان بوجھ کر مداخلت نہ کی تھی۔ وہ بھی جوانا اور ڈاکٹر داور کے ہوش میں آنے تک حرکت میں نہ آنا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں اتنا وقت نہ مل سکتا تھا کہ وہ بے ہوش افراد کو گھسیٹتا پھرتا۔ اور پھر بے ہوش جوانا کا اٹھانا تو اپنی جگہ کارِ دارد تھا۔

انجکشن لگانے کے بعد رافیل نے سرنج ایک طرف پھینک دی۔ اور خود پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں کے بعد جوانا کے جسم میں ہلکی سی حرکت پیدا ہوئی' اور پھر اس کی گردن ایک جھٹکے سے سیدھی ہوگئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر اپنے دونوں اطراف میں عمران اور ڈاکٹر داور کر دیکھ کر چونک پڑا۔

''جوانا.........تم نے کبھی بلیک ڈاگ کا نام سنا ہے۔'' گینڈے نما شخص نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے جوانا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''بلیک ڈاگ......... ہاں' میں نے سنا ہے کہ بلیک ڈاگ ایک مجرم تنظیم ہے۔ کیوں؟' کیا تم بلیک ڈاگ ہو۔'' جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں اس گینڈے نما شخص کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

''ہاں.........میرا نام بلیک ڈاگ ہے۔ اور اگر تم نے بلیک ڈاگ کا نام سن رکھا ہے تو تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا۔ کہ بلیک ڈاگ اپنے

دشمنوں پر تشدد کرنے کا ماہر ہے۔ بلیک ڈاگ کا نام سنتے ہی پتھر بھی بول پڑتے ہیں۔'' بلیک ڈاگ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

''ہاں .... میں نے سنا ہے کہ بلیک ڈاگ تشدد کا ماہر ہے۔ لیکن تم نے ماسٹر کلرز کا نام سنا ہوگا۔ میں ماسٹر کلرز والا جوانا ہوں۔ اس بات کو یاد رکھنا۔ اب بولو تم کیا چاہتے ہو۔'' جوانا نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو جوانا .... میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ مجھے تو صرف وہ فارمولا چاہئے۔ جو ڈاکٹر داور پاکیشیا سے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''وہ ڈاکٹر داور کے پاس ہوگا .... میرا فارمولے سے کیا تعلق۔'' جوانا نے جواب دیا۔

''ڈاکٹر داور کے پاس اصل فارمولا نہیں تھا۔ جس بلڈنگ میں

تمہیں ٹھہرایا گیا تھا اور جو آدمی تم دونوں کو ایر پورٹ سے لے آئے تھے۔ وہ میرے آدمی تھے۔ ہم نے ڈاکٹر داور کے بیگ سے اس کا فارمولا اڑا لیا تھا اور اس کی جگہ نقلی فارمولا رکھ دیا تھا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ فارمولا بھی نقلی ہے......... اصلی فارمولا کہاں ہے' اس کا پتہ تم بتاؤ گے۔ کیونکہ ڈاکٹر داور کے ساتھ تم آئے تھے۔ اور مجھے یقین ہے کہ حفاظت کے خیال سے تم نے وہ فارمولا خود اپنے پاس رکھا ہوگا۔ تاکہ عین کانفرنس کے وقت وہ فارمولا تم ڈاکٹر داور کے حوالے کر دو۔'' بلیک ڈاگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ مسٹر بلیک ڈاگ......... میں صرف ڈاکٹر داور کی حفاظت کے لیے ساتھ آیا تھا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں پیشہ ور آدمی ہوں۔ میری خدمات کرایہ پر حاصل کی گئی تھیں۔ کیا وہ لوگ اتنے احمق ہوں گے کہ اتنا اہم فارمولا وہ ایک غیر متعلق اور پیشہ

ور آدمی کے حوالے کر دیتے۔'' جوانا نے کسی فلسفی کی طرح دلائل دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وہ فارمولا کہاں ہے'...... لوشار کے اڈے پر سے مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر داور پر تشدد کیا گیا تھا۔ اس نے یہی بتایا تھا کہ فارمولا جوانا کے پاس ہے۔ اور جب تم سے پوچھا گیا۔ تو تم ان لوگوں کو ہلاک کر کے ڈاکٹر داور کو لے کر وہاں سے نکل گئے۔'' بلیک ڈاگ نے کہا۔

''میں نے بھی ڈاکٹر داور سے یہی بات پوچھی تھی......... اس نے یہی بتایا تھا کہ اس نے تشدد سے بچنے کے لیے میرا نام لے دیا تھا۔ ویسے ایک بات بتاؤں فارمولے کے بارے میں ڈاکٹر دور کو بھی علم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے پاکیشیا والوں کو اس بات کا پہلے سے اندازہ ہو گیا تھا کہ فارمولا اڑایا جائے گا۔ اس لیے ہو سکتا ہے۔

انہوں نے فارمولا پاکیشیا میں ہی روک لیا ہو۔ اور کسی مخصوص ذریعے سے وہ عین کانفرنس کے وقت وہ فارمولا ڈاکٹر داور کو پہنچاتے۔" جوانا نے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے......... کانفرنس میں کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہوسکتا۔ فارمولا یا تمہارے پاس ہے یا تمہارے کسی آدمی کے پاس، اور سنو مجھے معلوم ہے کہ تم پر عام تشدد کارگر نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر تمہاری نظروں کے سامنے ڈاکٹر داور پر تشدد کیا جائے تو تم خود بتا دو گے۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری تم نے لی ہوئی ہے۔" بلیک ڈاگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کر کے دیکھ لو........ میں نے تو ڈاکٹر داور کو قاتلانہ حملے سے بچانا ہے۔ ایسی صورت میں تم چاہے اس کی بوٹیاں ہی کیوں نہ اڑا دو۔ مجھے کیا پرواہ ہوسکتی ہے۔" جوانا نے بڑے لاپرواہ سے لہجے

میں جواب دیا۔

"ڈاکٹر کو ہوش میں لاؤ.........'اور رافیل کارروائی شروع کر دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ فارمولا کیسے برآمد نہیں ہوتا۔" بلیک ڈاگ نے غصیلے انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے قریب کھڑے رافیل سے مخاطب ہو کر کہا اور رافیم تیزی سے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے پہلی جیسی دوسری سرنج نکالی اور اس بار سرخ محلول اس نے ڈاکٹر داور کے بازو میں انجیکٹ کر دیا۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے مشین گن دیوار کے ساتھ رکھی اور جیب سے ایک باریک دھار کا خنجر نکال لیا۔

ڈاکٹر داور کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر ان کی گردن سیدھی ہوتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی ان کے حلق سے کراہ سی نکلی' اور انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے گردن پھیر کر ماحول کو

دیکھا۔ان کی آنکھوں میں سرخی چھائی ہوئی تھی۔اور پھر ماحول کو دیکھتے ہی ان کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

کک۔کک........کون ہوتم۔کیا چاہتے ہو۔''انہوں نے اٹکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ڈاکٹر داور.........دیکھو جس طرح تم سائنس کے ماہر ہو۔اسی طرح ہم انسانی جسم کے ریشے علیحدہ کرنے کے ماہر ہیں۔اگر تم اپنے جسم کے ریشے علیحدہ کروانا چاہتے ہو تو ٹھیک' ورنہ بہتر یہی ہے کہ تم ہمیں اصل فارمولا دے دو۔میرا وعدہ ہے کہ تمہارا جسم اور زندگی محفوظ رہے گی۔''بلیک ڈاگ نے نرم لہجے میں کہا۔

''فارمولا........فارمولا میرے بیگ میں تھا۔اور نجانے میرا بیگ کہاں ہے۔''ڈاکٹر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے بیگ میں جو فارمولا تھا وہ جعلی تھا۔ہمیں اصلی فارمولا

چاہیئے بولوں کہاں ہے وہ فارمولا۔'' بلیک ڈاگ نے کے لہجے میں غراہٹ ابھر آئی۔

''تمہیں فارمولا چاہیئے.........ارے تو مجھ سے بات کرو۔ خواہ مخواہ اتنا کھڑاگ پیدا کیا ہے۔ تم نے۔'' اچانک ہی عمران کی آواز سنائی دی' اور اس کی آواز سنتے ہی سب چونک پڑے۔ بلیک ڈاگ تیزی سے اس کی طرف گھوما۔

''فارمولا تمہارے پاس ہے'.........'' اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''ہاں' اور کیا.........اور میرے پاس ایک نہیں ہزاروں فارمولے ہیں۔ بولو تمہیں کس چیز کا فارمولا چاہیے۔ کیل مہاسے دور کرنے والی کریم کا یا کھانسی کے شربت کا۔'' عمران نے بڑے جوشیلے انداز میں جواب دیا تھا۔

اور بلیک ڈاگ جو اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ایک جھٹکے سے رک گیا۔

"اسے گولی مار دو .... گولی مار دو اسے۔" بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے دوسرے مسلح ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھہرو بلیک ڈاگ .... باؤلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم مجھے بتاؤ۔ کہ تم فارمولا حاصل کر کے کیا کرو گے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ آواز میں کہا۔ اور بلیک ڈاگ حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے سے حماقتوں کی تہہ اتر چکی تھی۔

"تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں .... تم مجھے فارمولا دو۔ بلیک ڈاگ نے اس بار مزید آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران سے دو قدم کے فاصلے پر تھا۔

"فارمولا میرے کوٹ کی خفیہ جیب میں ہے .... تم میرا جسم

اس کرسی سے آزاد کرو۔تو میں تمہیں فارمولا نکال کر دے دیتا ہوں۔

عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں خود دیکھ لیتا ہوں.........''رافیل'اس کی تلاشی لی تم نے'

بلیک ڈاگ نے مڑ کر رافیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیس باس.........اچھی طرح تلاشی لی گئی تھی۔''رافیل نے

ڈاکٹر داور سے ہٹ کر بلیک ڈاگ کی طرف آتے ہوئے جواب دیا۔

''تو دیکھو.........'اب یہ کوئی خفیہ جیب بتا رہا ہے۔''بلیک ڈاگ

نے کہا۔

''اور رافیل ہاتھ میں خنجر پکڑے تیزی سے عمران کے قریب آیا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ عمران کے کوٹ میں ہاتھ ڈالتا۔عمران کے جسم

نے جھٹکا کھایا۔اور رافیل جیسے اڑتا ہوا سامنے کھڑے مسلح آدمیوں

سے جا ٹکرایا۔اور عمران اس کے جسم کو جھٹکتے ہی بجلی کی سی تیزی سے

بلیک ڈاگ پر جا پڑا۔ دوسرے ہی لمحے بلیک ڈاگ کا گینڈے جیسا جسم عمران کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا اور وہ اسکے سینے سے لگا کھڑا تھا۔

''خبردار.........اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس ڈاگ کی گردن توڑ دوں گا۔'' عمران نے چیختے ہوئے کہا اور رائفل سمیت باقی افراد ساکت ہو گئے۔

اسی لمحے بلیک ڈاگ کا جسم پھڑ پھڑایا۔ وہ شاید حیرت کے طلسم سے اب سنبھلا تھا۔ اور پھر اس نے نیچے جھک کر عمران کو اپنے سر کے اوپر سے اچھالنا چاہا۔

ایک لمحے کے لیے عمران کو یہی محسوس ہوا کہ اس کے پیر زمین سے اکھڑ جائیں گے۔ بلیک ڈاگ کے جسم میں واقعی گینڈے جیسی طاقت تھی۔ لیکن مقابل میں عمران تھا۔ جس کے پیر کرنل فریدی جیسا

آدمی بھی نہ اکھاڑ سکا تھا۔ بلیک ڈاگ بھلا کرنل فریدی کے سامنے کیا حیثیت رکھتا تھا۔ بلیک ڈاگ جب اپنے ارادے میں ناکام رہا۔ تو اس نے تیزی سے گھومنے کی کوشش کی۔ عمران نے اس کے جسم کو زور سے دھکیلا۔ اور پھر وہ اسے یوں دھکیلتا ہوا اس کے ساتھیوں کی طرف لیے گیا۔ جیسے وہ دونوں عالمی ریس میں حصہ لے رہے ہوں۔ عمران نے جان بوجھ کر اپنا رخ اس سوئچ بورڈ کی طرف رکھا تھا۔ جس پر وہ سرخ رنگ کے بٹن موجود تھے اور پلک جھپکنے میں اس سوئچ بورڈ تک پہنچ گیا۔ سوئچ بورڈ کے سامنے کھڑا ہوا مسلح آدمی انہیں تیزی سے آتا دیکھ کر پلٹا۔ عمران سوئچ بورڈ کے قریب پہنچتے ہی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سر زور سے سوئچ بورڈ پر اس جگہ مارا جہاں ڈاکٹر داور اور جوانا والی کرسیوں کے بٹن دبے ہوئے تھے۔ کٹک کی آواز سنائی دی اور عمران نے دوسرے لمحے جوانا کو حرکت

میں آتے دیکھ لیا۔عمران نے پھرتی سے بلیک ڈاگ کو زور سے دھکا دے کر آگے کی طرف دھکیلا اور پھر جھپٹ کر اس نے اس آدمی کی مشین گن اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ جو پہلے سوئچ بورڈ کے سامنے کھڑا تھا۔اب یہ اس کی حماقت تھی کہ ہٹنے کے بعد وہ دور جانے کی بجائے قریب ہی رکا رہا۔

یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا کہ عمران کے ہاتھوں میں مشین گن آنے تک وہ سب اس بدلتی ہوئی صورت حال کو سمجھ ہی نہ سکے اور دوسرے لمحے عمران کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں اور پھر رافیل اور اس کے تین ساتھی مردہ چھپکلیوں کی طرح پٹ پٹ زمین پر گرتے چلے گئے۔ جب کہ بلیک ڈاگ کو جوانا نے سنبھال لیا تھا۔وہ کرسی سے آزاد ہوتے ہی بلیک ڈاگ پر جھپٹ پڑا تھا۔اس نے زوردار ٹکر بلیک ڈاگ کے سینے پر ماری اور

بلیک ڈاگ چیختا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا۔ اور جوانا نے اسے گردن سے پکڑ کر یوں اٹھالیا جیسے وہ کوئی بونا ہو۔ مگر دوسرے لمحے جوانا لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ بلیک ڈاگ کی دونوں لاتیں اس کے پیٹ پر پوری قوت سے پڑی تھیں اور جوانا کی گرفت سے بلیک ڈاگ آزاد ہو گیا۔

”جوانا.........بھئی یہ ڈاگ ہے۔ اور اسے کتے کی موت ہی مرنا چاہئیے“.........عمران کی آواز ہال میں گونجی۔

”یس ماسٹر.........جوانا نے کہا اور پھر اس نے بلیک ڈاگ پر حملہ کر دیا۔ ادھر بلیک ڈاگ بھی اب پوری طرح سنبھل گیا تھا۔ اس لیے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے دو پہاڑ آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ بلیک ڈاگ نے بڑے ماہرانہ انداز میں جوجٹو کا خوفناک داؤ جوانا کی پسلیوں پر کیا۔ اور جوانا کے حلق سے بے اختیار کراہ نکل گئی۔ لیکن

دوسرے ہی لمحے بلیک ڈاگ کے حلق سے چیخ بلند ہوئی۔ جوانا نے جواب میں اس کے چہرے پر زوردار پنچ رسید کیا تھا۔ یہ پنچ اتنا زوردار تھا کہ بلیک ڈاگ کا جسم بھی اس کے چہرے کے ساتھ گھوم گیا۔ اور اس کا جسم گھومتے ہی جوانا نے اچھل کر اس کے پہلو پر لات رسید کی۔ اور بلیک ڈاگ چیختا ہوا اس طرف بھاگتا چلا گیا جدھر ڈاکٹر داور ابھی تک لوہے کی کرسی پر بیٹھے حیرت بھرے انداز میں یہ عجیب وغریب کھیل دیکھ رہے تھے اور پھر جوانا اور عمران کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسے بھی ہوسکتا ہے۔

کیونکہ اس سے پہلے کہ وہ سمجھتے بلیک ڈاگ نے بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر داور کو پکڑ کر اپنے سامنے کرلیا۔ ڈاکٹر داور کا بوڑھا جسم اس کے مضبوط بازوؤں میں جکڑا ہوا یوں پھڑپھڑا رہا تھا۔ جیسے کسی باز کے پنجوں میں کوئی چڑیا پھڑپھڑاتی ہو۔

''پھینک دو گن فوراً........... پھینک دو۔ ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔'' بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر داور کی گردن پر اپنے لپٹے ہوئے بازو کو جھٹکا دیا تو ڈاکٹر داور کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ ان کے چہرے پر شدید ترین تکلیف کے آثار ابھر آئے تھے اور ان کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں۔

اور عمران نے مشین گن نیچے پھینک دی۔ ظاہر ہے وہ ڈاکٹر داور کو داؤ پر نہ لگا سکتا تھا۔

''اب ادھر کونے میں کھڑے ہو جاؤ..........'' بلیک ڈاگ نے چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران نے جوانا کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے ایک کونے میں کھسکتے چلے گئے۔

جوانا کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔اس کی حماقت کی وجہ سے ہی ساری سچویشن بدل گئی تھی۔

بلیک ڈاگ ڈاکٹر داور کو گھسیٹتا ہوا اس طرف لے گیا۔جدھر اس کے آدمیوں کی لاشیں اور مشین گنیں پڑی ہوئی تھیں۔

عمران جانتا تھا کہ مشین گن اٹھاتے ہی بلیک ڈاگ نے ان پر فائر کھول دینا ہے۔اس لیے اس نے ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن شاید جوانا اس سے پہلے ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی بلیک ڈاگ لاشوں کے قریب پہنچ کر فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھانے کے لیے جھکا۔جوانا وحشی سانڈ کی طرح دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔فاصلہ چونکہ زیادہ تھا۔اس لیے وہ ابھی درمیان ہی میں تھا کہ بلیک ڈاگ کا ہاتھ مشین گن پر پڑ گیا۔لیکن جوانا کے اچانک دوڑ پڑنے کی وجہ سے اس نے زیادہ تیزی سے مشین گن

اٹھانے کے لیے ڈاکٹر داور کو ایک طرف جھٹک دیا۔ لیکن جیسے ہی مشین گن اٹھا کر وہ سیدھا ہوا۔ جونا اس کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ لیکن اب بھی اتنا فاصلہ موجود تھا۔ کہ جوانا کا جسم گولیوں سے بھونا جا سکتا تھا۔ اور عمران نے دانت بھینچ لیے کیونکہ اب جوانا کے بچ جانے کا کوئی چانس باقی نہ رہا تھا۔ مگر اسی لمحے ڈاکٹر داور نے اچانک کام دکھایا۔ انہوں نے بلیک ڈاگ کا ہاتھ پکڑ کر اسے یکلخت اوپر اٹھا دیا تھا اور گولیوں کی بوچھاڑ چھت سے جا ٹکرائی۔ دوسرے لمحے جوانا بلیک ڈاگ سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ اور اسے دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار تک لے گیا۔ اور پھر اس نے برق کی سی رفتار سے اس کا وہ بازو جس میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور بلیک ڈاگ جیسے اڑتا ہوا ہال کے درمیان میں آ گرا۔ اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گری۔

''زندہ باد ڈاکٹر داور.........آپ نے جوانا کو بچالیا۔'' عمران نے نعرہ مارتے ہوئے کہا۔

بلیک ڈاگ نے فرش پر گر کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن جوانا کے سر پر وحشت سوار ہو چکی تھی' اس نے جھک کر اٹھتے ہوئے بلیک ڈاگ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور جس طرح دھوبی کپڑے کو پٹختے ہیں اس نے بلیک ڈاگ کے بھاری بھرکم جسم کو سر کے اوپر سے اٹھا کر سر کے بل فرش پر دے مارا۔ بلیک ڈاگ کے حلق سے ایک کریہہ چیخ نکلی ور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ جوانا نے اسے پھینکتے ہی پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر اپنے بوٹ کی ٹھوکر ماری اور بلیک ڈاگ کے حلق سے غرغراہٹ نکلی۔ جوانا نے جھپٹ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑیں۔ اور پھر وہ اس کے بھاری بھرکم جسم کو ایک دائرے کی صورت میں گھماتا ہوا دیوار کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے ہی لمحہ بلیک ڈاگ کا سر ایک

دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا اور اس بار بلیک ڈاگ کراہ بھی نہ سکا اس کی کھوپڑی ریزوں میں تبدیل ہوگئی اور دماغ کے چیتھڑے دیوار سے چمٹ کر لرزتے نظر آنے لگے .... بلیک ڈاگ ختم ہو چکا تھا۔ اور جوانا نے اس کے جسم کو اس طرح حقارت آمیز انداز میں ایک طرف جھٹک دیا جیسے وہ انسان کی بجائے واقعی کسی کتے کی لاش ہو۔

''مشین گن اٹھا لو جوانا .... اور ڈاکٹر صاحب آپ بھی ایک مشین گن اٹھا لیں۔ اب ہمیں باہر نکلنا ہے۔'' عمران نے جوانا اور ڈاکٹر داور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مگر .... مجھے تو اسے چلانا ہی نہیں آتا۔'' ڈاکٹر داور نے پریشان لہجے میں کہا۔

''انگلی چلانی تو آتی ہے ناں .... بس ٹریگر پر انگلی چلاؤ باقی مشین گن خود بخود چل پڑتی ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر

داور کو جواب دیا۔

اور پھر وہ اس دروازے کی طرف بڑھا۔ جس سے بلیک ڈاگ اور اس کے ساتھی اندر آئے تھے فولادی دروازہ مضبوطی سے بند تھا۔ کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لیے دروازے کے درمیان کوئی جھری نظر نہ آ رہی تھی۔

عمران نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ سے دروازہ کھلا اور عمران اچانک دروازہ کھلنے کہ وجہ سے ایک دھماکے پشت کے بل فرش پر گرا۔ مگر اسی لمحہ اس کے پیچھے کھڑے جوانا نے فائر کھول دیا۔ اور دروازے میں نظر آنے والا ایک لمبا تڑنگا جوان جو حیرت سے عمران کو گرتے اور جوانا اور ڈاکٹر داور کو یوں کھڑے دیکھ رہا تھا۔ گولیوں کی باڑ پر چیختا ہوا راہداری کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا اور نیچے گر پڑا۔ اور جوانا فائر کرتے ہوئے عمران

کے اوپر سے ہوتا ہوا راہداری میں آ گیا راہداری کا اختتام ایک اور دروازے پر ہوا تھا جو بند تھا۔ عمران بھی اٹھ کر اس کے پیچھے دوڑا اور پھر دروازے کے پاس پہنچ کر دونوں ہی رک گئے۔ ڈاکٹر داور بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ انہوں نے مشین گن کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا جیسے وہ خود اس سے خوفزدہ ہوں۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازے سے کان لگا دیئے۔ انہیں دوسری طرف چند لوگوں کے چلنے پھرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے تالے کے سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ دوسری طرف ایک کھلا برآمدہ تھا۔ جس کے سامنے پورچ میں ایک سرخ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ جب کہ پیچھے وسیع و عریض لان اور سامنے پھاٹک نظر آ رہا تھا۔

عمران نے مڑ کر جوانا کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر

دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کراس نے یوں دروازہ کھولا۔ جیسے اپنا آدمی باہر آرہا ہو۔ دوسرے لمحے عمران اور جوانا بیک وقت مشین گنیں سنبھالے باہر برآمدے میں اچھل کر پہنچے اور پھر دونوں نے دونوں سمتیں سنبھالیں۔

وہاں برآمدے میں چار افراد موجود تھے۔ جن میں سے تین ایک طرف اور ایک دوسری طرف تھا۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس طرح بھی مشین گنیں سنبھالے کوئی آسکتا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر اپنے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گنیں ہاتھوں میں لیتے برآمدہ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔ اور پھر گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ان کی چیخیں بھی شامل ہوگئیں۔

''آیئے ڈاکٹر......... جلدی۔'' عمران تیزی سے کار کی طرف دوڑا۔ اس نے تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اسی لمحے

جوانا اور ڈاکٹر داور بھی دوڑتے ہوئے کار کے پاس پہنچے۔ جوانا نے جلدی سے پچھلا دروازہ کھولا اور پہلے ڈاکٹر کو اندر دھکیلا اور پھر خود بھی اچھل کر بیٹھ گیا۔ عمران پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے ہوئے تھا۔ اس نے اگنیشن میں موجود چابی گھمائی اور دوسرے ہی لمحے کار کا انجن جاگ اٹھا اور اک جھٹکے سے کار مڑی اور پھر پھاٹک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

پھاٹک کے قریب جا کر عمران نے کار روکی اور جوانا اچھل کر باہر آیا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر نے زوردار چیخ ماری اور اس کا سر اگلی سیٹ کی پشت سے ٹک گیا۔ کار کا پچھلا شیشہ کرچیوں میں تبدیل ہو کر کار کی سیٹوں پر بکھر گیا تھا۔

جوانا نے کار کی اوٹ لے کر فائر کھول دیا۔ اور پھر دور برآمدے

میں چیخ کے ساتھ کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔اور پھر دور برآمدے میں چیخ کے ساتھ کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔اور دوسرے لمحہ جوانا نے بھاگ کر پھاٹک کا بڑا کنڈہ ہٹایا اور پھر ایک جھٹکے سے پھاٹک کھول دیا۔عمران نے پھاٹک کھلتے ہی کار کو آگے بڑھایا اور جوانا پچھلی سیٹ پر کود کر بیٹھا۔مگر اس سے پہلے کہ عمران کار باہر نکال کر دوڑاتا۔ایک بار پھر انہیں اپنے پیچھے گولیوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور اس بار گولیاں کار کے پچھلے خالی حصے سے گزر کر ونڈ سکرین توڑتی چلی گئیں۔عمران نے دوسرے لمحے کار کو پھرتی سے دائیں طرف موڑا۔اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا' اس نے رفتار یک لخت تیز کر دی تھی۔لیکن ونڈ سکرین نہ ہونے کے باوجود کار کی سٹریم لائننگ کچھ اس قسم کی تھی کہ ہوا کار بونٹ سے ٹکرا کر سیدھی چھت سے ہوتی ہوئی اوپر اٹھ جاتی تھی۔اور عمران کو ذرا برابر بھی

محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ بغیر ونڈ سکرین کی کار میں بیٹھا ہوا ہے۔

''ڈاکٹر کی کیا پوزیشن ہے.........؟'' عمران نے تیزی سے کار کو ایک چوک پر موڑتے ہوئے پوچھا۔

''ڈاکٹر کی پشت میں گولی لگ گئی ہے.........اس کی حالت خطرناک ہے۔'' جوانا نے کہا۔

''اوہ.........'' عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔اور کار کو اور زیادہ تیز کر دیا۔وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔کہ مجرموں نے کار کے ٹائر برسٹ کرنے کی بجائے اوپر گولیاں کیوں چلائیں۔چنانچہ اس نے سب خیالات جھٹک دیئے اور کار کو مختلف سڑکوں پر گھماتا ہوا تھوڑی دیر کے بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گیا جس پر نتا شا بار موجود تھا۔ اس نے کار نتا شا بار کے کمپاؤنڈ میں روکی اور پھر اچھل کر باہر آ گیا۔

''جلدی کرو جوانا.........ڈاکٹر داور کو اٹھا کر لے آؤ۔'' عمران

نے تیز لہجے میں کہا۔اور جوانا نے سر ہلاتے ہوئے باہر نکل کر ڈاکٹر داور کو باہر گھسیٹا اور پھر کندھے پر اٹھا لیا۔

عمران تیزی سے بار کے دروازے کی طرف دوڑا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا۔عمران نے ایک لمحے کے لیے مڑ کر کار کی طرف دیکھا۔اسے اچانک ایک خیال آ گیا تھا۔اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔کار کے ٹائروں کے سامنے فولادی شیڈ موجود تھے۔

اب وہ سمجھ گیا کہ مجرموں نے ٹائروں پر گولیاں کیوں نہیں چلائی تھیں۔ظاہر ہے جب اگلے ٹائروں پر شیڈ تھے تو یقیناً پچھلے ٹائروں پر بھی فولادی شیڈ موجود ہوں گے۔بار کے ہال میں داخل ہوتے ہی عمران تیزی سے اس گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔جدھر نتاشا کا دفتر تھا۔ہال میں موجود افراد حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔کاؤنٹر پر وہی سوکھا سڑا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔جسے نتاشا بجلی کہہ رہا تھا۔

''نتاشا ہے دفتر میں ....؟'' عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے پوچھا۔

''اوہ ....آپ، ہاں باس ہیں۔'' اس نوجوان نے عمران کو پہچانتے ہوئے کہا۔

اور عمران دوڑتے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ گیلری کے آخری کونے میں موجود نتاشا کے دفتر کے پاس پہنچتے۔ دفتر کا دروازہ کھلا اور نتاشا تیزی سے باہر نکلا۔

''اوہ .... پرنس۔'' نتاشا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نتاشا' ....میرا ساتھی شدید زخمی ہے۔ فوراً کسی ماہر ڈاکٹر کو بلاؤ، جلدی۔' اس کا آپریشن ہوگا۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''آپریشن ....اوہ.....آیئے ساتھ والی بلڈنگ میں پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ ادھر سے آیئے۔'' نتاشا نے گیلری کے

اختتام والے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے دروازہ کھولا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے دروازہ پار گئے۔

دوسری طرف ایک برآمدہ تھا۔ نتاشا آگے دوڑتا ہوا جا رہا تھا، برآمدے کے اختتام پر وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جب عمران اور جوانا ڈاکٹر داور کو اٹھائے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر کو کرسی سے اُٹھتے ہوئے دیکھا۔ یہ کمرہ شاید ڈاکٹر کا کلینک تھا۔ کیونکہ وہاں کافی مریض بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

''جلدی کرو ڈاکٹر.........اِٹ اِز ایمرجنسی۔ فوراً دیکھو'' نتاشا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک.........کیا ہوا؟'' ڈاکٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے

میں پوچھا۔

”انہیں پشت میں گولی لگی ہے........جلدی آپریشن کریں۔“
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”آوہ........اچھا........ادھر آیئے۔ادھر میرا آپریشن روم ہے۔“ڈاکٹر نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک گیلری پار کر کے وہ ایک جدید قسم کے آپریشن تھیٹر میں پہنچ گئے۔ جوانا نے کندھے پر اٹھائے ڈاکٹر داور کو بیڈ پر الٹا لٹا دیا۔اور ڈاکٹر اس پر جھک گیا۔ڈاکٹر کے دوسرے معاون بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر ڈاکٹر نے تیز لہجے میں آپریشن کی تیاری کا حکم دیا۔

”مریض کی حالت بے حد خراب ہے۔آپ لوگ باہر رکیں۔ میں آپریشن کرتا ہوں۔آپ دعا کریں۔“ڈاکٹر نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے عمران،نتاشا اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ جوانا......... باہر چلیں .... ڈاکٹر صاحب' یہ مریض بہت بڑا سائنس دان ہے۔ بین الاقوامی سائنس دان .... اس کی زندگی ساری دنیا کی زندگی ہے۔ کوئی کوتاہی نہ ہو۔" عمران نے جوانا کے بعد ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ...." ڈاکٹر رحمٰن نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران ڈاکٹر کے اس اعتماد کو دیکھتے ہوئے سر ہلاتا ہوا آپریشن تھیٹر سے باہر آ گیا۔

"پرنس .... ڈاکٹر رحمٰن اس ملک کے سب سے ماہر سرجن ہیں۔ اور پھر مریض میں لے کر آیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔" نتاشا نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے سر ہلا دیا۔

اس نے خود بھی ڈاکٹر داور کی حالت دیکھ لی تھی۔ اور ان کی حالت واقعی بے حد تشویش ناک تھی۔ کیونکہ زخم سے خون بہہ چکا تھا اور نبض مدھم ہو چکی تھی۔

"آؤ پرنس........ میرے دفتر میں چلو۔ اطلاع وہیں پر مل جائے گی۔" نتاشا نے عمران کو خاموش دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم جوانا کو لے جاؤ........ اس کے کپڑوں پر خون لگا ہوا ہے اس کے لیے دوسرے کپڑوں کا بندوبست کرو۔ میں ڈاکٹر داور کے آپریشن تھیٹر سے باہر آنے کے بعد ہی آؤں گا۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے........ آیئے مسٹر جوانا چلیں۔" نتاشا نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا

اور عمران کے اشارے پر جوانا اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جب

کہ عمران ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتا ہوا آپریشن تھیٹر کے باہر ٹہلنے لگا۔
اس کی نظریں بار بار آپریشن تھیٹر کے بند دروازے کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔

جوڈش عقبی دیوار کو پھلانگ کر جیسے ہی عقبی گلی میں کودا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا کوٹھی کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی سڑک پر آیا۔ اس نے دیکھا کہ پھاٹک پر ایک مسلح نوجوان کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا ہے۔ سرخ رنگ کی کار غائب ہو چکی ہے۔ جوڈش فوراً اس مسلح نوجوان کے سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ وہیں رکا رہا۔ چند لمحوں بعد نوجوان اندر کوٹھی میں چلا گیا۔ تو وہ تیزی سے سڑک کراس کر کے ایک طرف کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اس نے کار کو پھاٹک سے دائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ اس لیے اس نے کار میں

بیٹھتے ہی اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھایا۔

کار چونکہ پہلے ہی دائیں طرف رخ کیے کھڑی تھی۔ اس لیے اس کے موڑنے کی بھی ضرورت نہ پڑی اور وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند ہو چکا تھا۔ جوڈش کی کار اسے کراس کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی سڑک آگے جا کر موڑ کاٹ گئی تھی۔ جوڈش بھی موڑ کاٹتا ہوا تیزی سے کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ لیکن آگے ایک چوک تھا۔ جہاں سے مختلف سمتوں میں سڑکیں نکلتی تھیں' اب جوڈش کو یہ معلوم نہ تھا کہ سرخ کار کس طرف کو گھومی ہے' اس لیے وہ اندازاً ہی ایک طرف مڑ گیا۔ لیکن پھر مختلف سڑکوں پر چکرانے کے باوجود سرخ رنگ کی کار اسے کہیں نہ ملی۔ تو اس نے ایک بار پھر راشیل کی خدمات حاصل کرنے کے متعلق سوچا۔ چنانچہ اس نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ برآمدہ کراس کرتا ہوا کیفے میں

داخل ہو گیا۔ کیفے کے ہال میں کافی افراد موجود تھے۔ایک طرف کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

''مجھے ایک ضروری فون کرنا ہے۔'جوڈش نے کاؤنٹر پر پہنچ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کر لیجئے.........''لڑکی نے اس کی طرف فون بڑھاتے ہوئے کہا۔اور جوڈش نے جلدی سے رسیور اٹھا کر راشیل کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

''یس.........راشیل سپیکنگ۔''رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے راشیل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''میں جوڈیش بول رہا ہوں.........''جوڈیش نے آہستہ آواز میں کہا۔اس کی نظریں کاؤنٹر گرل پر جمی ہوئی تھیں۔ جو کوئی رجسٹر کھولے اس میں اندراج کرنے میں مصروف تھی۔

''او ہ جو ڈش کیا ہوا.........کیا کا ر وہاں نہیں ملی۔'' را شیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''کا ر وہاں موجود تھی.........لیکن وہ میرے وہاں پہنچتے ہی وہاں سے نکل گئی ہے۔ میں نے اسے بے حد تلاش کیا ہے۔لیکن وہ مجھے نہیں ملی۔اس لیے دو بارہ کام کرو۔اور اسے ڈھونڈ کر مجھے بتاؤ۔مگر اس بار وقت کم لینا۔ بہت ضروری مسئلہ ہے۔پہلے کام کی رقم میں نے تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرادی ہے۔'' جو ڈش نے کہا۔

''ہاں.........مجھے اطلاع مل گئی ہے۔شکریہ ٹھیک ہے میں کام شروع کر دیتا ہوں۔تم پندرہ منٹ کے بعد مجھے فون کر لینا۔'' راشیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے.........'' جو ڈش نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر کاؤنٹر گرل کی طرف بڑھایا۔اور

خود ایک خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ظاہر ہے اب پندرہ منٹ اسے وہیں انتظار کرنا تھا۔ ویٹر کو اس نے وہسکی لانے کے لیے کہا اور پندرہ منٹ تک وہ بڑی بے چینی کے عالم میں وہسکی پیتا رہا۔ اس کی نظریں بار بار اپنی گھڑی پر پڑتی تھیں' اور پھر ابھی پندرہ منٹ پورے ہونے میں کچھ سیکنڈ باقی رہتے تھے کہ وہ اٹھ کر تیزی سے دوبارہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

''میں ایک اور فون کرنا چاہتا ہوں.........'' جوڈش نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ.........یس۔'' کاؤنٹر گرل نے کاروباری انداز میں مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے کہا اور جوڈش نے شکریہ کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس.........راشیل سپیکنگ ۔'' دوسری طرف سے راشیل کی آواز سنائی دی۔

''جوڈش بول رہا ہوں.........کیا رپورٹ ہے؟'' جوڈش نے بے چین لہجے میں کہا۔

''اوہ جوڈش.........تم خوش قسمت ہو۔اس کار کا پتہ تو تین منٹ میں ہی لگ گیا تھا۔ یہ کار تمہارے فون کرنے سے تھوڑی دیر پہلے نتاشا بار میں پہنچی، اس میں سے ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان جو اپنے آپ کو پرنس کہتا ہے۔ایک طویل القامت حبشی اور ایک بوڑھا ایشیائی باہر آئے۔ بوڑھا ایشیائی شدید زخمی تھا۔اس کی پشت سے خون بہہ رہا تھا۔اس کی حالت نازک تھی، اسے حبشی نے اٹھایا ہوا تھا۔وہ بار کے مالک اور مشہور غنڈے نتاشا کے دفتر کی طرف گئے ہیں۔کار ابھی تک نتاشا بار کے باہر موجود ہے۔'' راشیل نے تفصیل سے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اوہ.........تمہیں اتنی زیادہ معلومات کیسے حاصل ہو گئیں۔''

جوڈش نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ایک آدمی وہیں نتاشا بار میں موجود تھا۔ چنانچہ جب میں نے کام کے لیے سب کو کال کیا۔ تو اس نے فوراً ہی تفصیلات بتا دیں۔ اس بار کام اور زیادہ مختصر ثابت ہوا ہے۔ اس لیے پانچ سو ڈالر صرف۔'' راشیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''او۔ کے.........شکریہ' پہنچ جائیں گے۔'' جوڈش نے کہا اور اس نے کریڈل دبا کر دوبارہ اپنے بنک کو کال کیا اور پھر پہلے کی طرح دوبارہ سے کوڈ بتا کر پانچ سو ڈالر راشیل کے بینک کے مخصوص اکاؤنٹ میں جمع کرنے کی ہدایت دے کر اس نے رسیور رکھا اور ایک بڑا نوٹ نکال کر کاؤنٹر گرل کی طرف بڑھا دیا۔ اور اسے فون کالز کے

ساتھ ساتھ اپنے آرڈر کی رقم بھی کاٹ لینے کے لیے کہا۔

کاؤنٹر گرل نے کیش میمو دیکھ کر اس کا بل اور فون کالز کی رقم کاٹی۔ اور اتنی رقم ایک چھوٹی ٹرے میں رکھ کر جوڈش کی طرف بڑھا دی۔ جوڈش نے دس ڈالر کا نوٹ ٹپ کے طور پر اس ٹرے میں چھوڑا اور باقی رقم کو جیب میں ٹھونستا ہوا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے سے باہر نکل آیا۔

اب اس کی کار کا رخ نتاشا بار کی طرف تھا۔ اسے راشیل کی رپورٹ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ جوانا ڈاکٹر داور کو بھی نکال لایا ہے اور یہ کہ ڈاکٹر زخمی بھی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر داور یقیناً کسی ہسپتال میں منتقل کیا جائے گا۔ کیونکہ بار میں تو ظاہر ہے اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اب وہ سوچ رہا تھا کہ نتاشا بار میں پہنچ کر سب سے پہلے وہ اس بات کا پتہ چلائے ک ڈاکٹر داور کا علاج کہاں کیا جا

رہا ہے۔ یہی سوچتا ہوا وہ نتاشا بار کے سامنے پہنچ گیا۔ سرخ کار وہاں موجود تھی' اس کا پچھلا شیڈ اور ونڈ سکرین دونوں غائب تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ ان گولیوں کا نتیجہ ہوگا۔ جو پھاٹک کے قریب برآمدے میں سے کار پر چلائی جا رہی تھیں۔ اس نے اپنی کار ایک طرف روکی۔ اور پھر ڈیش بورڈ کے نچلے حصے میں بنے ہوئے ایک خانے کو کھولا۔ اور اس میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکال کر اس نے میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ یہ مختصر ترین میک اپ تھا۔ سنہرے رنگ کی ڈاڑھی' ناک کے نتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے سپرنگ' سر پر گھنگھریالے بالوں کی وگ' اور گال پر مصنوعی زخم کا نشان لگا کر جب اس نے آنکھوں پر موٹے سیاہ فریم والی عینک لگائی۔ تو اس کا حلیہ یک سر بدل چکا تھا۔ اس نے یہ میک اپ اس لیے کیا تھا کہ جوانا اسے فوری طور پر نہ پہچان سکے۔ میک اپ مکمل کرنے کے بعد وہ کار سے اترا اور پھر تیز

تیز قدم اٹھاتا۔ہال میں داخل ہو گیا۔۔بار کے ہال میں مختلف طبقوں کے افراد کا خاصا رش تھا۔طوائف ٹائپ کی عورتیں بھی مختلف میزوں پر نظر آ رہی تھیں ۔کاؤنٹر پر ایک سوکھا سڑا سا نوجون کھڑا نظر آ رہا تھا۔

جوڈش نے غور سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ایک کونے میں موجود خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔یہ میز باقی میزوں سے ہٹ کر ایک طرف موجود تھی'اس کے وہاں بیٹھتے ہی ایک غنڈہ ٹائپ ویٹر اس کے سر پر پہنچ گیا۔

''وہسکی لاؤ.........'' جوڈش نے جیب سے دس ڈالر کا نوٹ نکال کر ویٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''باقی رقم تم رکھ لینا۔مجھے جلدی ہے.........اس لیے شاید میں پہلے ہی اٹھ جاؤں۔'' جوڈش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ سر.........'' ویٹر نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلاتے

ہوئے جواب دیا۔اس قسم کی باروں میں اتنی بڑی ٹپ چونکہ کوئی نہ دیتا تھااس لیے ویٹر کا سر شکریہ ادا کرتے ہوئے کچھ زیادہ ہی جھک گیا تھا۔

ویٹر کے بوتل لے آنے سے پہلے جوڈش نے جیب میں سے سو ڈالر کا ایک نوٹ نکال کر ہاتھ میں پکڑلیا۔آدھا نوٹ اس کی مٹھی میں اور آدھا باہر تھا۔ جب ویٹر نے بوتل لا کراس کے سامنے رکھی۔تو جوڈش فوراً ہی بیرے سے مخاطب ہوا۔

''سنو.........'' یہ سو ڈالر بھی تمہارے ہوسکتے ہیں۔ مجھے کچھ معلومات چاہئیں۔'' جوڈش نے آہستہ سے کہااور ویٹر چونک پڑا۔ سوڈالر کا نوٹ دیکھ کراس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی تھی۔

''کس قسم کی معلومات.........'' ویٹر نے پوچھا۔

''تھوڑی دیر پہلے ہال میں ایک نوجوان ایک حبشی اور ایک زخمی

داخل ہوئے ہیں۔وہ نتاشا کے دفتر کی طرف گئے ہیں.........''ان کے بارے میں معلومات چاہئیں۔'' جوڈش نے جواب دیا۔

''اوہ.........میں سمجھ گیا۔مگر آپ یہ نوٹ جیب میں رکھیں۔ کاؤنٹر مین جونی کی آنکھیں بے حد تیز ہیں۔آپ یہاں سے فارغ ہوکر باہر چلے جائیں۔بینک سکوائر کے پہلے ستون کے پاس رک جائیں۔میں وہاں آجاؤں گا۔'' ویٹر نے بوتل کو ٹھیک کرنے سے انداز میں ہاتھ چلاتے ہوئے جواب دیا۔اور جوڈش نے سر ہلا دیا۔ اور ویٹر واپس چلا گیا۔

جوڈش نے نوٹ واپس جیب میں رکھ لیا اور اطمینان سے وہسکی پینے میں مصروف ہوگیا۔ایک بار ایک طوائف نما عورت نے اس کی میز پر بیٹھنے کی اجازت چاہی۔لیکن اس نے خشک لہجے میں انکار کر دیا۔اور وہ عورت مایوسی سے کندھے جھٹکتی ہوئی کسی اور شکار کی تلاش

میں آگے بڑھ گئی۔

بوتل ختم کرنے کے بعد جوڈش اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بل وہ پہلے ہی ادا کر چکا تھا۔ اس لیے کسی نے اسے نہیں روکا۔ باہر نکل کر وہ پیدل ہی قریبی عمارت بنک سکوائر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ عمارت بہت بڑے بڑے ستونوں پر بنی ہوئی تھی، نیچے کار پارکنگ تھی۔ جوڈش پہلے ستون کے پاس جا کر ہی رک گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے اسی ویٹر کو بار سے نکل کر اس عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اور پھر وہ اس کے پاس پہنچ گیا۔

''نوٹ دیجیے.........'' ویٹر نے آتے ہی کہا۔ اور جوڈش نے سو ڈالر کا نوٹ نکال کر اس کی مٹھی میں تھما دیا۔ ویٹر نے پہلے تو نوٹ کو غور سے دیکھا۔ جیسے یقین کر رہا ہو۔ کہ نوٹ جعلی تو نہیں ہے۔ پھر اس نے بڑی احتیاط سے نوٹ کو اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا۔

''اب پوچھیے.........کیا پوچھنا ہے۔مگر جلدی میں ٹوائلٹ کے بہانے ڈیوٹی سے نکل کر آیا ہوں۔'' ویٹر نے کہا۔

''وہ بوڑھا کہاں ہے.........؟'' جوڈش نے پوچھا۔

''وہ بوڑھا بار کے ساتھ متصل عمارت میں ڈاکٹر رحمان کے کلینک میں ہے.........اور وہ نوجوان بھی وہیں ہے۔البتہ وہ حبشی باس نتاشا کے دفتر میں موجود ہے۔'' ویٹر نے جلدی سے کہا۔

''بس اتنا ہی کافی ہے.........اب تم جا سکتے ہو۔'' جوڈش نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

جوڈش اس وقت تک وہیں رکا رہا۔جب تک ویٹر بار میں نہ چلا گیا اس کے بعد وہ بار کی ملحقہ عمارت کی طرف چل پڑا۔جس پر رحمان کلینک کا بڑا سا بورڈ موجود تھا۔اسے ڈاکٹر داور سے غرض تھی' اس لیے اس نے سوچا کہ اسے سب سے پہلے ڈاکٹر داور پر ہی قبضہ کرنا

چاہیئے ۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کلینک میں داخل ہوا۔اور مشورے والے کمرے میں داخل ہوگیا۔جیاں کافی مریض جمع تھے۔

''ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں.........؟''اس نے ایک نرس سے پوچھا۔جو قریب ہی ایک میز پر بیٹھی ہوئی مریضوں کے چارٹ ترتیب دے رہی تھی۔

''وہ آپریشن روم میں ہیں.........ابھی آجاتے ہیں.........''

نرس نے سر اٹھائے بغیر جواب دیا۔اور پھر اس سے پہلے کہ جوڈش کوئی سوال کرتا اندرونی طرف کا دروازہ کھلا۔اور بوڑھا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔اس نے ڈاکٹروں والا مخصوص کوٹ پہن رکھا تھا اس کے پیچھے ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان تھا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب.........آپریشن کامیاب رہا ہے۔

اب مریض کی حالت خطرے سے باہر ہے۔البتہ انہیں کچھ گھنٹے

ریسٹ کرنا ہوگا۔'' ڈاکٹر نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس غنڈہ ٹائپ نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ' تھینک یو.........اب انہیں کس کمرے میں رکھا گیا ہے۔''نوجوان نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مخصوص وارڈ کے کمرے میں.........وہ دو گھنٹے کے بعد ہوش میں آجائیں گے۔پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں.........''ڈاکٹر نے نوجوان کو جواب دیا۔

''اوکے.........ویسے آپ خیال رکھیے گا.........''نوجوان نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں.........مسٹر نتاشا کے مریض کے دیکھ بھال ہم پر فرض ہے۔وہ ہمارے بڑے محسن ہیں۔''ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ ایک مریض کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔

جب کہ نوجوان سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی جوڈش بھی باہر آ گیا۔ اس نے نوجوان کو ایک بند برآمدے میں داخل ہوتے دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ اس برآمدے کا الحاق نتاشا بار سے ہوگا۔ اور یہ نوجوان نتاشا کے پاس گیا ہوگا۔

وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے واپس اس طرف بڑھتا چلا گیا کہاں اس کی کار موجود تھی۔ وہاں سے لے کر اس نے کلینک کے مین دروازے کے سامنے آ کر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ بڑے بااعتماد انداز میں چلتا ہوا ڈاکٹر کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

''ڈاکٹر رحمٰن ....! مجھے باس نتاشا نے بھیجا ہے۔ میں نے مریض کو ایک محفوظ جگہ لے جانا ہے، یہاں ان کی جان کو خطرہ ہے۔'' اس نے ڈاکٹر کے پاس جا کر بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ اور

ڈاکٹر نے چونک کر اسے دیکھا۔

’’جان کو خطرہ.........‘ کیسا خطرہ‘ وہ تو خطرے سے باہر ہے۔‘‘ ڈاکٹر نے کہا۔

’’وہی خطرہ‘.........جس کی وجہ سے وہ زخمی ہوا تھا۔ یہ آپ کے سوچنے کی بات نہیں ہے۔‘‘ جوڈش نے مضبوط لہجے میں کہا۔

’’اوہ اچھا‘ اچھا‘.........میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ لیکن آپ کس پر لے جائیں گے مریض کو‘ اور وہ نوجوان کہاں ہے۔ جو ساتھ آیا تھا۔‘‘ ڈاکٹر نے پوچھا۔

’’وہ باس کے پاس موجود ہیں.........میں باس کا چیف اسسٹنٹ ہوں۔ مجھے انہوں نے بھیجا ہے۔ باہر کار موجود ہے۔ بڑی کار ہے۔‘‘ جوڈش نے کہا۔

’’ٹھیک ہے‘.........مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے‘‘ ڈاکٹر نے چند

لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے اپنے ماتحتوں کو بلا کر مریض کو کار میں منتقل کر دینے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد بے ہوش ڈاکٹر داور کو مخصوص وارڈ کے کمرے سے سٹریچر پر الٹا کر باہر لایا گیا اور بڑی احتیاط اسے اسے کار کی پچھلی نشست پر لٹا کر سیٹ کی بیلٹس سے انہیں باندھ دیا گیا۔ تاکہ وہ نیچے نہ گر پڑیں۔ اور جوڈش ان کا شکریہ ادا کرتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور بڑی احتیاط سے کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ رہی تھی۔ بغیر ایک انگلی ہلائے وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اب اس کی کار واپس گلستان کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

چوہان اپنے ساتھیوں سمیت وائٹ پینتھرز کا خاتمہ کر کے واپس شیراز روڈ کے اسی بنگلے پر پہنچا۔ جہاں وہ عمران کو چھوڑ آئے تھے۔ لیکن عمران غائب تھا۔ وہ کافی دیر تک کوٹھی کے ارد گرد منڈلاتے رہے۔

''میرا خیال ہے عمران کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا جائے.........ہو سکتا ہے۔ اسے ہماری مدد کی ضرورت ہو۔'' صدیقی نے کہا۔

''تمہاری تجویز درست ہے.........لیکن ہماری گھڑیاں تو اتر لی

گئی تھیں اور ہمیں آتے وقت ان کے واپس لے آنے کا خیال بھی نہیں رہا۔'' چوہان نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی کے منہ سے بھی ایک طویل سانس نکل گیا۔ واقعی ان سے حماقت ہوئی تھی' ان کا خیال بھی اس طرف نہ گیا تھا۔ ورنہ وہ انہیں تلاش کر کے واپس لا سکتے تھے۔

''پھر اب واپس کوٹھی چلیں .... اور کیا ہو سکتا ہے۔'' نعمانی نے کہا اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کار کو آگے بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اس کوٹھی پر پہنچ گئے جہاں ان کی رہائش تھی۔

اور پھر انہیں وہاں پہنچے ہوئے دو گھنٹے گذر گئے۔ لیکن نہ ہی عمران کی طرف سے کوئی فون آیا اور نہ عمران خود آیا۔ تو ان تینوں کو نا معلوم سی بے چینی نے گھیر لیا۔

''چوہان' .... عمران نے یہاں سے جاتے وقت کسی نتاشا

غنڈے کا ذکر کیا تھا۔اس سے نہ معلوم کیا جائے۔'' اچانک نعمانی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں ....عمران نتاشابار کا ذکر کر رہا تھا۔ٹھیک ہے وہیں چلتے ہیں۔ہوسکتا ہے کچھ معلوم ہو جائے۔کم سے کم یہاں فارغ بیٹھ کر اپنے آپ پر طاری ہو جانے والی بے چینی سے تو بچ جائیں گے۔'' چوہان اور صدیقی دونوں نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ نتاشابار ہے کہاں ....پہلے اس کا تو پتہ کریں۔'' نعمانی نے کہا اور اس نے جیب سے شہر کا ایک نقشہ نکال لیا۔جو اس نے ایک بک سٹال سے خریدا تھا۔اور وہ تینوں ہی اس نقشے پر جھک گئے سب سے پہلے تو انہوں نے اس کالونی کا محل وقوع نقشے میں تلاش کیا۔اور اسے تلاش کر کے انہوں نے اس کے گرد دائرہ لگایا اور پھر وہ نتاشابار کو تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔تھوڑی دیر بعد وہ

اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور پھر اس کے گرد دائرہ لگا کر انہوں نے سڑکوں پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد نتاشا بار تک کا راستہ ان کی سمجھ میں آ گیا۔

"میرے خیال میں یہاں فون ضرور ہو گا........ پہلے فون کر لیا جائے۔" چوہان نے کہا۔

"کیا معلوم عمران نے وہاں اپنے آپ کو کس حیثیت سے تعارف کرایا ہو........ اور وہ ہے تو عجیب وغریب آدمی۔" چوہان نے کہا اور صدیقی اور نعمانی دونوں نے سر ہلا دیا۔ واقعی چوہان کی بات درست تھی۔ چنانچہ ان تینوں نے خود ہی وہاں پہنچ کر حالات کا جائزہ لینے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ تھوڑی دیر ان کی کار تیزی سے نتاشا بار کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔

"لیکن چوہان صاحب........ عمران اب نتاشا بار میں تو بیٹھا

نہیں ہوگا۔اس نے ہمیں فون کر کے شیراز روڈ کی کوٹھی پر بلایا تھا۔اور پھر خود بھی وہاں پہنچا تھا۔اس کے بعد آخر نتاشا بار میں ہم کیا لینے جا رہے ہیں۔'' اچانک ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نعمانی نے کہا اور چوہان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایکسیلیٹر پر دباؤ کم کر دیا۔

''واقعی ....اب ہم سے بھی پے در پے حماقتیں ہو رہی ہیں کوئی بات سیدھی سمجھ میں ہی نہیں آ رہی۔'' چوہان نے شرمندہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صدیقی اور نعمانی بھی اس کے ساتھ ہی ہنس پڑے وہ سب ہی اپنے آپ پر ہنس رہے تھے۔

''اب چل ہی پڑے ہیں تو چکر لگا ہی آئیں گے ....کچھ پی کر واپس آ جائیں گے۔'' نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا اور پھر نعمانی اور چوہان اطمینان بھرے انداز میں باہر کا نظارہ

کرنے لگے۔ کیونکہ اب وہ کسی مشن پرنہیں بلکہ تفریح کرنے کے لیے جارہے تھے۔ کار جیسے ہی نتاشا بار کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچ کر آگے بڑھی' اچانک نعمانی چونک پڑا۔ اس کے قریب سے ایک کار کراس کرتی ہوئی آگے بڑھی تھی، اور ایک ہیوی لوڈ ٹرک کی وجہ سے اس کی رفتار آہستہ ہوگئی تھی۔

''ارے.........' دیکھا ڈاکٹر داور۔ ڈاکٹر داور اس کار کی پچھلی نشست پر پڑا ہوا ہے۔'' نعمانی نے فوراً ہی سر اندر کر کے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈاکٹر داور کا نام سن کر چوہان اور پچھلی نشست پر بیٹھا ہوا نعمانی بری طرح اچھل پڑے۔

''کہاں ہے.........کہاں ہے ڈاکٹر داور، کون سی کار کی بات کر رہے ہو۔'' چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''ابھی نیلے رنگ کی ایک کار نے ہمیں کراس کیا ہے.........اس

کی پچھلی نشست پر ڈاکٹر داور لیٹے ہوئے تھے۔ان کا چہرہ چوں کہ ہماری کار کی طرف تھا۔اس لیے میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔لیکن ان کی آنکھیں بند تھیں۔وہ یا تو بے ہوش ہیں یا مر چکے ہیں۔'' نعمانی نے تیز لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی ہو.........اب ہمیں ان کا پتہ کرنا چاہئیے۔'' چوہان نے کہا اور پھر پہلی کراسنگ آتے ہی اس نے کار کو اس کراسنگ سے موڑ کر اس کا رخ ادھر کیا جدھر وہ کار گئی تھی۔دوسرے لمحے اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

''تم خود پہچاننا اس کار کو.........کیونکہ تم نے اسے دیکھا ہے۔'' چوہان نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔چوہان نے کار کی رفتار اور تیز کر دی اور پھر ایک چوک کے قریب پہنچتے ہی نعمانی نے چار پانچ کاروں سے آگے جاتی ہوئی نیلے رنگ کی کار کی

طرف اشارہ کیا۔ اور چوہان نے سر ہلا دیا۔

اس کے ساتھ سے گزرتا کہ ایک بار پھر تسلی کر لیں کہ واقعی وہ ڈاکٹر داور ہیں' کہیں ہمیں مغالطہ تو نہیں ہو گیا.........'' نعمانی نے چوہان سے کہا اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے ایکسیلیٹر کو اور دبا دیا۔ اور پھر وہ دوسری کاروں کو کراس کرتے ہوئے تھوڑی دیر بعد اس نیلے رنگ کی کار کے پاس پہنچ گئے۔

کار چلانے والے نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ لیکن انہوں نے یوں گردنیں سیدھی کر لیں جیسے انہوں نے اس کار کی طرف دیکھا ہی نہ ہو۔ لیکن کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے انہوں نے تسلی کر لی تھی کہ واقعی پچھلی سیٹ پر ڈاکٹر داور لیٹے ہوئے تھے۔ اور ان کی آنکھیں بند تھیں۔ چوہان کار آگے بڑھائے لیے گیا۔

''یہ سڑک سیدھی چلی جاتی ہے راما موڑ تک.........ہم آگے

آنے والی بائی روڈ سے ہو کر اس کے پیچھے جا سکتے ہیں۔ اس طرح سے یہ مشکوک نہیں ہوگا۔" نعمانی نے نقشے کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

اور چوہان نے سر ہلاتے ہوئے تھوڑے ہی فاصلے پر آنے والی بائی دوڑ پر اپنی کار موڑ دی۔ یہ سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی، اس لیے وہ اور زیادہ تیزی سے کار بھگاتا ہوا چلا گیا۔ اور پھر ایک طویل چکر کاٹ کر وہ دوبارہ اسی سڑک پر پہنچ گیا جہاں سے وہ مڑا تھا۔ چونکہ انہیں معلوم تھا کہ راستے میں نیلی کار کوئی جگہ پر چیکنگ کے لیے رکنا ہوگا۔ اس لیے وہ ابھی آ رہی ہوگی۔ چنانچہ وہ ایک سائیڈ میں کار روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد نیلے رنگ کی کار آتی دکھائی دی اور پھر چوک سے مڑ کر وہ دائیں طرف والی سڑک پر پہنچ گئی۔ یہ سڑک ایک رہائشی کالونی کی طرف جاتی تھی۔

چوہان نے خاصا فاصلہ دے کر اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ اور

پھر گلستان کالونی کا بورڈ انہیں نظر آ گیا۔ نیلے رنگ کی کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ جب کہ چوہان نے ایک بڑے پبلسٹی بورڈ کے پیچھے کار روک لی اور پھر خود نیچے اتر کر اس بورڈ کے کنارے سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ نیلی کار پھاٹک کے سامنے رکتے ہی اس میں سے وہ ڈاڑھی والا ڈرائیور نیچے اترا اور اس نے پھاٹک کو خود کھولا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ کار کو اندر لیتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک بند ہو گیا۔

''اب ہمیں ڈاکٹر داور کو اس کے پنجے سے نکالنا ہے.........''

چوہان نے واپس مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ جو کار سے نیچے اتر آئے تھے۔

''کہیں یہاں بھی ہمارا حشر پہلے جیسا نہ ہو.........کہ سب ہی پھنس جائیں۔'' صدیقی نے کہا۔

''کچھ بھی ہو.........اب ہمیں اندر تو جانا ہی ہے۔اب معلوم نہیں اندر کتنے لوگ ہوں۔''چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر.........کیا عقبی سمت سے کوشش کی جائے؟''نعمانی نے پوچھا۔

''ظاہر ہے.........اور دوسری کوئی صورت ہی نہیں۔ چوہان نے جواب دیا۔

''ساتھ والی کوٹھی پر کرائے کے لیے خالی ہے۔'' کا بورڈ لگا ہوا ہے.........کیوں نہ اس میں داخل ہو کر درمیانی دیوار پھاند جائیں' اس طرح ہم زیادہ محفوظ طریقے سے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔'' صدیقی نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا۔

''ارے واقعی.........کرائے کے لیے خالی کا مطلب ہے کہ کوٹھی خالی پڑی ہو گی۔اور پھر ہم تینوں کو بیک وقت پھاندنا نہ پڑے

گا۔ بلکہ پہلے میں اندر جاؤں گا۔ آپ لوگ دوسری کوٹھی میں رہیں گے۔ اس کے بعد جیسی صورت حال ہو۔'' چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے دوسری کوٹھی کی بطرف بڑھتے چلے گئے۔ جس پر کرائے کے لیے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

کوٹھی کے پھاٹک پر بڑا سا تالا پڑا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس کی سائیڈ والی گلی میں داخل ہو گئے۔ کوٹھی کی دیواریں زیادہ بلند نہ تھیں اور گلی بھی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ تینوں یکے بعد دیگرے بڑی آسانی سے اس چھوٹی دیوار کو پھاند کر کوٹھی میں داخل ہو گئے۔

کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ درمیانی دیوار بھی زیادہ بلند نہ تھی۔ اس لیے وہ تیزی سے چلتے ہوئے اس دیوار تک پہنچ گئے، اور پھر چوہان نے ایڑیاں اٹھا کر اپنے قد کا فائدہ اٹھایا اور اس چھوٹی دیوار سے دوسری طرف جھانکا۔ تو اسے پورچ میں وہی نیلے رنگ کی کار

کھڑی نظر آئی۔ باقی کوٹھی بالکل سنسان پڑی ہوئی تھی۔ چوہان نے اپنے ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ دیوار پر جمائے اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دیوار چڑھا۔ اور پھر دوسری طرف کود گیا۔ اس کے کودنے سے ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور چوہان چند لمحے دیوار کے ساتھ دبکا رہا۔ لیکن جب کوئی ردِعمل نہ ہوا۔ تو وہ آہستہ سے کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا......... عمارت کے قریب پہنچ کر وہ ذرا رکا اور پھر آہستہ سے برآمدے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ اور وہ بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

برآمدے کے درمیان ایک راہداری تھی۔ جس میں موجود ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ چوہان دیوار کے ساتھ لگ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کی طرف کر کے کمرے کے

اندر جھانکا۔ اندر جھانکتے ہی وہ اچھل پڑا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بیڈ پر ڈاکٹر داور لیٹے ہوئے تھے جب کہ کمرہ خالی تھا۔ چوہان کمرے کے اندر نہایت آہستگی سے داخل ہوا۔ اور پھر وہ تیزی سے باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا، اس نے چند لمحے رک کر اندر کی ٹو لی، لیکن دوسری طرف مکمل خاموشی تھی، چوہان نے دروازے کو ذرا سا دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ باتھ روم خالی پڑا ہوا تھا۔ چوہان تیزی سے واپس پلٹا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر وہ ڈاڑھی والا جو ڈاکٹر داور کو لے آیا تھا کہاں چلا گیا۔ وہ کمرے کے دروازے سے باہر نکلا اور پھر اس نے اسی طرح احتیاط سے سارے کمرے دیکھ ڈالے۔ لیکن تمام کمرے مکمل طور پر خالی پڑے ہوئے تھے۔ اور ڈاڑھی والا غائب تھا۔

چوہان چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے واپس برآمدے کی

طرف بھاگا۔ برآمدے میں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ درمیانی دیوار سے دوسری طرف سے صدیقی کا سر نظر آرہا تھا۔ وہ شاید اونچا ہو کر اندر کی صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ چوہان نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا اور دوسرے ہی لمحے صدیقی اور اس کے بعد نعمانی بھی درمیانی دیوار پھاند کر اندر کود آئے۔

''کوٹھی خالی پڑی ہے.........البتہ ایک کمرے میں ڈاکٹر داور موجود ہیں۔'' چوہان نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ داڑھی والا کہاں گیا.........کار تو موجود ہے۔'' صدیقی اور نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تو سارے کمرے دیکھ ڈالے ہیں.........مجھے تو وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی تہہ خانے میں موجود ہو۔'' چوہان نے جواب دیا۔

''لیکن اسے تہہ خانے میں چھپنے کی کیا ضرورت ہے.........''
صدیقی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور چوہان نے یوں کندھے جھٹکے جیسے بات اس کے بھی پلے نہ پڑی ہو۔

''میرا خیال ہے ہمیں زیادہ چکر میں پڑنے کی بجائے ڈاکٹر داور کو فوری طور پر یہاں سے لے جانا چاہئیے ....اور یہ بات بعد میں سوچتے رہیں گے۔ کہ وہ داڑھی والا کہاں گیا ہے۔ اور کیوں گیا ہے۔'' نعمانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے.........آؤ.........'' چوہان نے کہا۔

اور وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھے۔ جس میں ڈاکٹر داور موجود تھے۔ چوہان کو صرف یہی خطرہ تھا کہ کہیں داڑھی والے کی طرح ڈاکٹر داور بھی غائب نہ ہو گئے ہوں۔ لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ ڈاکٹر داور بدستور بیڈ

پر موجود تھے۔ تینوں تیزی سے ڈاکٹر داور کی طرف بڑھے اور پھر چوہان نے ان کی نبض دیکھنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ وہ تیزی سے چونک پڑا۔ ڈاکٹر داور کے سینے اور پیٹ تک پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ باقاعدہ ہسپتال میں باندی گئی پٹیاں۔

''اوہ.........ڈاکٹر داور زخمی ہیں' اور ان کے جسم کے گرد پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے کسی سرجن نے آپریشن کرنے کے بعد پٹیاں باندھی ہوں۔'' چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ.........پھر تو ان کا یہاں سے لے جانا خاصا مشکل کام ہے۔ اور یہ بے ہوش بھی ہیں۔'' صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے.........اسی وجہ سے وہ داڑھی والا انہیں چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔ بہر حال اب انہیں احتیاط سے لے جانا ہو گا۔'' چوہان نے کہا۔

''اس کی کار کیوں نہ استعمال کی جائے.........وہ نزدیک ہے۔ بیڈ کو اٹھا کر کار تک لے چلتے ہیں۔'' نعمانی نے کہا اور چوہان نے سر ہلا دیا۔ اور پھر ان تینوں نے مل کر بیڈ کو دونوں طرف سے اٹھایا اور وہ اس بیڈ کو اٹھائے کمرے سے نکل کر راہداری سے ہوتے ہوئے باہر پورچ تک آئے اور پورچ میں کھڑی کار کے قریب پہنچ کر چوہان نے کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا۔ اور پھر ان تینوں نے مل کر ڈاکٹر داور کو بڑی احتیاط سے پچھلی نشست پر لٹا دیا۔ سیٹ بیلٹس انہوں نے باندھ دیں۔ اور صدیقی درمیانی سیٹوں کے درمیان اکڑوں بیٹھ گیا۔ تاکہ ڈاکٹر داور کو مزید سہارا دیا جا سکے۔

''نعمانی.........تم اپنی کار لے چلو۔ میں یہ کار لے آتا ہوں چابی اگنیشن میں موجود ہے۔'' چوہان نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور نعمانی سر ہلاتا ہوا تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب کہ چوہان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے کار کو چلا کر آہستگی سے موڑا۔ اور پھر پھاٹک کی طرف لیے چلا گیا۔ نعمانی نے پھاٹک کھول دیا تھا۔ اس لیے وہ کار کو باہر نکال کر سڑک پر آ گیا اور پھر اسے موڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ جب کہ نعمانی نے پھاٹک بند کیا اور تیزی سے سائن بورڈ کے پیچھے کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ کار کو لیے اس نیلے رنگ کی کار کے پیچھے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ہر ممکن چیکنگ کی کہ کسی کار کا بھی تعاقب وغیرہ ہو رہا ہو تو اسے چیک کر سکے۔ لیکن اسے تعاقب کے کوئی آثار نظر نہ آئے تھے اور وہ مطمئن انداز میں کار چلاتا رہا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ دونوں کاریں اندر پہنچ گئیں ....اور پھر ایک بیڈ کو کار کے

قریب لا کر انہوں نے ڈاکٹر داور کو کار سے باہر نکال کر اس بیڈ کر لٹایا اور بیڈ کو اٹھا کر وہ اندر کمرے میں لے گئے۔

''صدیقی.........اب تم اس نیلی کار کو کہیں دور چھوڑ آؤ۔اس کی یہاں موجودگی خطرناک ہو سکتی ہے۔'' چوہان نے صدیقی سے کہا۔

صدیقی سر ہلاتا ہوا نیلی کار کی طرف بڑھا۔اور پھر وہ اسے چلاتا ہوا کوٹھی سے باہر لے گیا۔

''یہ ساری بات میرے تو پلے نہیں پڑی.........آخر وہ داڑھی والا کون تھا۔اور وہ داکٹر داور کو کہاں سے لایا تھا اور کیوں؟ اور کوٹھی میں لٹا کر اور کار کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔مجھے تو یہ سارا چکر ہی کوئی گہرا معاملہ لگتا ہے۔'' نعمانی نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بات تو میرے بھی پلے نہیں پڑ رہی.........لیکن کم از کم اتنا اطمینان ضرور ہے کہ ڈاکٹر داور ہماری تحویل میں ہے۔اب رہا کوئی

چکر۔ تو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" چوہان نے جواب دیا اور نعمانی منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا فی الحال اور کوئی جواب بھی تو نہ ہو سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صدیقی پیدل پھاٹک سے اندر آیا۔

"میں یہاں سے تھوڑی دور ایک پارکنگ میں کار کو کھڑی کر آیا ہوں........." صدیقی نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلو ٹھیک ہے.........اب ہم تینوں کو اس وقت تک سخت محتاط رہنا ہوگا۔ جب تک عمران سے رابطہ قائم نہیں ہو جاتا۔ میرا خیال ہے۔ ہم کوٹھی کے مختلف حصوں پر باقاعدگی سے پہرہ دیں۔ البتہ ایک آدمی ڈاکٹر داور کے پاس رہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ہوش میں آتے ہی انہیں کسی چیز کی ضرورت پڑے۔" چوہان نے کہا۔

"میں ڈاکٹر کے پاس ٹھہرتا ہوں.........تم دونوں پہرہ دو۔"

صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔اور اندونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔پھر چوہان نے نعمانی کواوپر والی منزل میں جاکر سامنے کے رخ نگرانی کرنے کے لیے کہا اور اس نے خود عقبی سمت نگرانی کرنے کا فیصلہ کیا۔

اور پروگرام کے مطابق وہ دونوں سیڑیاں چڑھتے ہوئے اوپر والی منزل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔صدیقی ڈاکٹر داور کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''کیا ہوا پرنس.........مریض کی حالت کیسی ہے۔'' عمران کے دفتر میں داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے نتاشا نے چونک کر پوچھا۔ سامنے والی کرسی پر بیٹھا ہوا جوانا بھی عمران کو دیکھتے ہی چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔ وہ کپڑے بدل چکا تھا۔

''آپریشن کامیاب رہا ہے.........اور اب ان کی حالت

خطرے سے باہر ہے۔'' عمران نے جواب دیا اور میز کے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

''شکر ہے خدا کا......... ویسے ڈاکٹر رحمٰن بہت ماہر سرجن ہے۔ بہر حال اچھا ہوا کہ تم لوگ بروقت یہاں پہنچ گئے۔'' نتاشا نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے......... اب ڈاکٹر کو ہسپتال سے رہائش گاہ پر شفٹ کر دیا جائے۔ ان کا زیادہ دیر یہاں رہنا خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔'' عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اتنی کیا جلدی ہے'......... ایک دو روز تک شفٹ کر لینا جب تک وہ اور بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ ویسے اگر کوئی خطرہ ہو۔ تو مجھے بتاؤ۔ میں اپنے آدمی ان کی نگرانی پر لگا دیتا ہوں۔'' نتاشا نے پرزور لہجے میں کہا۔

عمران نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ اور کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

''یس........سوشل ویلفیئر کمیونٹی سنٹر۔'' رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز ابھری۔

''میں پرنس بول رہا ہوں........ڈائریکٹر جنرل سے بات کراؤ۔ پرنس آف پاکیشیا۔'' عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ........اچھا........وہ آپ کی کال کے شدت سے منتظر تھے۔ ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز۔'' دوسری طرف سے چونکتے ہوئے جواب دیا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز رسیور پر ابھری۔

''یس........رازی سپیکنگ ڈائریکٹر جنرل۔'' بولنے والے

کے لہجے میں ہلکی سی بے چینی کا عنصر نمایاں تھا۔

''میں پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں .... آپ میری کال کے منتظر تھے۔ کیوں؟'' عمران نے کہا۔

''پرنس .... پہلے مجھے یہ بتائیں کہ ڈاکٹر داور اور ان کے فارمولے کی کیا پوزیشن ہے۔ میری تو جان عذاب میں آ چکی ہے، اس سے تو بہتر تھا کہ میں کانفرنس ہی منسوخ کر دیتا۔ میں نے آپ کے کہنے پر کانفرنس منسوخ نہ کی۔ اب تمام ممالک کے نمائندے مسلسل میری جان کھا رہے ہیں۔ وہ یوں فارغ نہیں بیٹھ سکتے۔'' ڈائریکٹر جنرل نے پریشان لہجے میں کہا۔

''دیکھیں .... کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ واقعی کانفرنس ہو۔ اگر چاہتے ہیں تب بھی مجھے بتائیں اور نہیں چاہتے تب بھی۔'' عمران کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا۔

''کمال ہے بھئی.........یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں' یہ انتہائی اہم کانفرنس ہے۔ اگر ہمیں اس کانفرنس کی ضرورت نہ ہوتی تو کیا ہم یہاں گھاس کھانے کے لیے رکے ہوئے تھے۔'' ڈائریکٹر جنرل رازی نے غصیلے انداز میں کہا۔

''او، کے.........تو پھر فوراً کانفرنس کا ٹائم رکھ لیں۔ اور مقام مجھے بتا دیں۔ میں ڈاکٹر داور کو فارمولے سمیت وہاں پہنچا دوں گا۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور اس کے قریب بیٹھا ہوا جوانا چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ ابھی تھوڑے دیر پہلے تو ڈاکٹر داور کا آپریشن ہوا تھا۔ ظاہر ہے اتنی جلدی وہ ٹھیک ہو کر کانفرنس اٹینڈ نہ کر سکتے تھے۔

''اگر آج کانفرنس رکھ لی جائے تو کیسا رہے گا.........اب ہم زیادہ دیر تک نہیں رک سکتے۔'' ڈائریکٹر جنرل نے مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے.........''عمران نے جواب دیا۔

''تو ٹھیک ہے.........اس وقت دو بجے ہیں۔ چار بجے کانفرنس کا آغاز کر دیا جائے گا۔ مقام کے سلسلے میں تمام انتظامات کرنے کے بعد بتا دوں گا۔ مجھے تین بجے فون کر لیں۔'' ڈاکٹر داور وہاں پہنچیں گے۔ تو ان کا استقبال میں خود کروں گا۔ کوڈ فارمولا نمبر تین سو تین ہوگا۔'' رازی نے جواب دیا۔

''او، کے.........ٹھیک ہے ڈاکٹر داور مع فارمولا وہاں چار بجے پہنچ جائیں گے۔ مقام میں آپ سے پوچھ لوں گا۔'' عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

'میں فون کا انتظار کروں گا.........' دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اورعمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''مگر ماسٹر.........'ڈاکٹر داور تو زخمی ہیں۔وہ کیسے کانفرنس اٹینڈ کریں گے۔'' جوانا نے کہا۔

''وہ نہ کریں.........'میں جو موجود ہوں۔اب میں اس کانٹے کو نکال ہی دینا چاہتا ہوں۔ورنہ خواہ مخواہ مسئلہ اٹکا رہے گا۔تم ایسا کرو کہ ریلوے کسٹڈی روم میں چلے جاؤ۔اور وہاں سے ایک پیکٹ لے آؤ۔یہ چابی لواور اجازت نامہ بھی۔'' عمران نے کوٹ کی جیب سے ایک چابی اور ایک کارڈ نکال کر جوانا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ میں کہاں لے کر پہنچوں.........'' جوانا نے کہا۔

''کوٹھی پر لے آنا.........میں ڈاکٹر داور کو وہیں لے جاتا ہوں۔'' عمران نے کہا۔اور جوانا چابی اور کارڈ جیب میں رکھ کر سر ہلاتا ہوا کمرے کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''نتاشا......... کسی پرائیویٹ ایمبولنس کا بندوبست ہو سکتا ہے۔'' عمران نے جوابا کے جانے کے بعد نتاشا سے مخاطب ہو کر سوال کیا۔

''ہاں......... کیوں نہیں' میں بندوبست کر دیتا ہوں۔ اسے ڈاکٹر رحمٰن کے ہسپتال پہنچنا ہے۔'' نتاشا نے مستعد سے لہجے میں عمران کو جواب دیا۔

''ہاں.........وہیں پہنچنے کا کہہ دو۔ میں ذرا ڈاکٹر سے مریض کی حالت کے بارے میں مزید گفتگو کر لوں۔'' عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے.........تو پھر وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں فون پر بات کرا دیتا ہوں۔'' نتاشا نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا اور عمران واپس بیٹھ گیا۔ نتاشا نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے کی

شروع کردیئے۔

''ہیلو......... رحمٰن ہسپتال۔'' رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''میں نتاشا بول رہا ہوں......... ڈاکٹر رحمٰن سے بات کراؤ۔'' نتاشا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''او۔ کے......... میں ملاتا ہوں۔'' دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

نتاشا نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یس......... ڈاکٹر رحمٰن سپیکنگ۔'' رسیور سے ڈاکٹر رحمٰن کی آواز ابھری۔

''ڈاکٹر صاحب......... مریض کا کیا حال ہے۔ جس کا ابھی آپ نے آپریشن کیا ہے۔'' عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔

''مریض کا حال .... کیا مطلب' تم کون بول رہے ہو۔''
ڈاکٹر رحمٰن کا لہجہ بری طرح چونکا ہوا تھا۔

''میں مریض کا ساتھی بول رہا ہوں .... کیوں' آپ کیوں پوچھ رہے ہیں' کیا مریض کی حالت پھر سے بگڑ گئی ہے۔'' عمران نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

''لیکن ابھی تو تھوڑی دیر پہلے نتاشا نے ایک آدمی کو بھیجا تھا۔ کہ مریض کو کسی محفوظ جگہ پر لے جانا ہے .... اس کی جان کو خطرہ ہے اور وہ کار میں ڈال کر مریض کو لے گیا ہے۔ اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ مریض کا کیاں حال ہے۔'' ڈاکٹر رحمان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''کیا کہہ رہے ہیں آپ ....'' عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پھینک دیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ

بری طرح بگڑ گیا تھا۔

''کیا ہوا........کیا ہوا۔'' نتاشا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا وہ بھی بے اختیار اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔

''غضب ہو گیا........تمہارا نام لے کر کوئی ڈاکٹر داور کو لے اڑا۔ اوہ ان کی حالت تو یقیناً بگڑ جائے گی۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دروازے کی طرف دوڑا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے........میں اس ڈاکٹر کا خون پی جاؤں گا۔'' نتاشا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ بھی عمران کے پیچھے بھاگا۔ اور وہ دونوں تیزی سے آگے پیچھے بھاگتے ہوئے دروازہ کراس کر کے ہسپتال والے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ ڈاکٹر کے کلینک میں گھس گئے۔

نتاشا عمران سے آگے ہو گیا تھا........وہ اندر جاتے ہی ڈاکٹر

رحمان پر پر جھپٹ پڑا۔اس نے ڈاکٹر کا گریبان پکڑا اور اسے یوں فضا میں اٹھالیا۔ جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

''کہاں ہے ہمارا مریض........جلد ہی پیدا کرواۓ' ورنہ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔'' نتاشا کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

''مم۔مم.........مجھے نہیں معلوم' تمہارا آدمی آیا تھا۔'' ڈاکٹر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔اس کا رنگ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

''نتاشا.........اسے چھوڑ دو۔اس کا کوئی قصور نہیں۔ غلطی ہم سے ہی ہوئی کہ ہم غافل ہو گئے تھے۔'' عمران نے نتاشا سے کہا اور نتاشا نے ایک جھٹکے سے دوبارہ ڈاکٹر کو اس کی کرسی پر پھینک دیا۔وہ بری طرح دانت پیس رہا تھا۔

''اس نے تم' .... تمہارا نام لیا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا۔''
ڈاکٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اُلو کے پٹھے .... تم مجھ سے تصدیق کر لیتے۔'' نتاشا ایک بار پھر غصے سے پھٹ پڑا۔

''ڈاکٹر' .... یہ بتاؤ اس کا حلیہ کیا تھا۔'' عمران نے نتاشا کو ایک طرف کرتے ہوئے پوچھا۔

اور ڈاکٹر نے داڑھی' عینک اور زخم کے پرانے نشان کا ہی حوالہ دیا۔ یہی کچھ اسے یاد رہ گیا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ آنے والا یقیناً میک اپ میں ہی تھا۔

''اس کی کار کا نمبر' .... ماڈل۔'' عمران نے دوبارہ پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم' .... میرے ماتحتوں نے انہیں کار میں منتقل کیا تھا۔'' ڈاکٹر نے کہا۔

پھر ماتحتوں کو بھی وہاں بلا لیا گیا۔ لیکن انہوں نے کار کے نمبر چیک کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ اور چند لمحوں کی پوچھ گچھ کے بعد عمران اور نتاشا ڈھیلے قدم اٹھاتے ہوئے ہسپتال سے نکل کر واپس دفتر میں آ گئے۔

"میں سخت شرمندہ ہوں پرنس .... مجھے یہ تصور بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔" نتاشا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"دراصل غلطی میری ہے۔ مجھ سے خود غفلت ہو گئی۔ بہر حال اب سوچنا پڑے گا کہ ڈاکٹر کو کون لے گیا ہے۔" عمران نے کہا اور پھر اچانک اسے چوہان اور اس کے ساتھیوں کا خیال آ گیا۔ اس نے انہیں سرخ کار کے پیچھے بھیجا تھا۔ لیکن اس کے بعد ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔ اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے مخصوص انداز میں بار بار دبانا شروع کر دیا۔ لیکن دوسری طرف سے رابطہ قائم

نہ ہوا۔تو عمران کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ چوہان' صدیقی اور نعمانی تینوں میں سے کوئی بھی جواب نہ دے رہا تھا۔اس کا مطلب تو یہی ہوسکتا تھا کہ یا تو وہ ختم ہو چکے ہیں یا پھر کسی عذاب میں پھنسے ہوئے ہیں۔

عمران نے چند لمحے سوچا۔اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے سامنے میز پر پڑے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھالیا اور عمران چونک کر سیدھا ہوگیا۔اس نے ویسے بھی احتیاطاً رہائش گاہ پر فون کر دیا تھا حالانکہ اسے امید نہ تھی کہ وہاں سے کوئی رسیور اٹھائے گا۔

''یس........کون بول رہا ہے۔'' دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی تھی۔

''اوہ' صدیقی تم .... میں عمران بول رہا ہوں۔تم رہائش گاہ پر ہو۔چوہان اور نعمانی کہاں ہیں؟''عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''وہ بھی موجود ہیں عمران صاحب.........''صدیقی نے جواب دیا۔

''تمہارے ٹرانسمیٹر کال کا جواب نہیں دے رہے تھے.........'' عمران نے پوچھا۔

''اوہ' عمران صاحب.........وہ وائٹ پینتھر زوالی عمارت میں رہ گئے ہیں۔ہم نے وائٹ پینتھر زاور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔لیکن ریسٹ واچ وہیں رہ گئیں۔اور ہاں عمران صاحب.........ڈاکٹر داور ہمارے پاس موجود ہیں۔ہم آپ کی طرف سے کسی کال کے منتظر تھے۔''صدیقی نے جواب دیا۔اور عمران کو حیرت کا اتنا شدید جھٹکا لگا کہ وہ کرسی سے گرتے گرتے بچا۔

''کیا کہہ رہے ہو؟.........ڈاکٹر داور تمہارے پاس ہیں' کیا مطلب تم نے انہیں کہاں سے حاصل کیا ہے۔''عمران نے حیرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے پوچھا اور ڈاکٹر داور کا سن کر نتاشا بھی چونک پڑا۔

اور صدیقی نے وائٹ پینتھرز کے تعاقب اور پھر وہاں سے نکلنے سے لے کر نتاشا بار جانے اور کار میں ڈاکٹر داور کو دیکھنے اور پھر اسے گلستان کالونی کی خالی کوٹھی سے لے آنے کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔عمران درمیان میں سوالات بھی کرتا رہا۔

''اوہ.........گڈ شو.........یہ تم نے کارنامہ انجام دیا ہے۔ٹھیک ہے تم ڈاکٹر داور کی حفاظت کرو۔میں وہیں آ رہا ہوں۔جوانا بھی وہیں پہنچے گا۔اسے بھی وہیں روک لو۔''عمران نے کہا اور پھر صدیقی کا جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا مریض مل گیا ہے.........؟'' نتاشا نے پوچھا۔

''ہاں.........وہ خود بخود گھر پہنچ گیا ہے۔ میرا ایمبولینس کا خرچہ بچ گیا۔ پردیس میں اتنی بچت ہی کافی ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ نتاشا کا شکریہ ادا کرتا ہوا اس کے دفتر سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔

جوڈش ڈاکٹر داور کو کار میں لٹائے تیزی سے گلستان کالونی کی طرف اڑ چلا جا رہا تھا۔ پہلے تو اتنی آسانی سے ڈاکٹر داور کو حاصل کر لینے پر اسے بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر داور شدید زخمی ہے، اس کا باقاعدہ آپریشن کیا گیا ہے اس کا مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ اسے ہوش میں آنے میں بھی کافی وقت لگے گا۔ اور

اب یہ بات تو طے تھی کہ فارمولا ڈاکٹر داور کے پاس نہیں ہے، اور ایسی حالت میں ڈاکٹر داور پر تشدد بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے اب آخری طور پر یہی چارۂ کار رہ گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر داور کو کوٹھی میں منتقل کر کے وہ خود وائٹ پینتھر کو تلاش کرے گا۔ کیونکہ وائٹ پینتھر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد اس کی رابطہ اس سے نہ تھا۔ اور اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ وائٹ پینتھر زندہ بھی ہے یا نہیں۔

ابھی وہ یہ سوچتا ہوا کار کو دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ کہ اچانک اس نے کراس کرتی ہوئی ایک کار میں سے جھانکنے والے نوجوان کو بری طرح چونکتے دیکھا۔ اس کا انداز دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ ڈاکٹر داور کو پچھلی نشست پر دیکھ کر چونکا ہے۔ لیکن چونکہ کار مخالف سمت میں جا رہی تھی اس لیے اس نے کچھ زیادہ توجہ نہ دی۔ لیکن جب تھوڑی ہی دور آگے جانے کے بعد اس نے اسی کار کو اپنے پیچھے آتے اور پھر چند

لمحوں تک ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کی چھٹی حس جاگ اٹھی۔ گو کار میں موجود نوجوان نے جو اپنی شکل وصورت سے ایشیائی لگتے تھے۔ اپنے انداز سے یہی ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ وہ ڈاکٹر داور کی طرف متوجہ نہیں ہیں۔ لیکن اس کی تیز نظروں نے چیک کر لیا تھا کہ وہ کن اکھیوں سے ڈاکٹر دارو کو ہی دیکھ رہے تھے۔ اور پھر ان کی کار تیزی سے آگے بڑھی۔ مگر دوسرے لمحے جوڈش یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کر ایک بائی روڈ پر مڑ گئی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر ان کا کیا مقصد ہے۔ لیکن تھوڑی دور آگے آنے کے بعد اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ تعاقب کے شبہ کو دور کرنے کے لیے کار کو اس بائی روڈ پر لے جایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بائی روڈ چکر کاٹ کر واپس چوک کے پاس اسی سڑک سے آملتی تھی۔ اور ان نوجوانوں کے رنگ دیکھ کر وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ یقیناً ڈاکٹر داور کے ساتھی

ہوں گے، اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا کہ اگر ڈاکٹر داور کی بجائے۔ وہ اصل فارمولا حاصل کرے تو وہ اس کے لیے زیادہ اچھا ٹارگٹ بن سکتا ہے۔ اس فارمولے کو وہ وائٹ پینتھرز تو کیا۔ دنیا کی ہر بڑی حکومت کے ہاتھ معقول ترین رقم پر فروخت کر سکتا ہے۔

چنانچہ اس کے شاطر ذہن نے فوراً ہی ایک منصوبہ مرتب کر لیا۔ اس نے کار کو پھرتی سے ایک سائیڈ پر کر کے درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے لے جا کر روک دیا۔ یہاں اس کو آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ کار کو روکتے ہی اس نے اپنی مخصوص جیکٹ کے بٹن کھولے اور اندرونی طور پر بنی ہوئی ایک خفیہ جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکال لی۔ اس ڈبیا کو کھول کر اس نے اس میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا مگر چپٹا بٹن باہر نکالا۔ ڈبیا میں ہی ایک طرف ایک کیپسول رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ کیپسول کھولا اور بٹن کی سطح پر انگلی کو رکھ کر اسے راؤنڈ

کلاک کی طرح گھما دیا۔ بٹن کا رنگ تیزی سے تبدیل ہوتا چلا گیا، اس نے وہ بٹن اس کیپسول میں ڈالا اور پھر ڈبیا بند کر اس نے جیب میں ڈالی اور خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس نے ایک ہاتھ سے سیٹ پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر داور کے دونوں گال اپنے پنجے میں جکڑ کر زور سے دبائے۔ تو ان کا منہ کھلتا چلا گیا اور جوڈش نے دوسرے ہاتھ میں موجود کیپسول ان کے حلق کے اندر ڈال کر نہ صرف ہاتھ چھوڑ دیا۔ بلکہ ایک ہاتھ سے ان کا منہ بند کر دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے ان کی ناک کو بھی بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر داور کے گلے میں حرکت ہوئی۔ جیسے انہوں نے کوئی چیز نگلی ہو۔ اور جوڈش نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہٹا لیے۔ اس کیپسول کی بناوٹ ہی ایسی تھی اور اس پر ایسا مادہ لگایا گیا تھا کہ حلق میں جاتے ہی پھسل کر خود بخود آگے بڑھ جاتا تھا۔ لیکن

چونکہ ڈاکٹر داور بے ہوش تھے۔اس لیے حفظِ ماتقدم کے طور پر جوڈش نے ان کا ناک اور منہ بند کر دیا تھا۔تاکہ کیپسول جلد نیچے چلا جائے، اب وہ مطمئن تھا۔اس نے کار کا دروازہ بند کیا اور کار چلاتا ہوا تیزی سے چوک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔چوک پر پہنچتے ہی اس کی تیز نظروں نے اس کار کو دیکھ لیا۔اور اس کے لبوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتا ہوا اپنی کوٹھی پر پہنچا۔اور پھر جب وہ کار سے اتر کر پھاٹک کھول رہا تھا۔تو اس نے تعاقب کرنے والی کار کو ایک پبلسٹی سائن بورڈ کے پیچھے رکتے دیکھ لیا۔پھاٹک کھول کر وہ کار کو پورچ میں لے گیا۔پورچ میں کار روک کر اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا۔اور ڈاکٹر داور کو بڑی احتیاط سے باہر گھسیٹ وہ انہیں یوں ہاتھوں پر اٹھائے عمارت کی طرف بڑھا۔جیسے بیمار بچے کو باپ دونوں ہاتھوں پر کسی تختے کی صورت میں اٹھالیتا ہے۔ڈاکٹر

داور بوڑھے اور بیمار ہونے کی وجہ سے کچھ زیادہ وزن نہ رکھتے تھے۔ اس لیئے جوڈش کو انہیں اٹھانے میں کچھ زیادہ مشکل پیش نہ آئی۔ انہیں اندر لے جا کر ایک کمرے میں پڑے ہوئے بیڈ پر لٹا دیا اور خود کمرے سے نکل کر راہداری میں موجود دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے اس کی بنیاد سے تین اینٹیں اوپر پیر سے ٹھوکر ماری تو دیوار درمیان سے پھٹ کر مخالف اطراف میں کھسکتی چلی گئی۔ اب وہاں پر ایک خلا سا بن گیا تھا۔ جس کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی چلی جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تیسری سیڑھی پر اس نے جیسے ہی قدم رکھا، اس کی پشت پر دیوار برابر ہوگئی۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک بڑے سے کمرے پر ہوا۔ اس کمرے میں ایک بڑی میز اور چند کرسیاں پڑی تھیں۔ ایک طرف ایک بڑی سی الماری رکھی ہوئی تھی۔ جوڈش نے وہ الماری کھولی۔ اور اس میں موجود ایک ٹائپ رائٹر نما

مشین نکال کر اس نے کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر رکھ دی۔ اس پر پڑا ہوا کور ہٹا کر اس نے اس کی سائیڈ میں موجود ا ریل کو کھینچ کر اونچا کیا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ کر اس مشین پر جھک گیا۔ مشین کے درمین میں ایک چوڑی سی سکرین تھی' اور اس نے نیچے ایک سفید سا خانہ تھا یہ اس بٹن کی آپریٹو مشین تھی۔ جوڈش کو یہ مشین بے حد پسند تھی اور وہ اکثر مہموں میں اسے ساتھ رکھتا تھا۔ اس کے پاس اس کا ہر ماڈل موجود تھا اور اس کی عادت تھی کہ وہ اس قسم کی ایک مشین ہر اڈے پر ضرور رکھتا تھا' اس نے اس کے کئی بٹن بیک وقت دبا دیئے تو مشین میں زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور درمیانی سکرین روشن ہوگئی ساتھ ہی نیچے والے سفید خانے پر شہر کا ایک نقشہ ابھر آیا۔ یہ نقشہ اس نے بازار سے خرید کر اس مشین میں فٹ کیا ہوا تھا۔ سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں دوڑ رہی تھیں۔ جوڈش نے ایک اور بٹن دبایا تو

سکرین پر اس کمرے کا منظر ابھر آیا۔ جس میں ڈاکٹر داور بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔ یہ بٹن اور مشین جوڈش کے خصوصی ہتھیار تھے۔ اسے جب کسی اہم شخصیت کو شکار کرنا ہوتا تھا تو وہ یہ بٹن اس کی کار یا جسم کے کسی حصے میں چپکا دیتا تھا۔ اور پھر اطمینان سے اس مشین کے سامنے بیٹھ کر اس کی نقل و حرکت چیک کرتا رہتا تھا۔ مشین میں یہ خوبی موجود تھی کہ بٹن جہاں جہاں سے گزرتا نقشے والے خانے میں وہاں وہاں سرخ رنگ کا بلب جلتا بجھتا رہتا۔ اس طرح اسے وہیں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم ہو جاتا، اس بار بھی اس نے یہی داؤ کھیلا تھا۔ اس نے بٹن ڈاکٹر داور کے معدے میں پہنچا دیا تھا۔ اس کا پلان یہ تھا کہ یہ ایشیائی یقیناً ڈاکٹر داور کو اٹھا کر اپنے اڈے پر لے جائیں گے' اس طرح ان کا اڈہ بھی اس کی نظروں میں آجائے گا اور پھر ڈاکٹر دور سے بیس گز کے فاصلے پر ہونے والی گفتگو بھی وہ اس مشین پر سن سکتا تھا' اس طرح ہو سکتا ہے

کہ اسے اصل فارمولے کے متعلق بھی کوئی کلیومل جائے اور وہ اصل فارمولا حاصل کرلے۔ یہ سارا کھیل اس نے اصل فارمولے کو حاصل کرنے کے لیے ہی کھیلا تھا۔

دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔اس نے سکرین پر ایک نوجوان کو بڑے محتاط انداز میں کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف گیا اور اندر جھانکا اور پھر ادھر ادھر دیکھتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکل گیا،اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات موجود تھے اور جوڈش کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھر آئی۔وہ اس نوجوان کو پہچان گیا تھا۔یہ نوجوان تعاقب کرنے والی کارکوڈرائیور کررہا تھانوجوان تھوڑی دیر تک کمرے سے غائب رہا۔اور پھر جب وہ دوبارہ اسی کمرے میں داخل ہواتو اس کے ساتھ دو اور آدمی تھے۔یہ دونوں بھی اسی کار میں سوار

تھے۔ وہ تینوں ہی ڈاکٹر داور کی طرف بڑھے اور پھر پہلے آنے والے نے ڈاکٹر داور کی نبض چیک کی۔

''اوہ.........ڈاکٹر داور زخمی ہیں، اور ان کے جسم کے گرد پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ یوں لگتا ہے۔ جیسے کسی سرجن نے آپریشن کرنے کے بعد پٹیاں باندھی ہوں۔'' پہلے والے نوجوان کی آواز مشین کے مائیک سے ابھری تھی۔

''اوہ.........پھر تو ان کا یہاں سے لے جانا خاصا مشکل کام ہے، یہ بے ہوش بھی ہیں۔'' دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے.........اسی وجہ سے وہ داڑھی والا انہیں چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے۔ بہر حال اب انہیں بڑی احتیاط سے لے جانا ہو گا۔'' پہلے نے کہا۔

''اسی کی کار کیوں نہ استعمال کی جائے.........وہ نزدیک بھی

ہے بیڈ کو اٹھا کر کار تک لے چلتے ہیں۔'' دوسرے نے کہا اور پھر باقی افراد نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد ان تینوں نے مل کر بیڈ اٹھایا اور اسے باہر پورچ میں کھڑی جوڈش کی کار کے پاس لے جا کر رکھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر داور کو انہوں نے کار میں منتقل کیا۔ چونکہ ٹیلی بٹن ڈاکٹر داور کے پیٹ میں موجود تھا۔ اس لیے جہاں جہاں ڈاکٹر موجود تھے وہاں کا سارا منظر اور بات چیت مشین سے جوڈش سن رہا تھا۔

جوڈش کی کار میں ڈاکٹر داور کو لے کر وہ کوٹھی سے باہر نکلے۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد شیراز کالونی کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے۔ تعاقب کرنے والی کار بھی ساتھ تھی۔ اس کے بعد جوڈش کی کار کو اس کوٹھی سے باہر لے جایا گیا۔ جوڈش نقشے کی وجہ سے اس کوٹھی کا محل وقوع جان گیا تھا۔

اس کے بعد ان کی بات چیت میں عمران کا ذکر آیا تو جوڈش کا چہرہ کھل اٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ جو داؤ اس نے کھیلا ہے۔ وہ صحیح ثابت ہوا ہے۔ اب اُسے اس بات کا انتظار تھا کہ اصل فارمولے کی بات چیت کب سامنے آتی ہے۔ ان میں سے ایک تو ڈاکٹر داور کے پاس رہ گیا۔ جب کہ باقی دو اس کمرے سے باہر چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی' اور ڈاکٹر داور کے کمرے میں موجود نوجوان نے رسیور اٹھالیا اور دوسری طرف سے بولنے والے کا نام عمران سن کر جوڈش چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اور پھر ٹیلی فون پر ان دونوں کی بات چیت سنتے ہی اس پر انکشافات ہونے شروع ہو گئے۔ اسے معلوم ہو گیا کہ وائٹ پینتھرز اور اس کے گروپ کا خاتمہ ہو چکا ہے اور یہ خاتمہ انہی نوجوانوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ ساری کہانی اس نوجوان کی زبانی اس نے سن لی۔ اور

اسے اپنی ذہانت پر رشک آنے لگا کہ اس نے کس طرح عین وقت پر ڈاکٹر داور کو چھوڑ کر اصل فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنالیا تھا۔ کیونکہ وائٹ پینتھر کے مرنے کے بعد اب ڈاکٹر داور اس کے لیے بے کار ہو چکا تھا۔ اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جوانا بھی انہی کا ساتھی ہے۔ اور عمران اور جوانا اسی کوٹھی میں پہنچنے والے ہیں۔ اور پھر وہ اسی انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب عمران اور جوانا وہاں آئیں اور اس کے بعد اصل فارمولے کے متعلق کچھ معلوم ہو۔ کیونکہ ابھی تک فارمولے کا کوئی ذکر نہ آیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اسے خیال آیا کہ کہیں یہ لوگ واپس اس کوٹھی میں اسے چیک کرنے نہ آجائیں' لیکن پھر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ اول تو اس کی تلاش ہی مشکل تھی۔ اوپھر وہ یہ بھی سوچ سکتے تھے کہ جوڈش وہاں اب تک بیٹھا ان کا انتظار تو نہ کر رہا ہوگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے کمرے میں اس نوجوان کو داخل ہوتے دیکھا۔ جسے اس نے ڈاکٹر رحمان کے ساتھ ڈاکٹر داور کے آپریشن کے سلسلے میں بات چیت کرتے دیکھا تھا۔ اور پھر اسے معلوم ہو گیا کہ اسی کا نام عمران ہے۔۔ اور چند ہی لمحوں بعد جوانا بھی کمرے میں داخل ہوا۔

''کیا ہوا جوانا.........وہ پیکٹ مل گیا۔'' عمران نے اس سے پوچھا تھا۔

''یس ماسٹر.........'' جوانا نے جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے اس نے اپنی جیب سے ایک بڑا سا لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اس لفافے پر مہریں سی لگی ہوئی تھیں۔

''تم اب تیار ہو جاؤ.........چار بجے کانفرنس ہونا ہے اور تم نے ڈاکٹر داور کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے یہ کانفرنس اٹینڈ کرنی ہے۔''

عمران نے مسکرا کر جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کانفرنس .... مگر ماسٹر ڈاکٹر داور تو بے ہوش پڑے ہوئے ہیں، وہ کیسے کانفرنس میں حصہ لے سکتے ہیں۔'' جوانا نے چونکتے ہوئے پوچھا اور جوڈش بھی مشین پر یہ بات چیت سن کر چونک پڑا۔

''اب میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا .... میں خود ڈاکٹر داور کے میک اپ میں کانفرنس میں حصہ لوں گا۔ اصل فارمولا میرے پاس ہے اور میں نے اسے اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ آخر میری ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی کی ڈگریاں کب کام آئیں گی۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نے سر ہلا دیا۔ ادھر جوڈش نے دانت بھینچ لیے۔ وہ سارا کھیل سمجھ گیا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اصل فارمولا اس پیکٹ میں ہے۔ جو جوانا نے اسے لا کر دا تھا اور اب عمران ڈاکٹر داور کے میک اپ میں یہ فارمولا لے کر کانفرنس میں

جائے گا۔اور چونکہ اس نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کر رکھی ہے، اس لیے وہ آسانی سے اس فارمولے پر ڈسکس کرے گا۔

اب جوڈش کے ذہن میں دو باتیں آرہی تھیں۔ایک تو یہ کہ وہ فوری طور پر اس کوٹھی پر حملہ کر کے ان سے فارمولا حاصل کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کانفرنس کے وقت کانفرنس والوں کو بتا دے کہ ڈاکٹر داور اصلی نہیں ہے، اس طرح کانفرنس ملتوی ہو جائے گی اور فارمولا عمران واپس لے آئے گا۔لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ کانفرنس کہاں ہورہی ہے۔اور پہلی بات پر عمل اس لیے ممکن نہ تھا کہ وہ اکیلا کوٹھی میں گھس کر اتنے لوگوں سے مقابلہ کر کے فارمولا حاصل نہ کرسکتا تھا۔چار بجنے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔اور اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس کی کار شیراز کالونی کی پارکنگ میں کھڑی کی گئی ہے۔چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ اس پارکنگ میں پہنچ کر

وہاں سے اپنی کار حاصل کرے۔اور پھر وہ عمران اور جوانا کا تعاقب کرے۔اور اگر اس کا داؤ راستے میں چل جائے تو وہ اپنی مخصوص تکنیک استعمال کرتے ہوئے ان کی کار کا ایکسیڈنٹ کر دے اور فارمولا لے اڑے۔اور اگر اس کا داؤ کسی طور پر نہ چل سکے تو پھر ان کا تعاقب کر کے اسے کانفرنس کی جگہ کا پتہ چل جائے گا۔چنانچہ وہ وہاں فون کر سکتا ہے۔اس کے بعد فارمولا آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔وہ ابھی بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک اس نے عمران کی آواز سنی۔وہ اپنے ایک ساتھی سے مخاطب تھا۔

”تین بج گئے ہیں.........اب میں فون کر کے کانفرنس کے انتظام کے بارے میں معلوم کرلوں۔اور یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ کانفرنس کا انتظام مکمل ہو گیا ہے یا نہیں۔“عمران نے قریب بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

''لیکن عمران صاحب........آپ نے اس داڑھی والے کے بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی۔ جو ڈاکٹر داور کو اغوا کر کے لے گیا تھا۔'' اس کے ساتھی نے کہا۔

''اسی لیے تو میں فوری طور پر کانفرنس کا چکر چلا رہا ہوں......... تا کہ اس بکھیڑے سے جان چھوٹ جائے۔ اب اگر میں اسے ڈھونڈنا شروع کر دوں تو اور مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔ کانفرنس کے بعد اسے بھی ڈھونڈ ھ لوں گا۔'' عمران نے کہا۔

''ماسٹر........جہاں تک میرا خیال ہے۔ ڈاکٹر داور کو اغوا کرنے والا جوڈش ہی ہو سکتا ہے۔ جو قد و قامت چوہان صاحب نے بتایا ہے۔ اس لحاظ سے وہ جوڈش ہی لگتا ہے۔ اس نے یقیناً میک اپ کر رکھا ہوگا۔'' جوانا جو قریب ہی بیٹھا ہوا تھا بول پڑا۔ اور عمران سر ہلا کر رہ گیا۔

''لیکن پھر اس نے ڈاکٹر داور کو اس طرح اغوا کر کے آخر کیوں چھوڑ دیا۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے.........'' اس آدمی نے جسے چوہان کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا' کہا۔

''جہاں تک میں نے اندازہ لگایا ہے.........وہ وائٹ پینتھرز کے لیے کام کر رہا ہو گا۔ کیونکہ وہ بذاتِ خود تو صرف پیشہ ور قاتل ہے۔ کسی مجرم تنظیم کا سرغنہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر داور کو اغوا کرنے کے بعد کسی ذریعہ سے اسے معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ وائٹ پینتھر ختم ہو چکا ہے۔ تو اس نے اس کھیل سے ہاتھ اٹھا لیا ہو گا۔ اور ڈاکٹر داور کو چھوڑ کر چلا گیا ہو گا۔'' عمران نے کہا۔

''مگر عمران صاحب.........وہ اگر جاتا تو کم از کم اپنی کار تو لے جاتا۔ وہ تو کار بھی چھوڑ گیا۔'' چوہان نے کہا۔

''ہو سکتا ہے.........وہ کار چوری کی ہو۔'' عمران نے کہا۔ اور

چوہان نے سر ہلا دیا۔ جیسے اب مسئلہ اس کی سمجھ میں آ گیا ہو۔ اور جوڈش عمران کی باتیں سن کر سوچنے لگا۔ کہ عمران واقعی بے حد ذہین آدمی ہے۔

اُسی لمحے عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا اور جوڈش نے آنکھیں سکرین پر گاڑ دیں۔ کیونکہ اسے ان نمبروں کی ضرورت تھی۔ جس پر عمران کانفرنس کے سلسلے میں کال کرنا چاہتا تھا۔ اگر اسے نمبر معلوم ہو جاتے تو پھر وہ آسانی سے اس عمارت کا محل وقوع تلاش کر سکتا تھا۔

چنانچہ جیسے جیسے عمران نمبر ڈائل کرتا گیا۔ وہ ان نمبروں کو اپنے ذہن میں محفوظ کرتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی آواز بلند کرنے والی ناب کو اور زیادہ گھما دیا۔

''ہیلو........سوشل ویلفئیر کمیونٹی سنٹر۔'' رسیور میں سے بلند

ہونے والی آواز اسے واضح طور پر سنائی دی۔

''میں پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں.........ڈائرکٹر جنرل سے بات کراؤ۔'' عمران نے کہا۔

''یس.........، ہولڈ کریں۔ وہ اپ کی کال کے منتظر تھے۔''

دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد رسیور میں سے ایک اور آواز گونجی۔

''ہیلو.........ڈائریکٹر جنرل رازی بول رہا ہوں۔''

''پرنس آف پاکیشیا.........کانفرنس کا مقام بتائیں۔ تین بج گئے ہیں۔'' عمران نے کہا۔

''پہلے وہ کوڈ دہرائیں.........جو پچھلی گفتگو میں طے ہوا تھا تا کہ مجھے تسلی ہو جائے۔'' ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

''فارمولا.........نمبر تین سو تین۔'' عمران نے کہا۔

''او۔کے.........مقام نوٹ کریں۔رازی پلازا۔سائمن روڈ۔کانفرنس ٹھیک ساڑھے چار بجے شروع ہو جائے گی۔ساڑھے تین بجے تمام شرکا پہنچ جائیں گے۔آپ ڈاکٹر داور کو ٹھیک چار بجے بھیج دیں۔''ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

''اس عمارت کی حفاظت کا کیا انتظام ہے.........''عمران نے پوچھا۔

''اس بارے میں بے فکر رہیں.........اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کرلیا گیا ہے۔''رازی نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''او کے.........ویسے ڈاکٹر داور کے ساتھ ان کا ذاتی باڈی گارڈ آئے گا۔''عمران نے کہا۔

''لیکن.........غیر متعلقہ آدمی کانفرنس میں کیسے آسکتا ہے۔''

رازی نے پریشان لہجے میں کہا۔

"آپ اسے کانفرنس روم سے ملحقہ کمرے میں بٹھا دیں........ لیکن حکومتِ پاکیشیا نے اسے چونکہ ساتھ بھیجا ہے۔اس لیے وہ ساتھ ضرور آئے گا۔" عمران نے کہا۔

"اوکے........ ٹھیک ہے۔ایسا کرلیں گے۔ہمیں بھی سرکاری طور پر یہی اطلاع دی گئی تھی کہ ڈاکٹر داور کا ذاتی باڈی گارڈ ساتھ آرہا ہے۔" رازی نے کہا۔

"اوکے........ ڈاکٹر داور اور ان کا ذاتی محافظ ٹھیک چار بجے پہنچ جائیں گے بے فکر رہیں۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"چلو بھئی جوانا تیار ہو جاؤ........ میں بھی ڈاکٹر داور کا میک اپ کرلوں اور چوہان‘ تم لوگوں نے یہاں بے حد محتاط رہنا ہے۔ڈاکٹر داور کی ہر صورت میں حفاظت کرنی ہے۔انہیں دو گھنٹے بعد میرے

خیال میں ہوش آجائے گا۔انہیں نہ بتانا کہ عمران کانفرنس میں گیا ہے۔بعد میں خود ہی میں بتا دوں گا۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں.........ویسے مجھے جوانا کو ساتھ لے جانے کی تک سمجھ میں نہیں آئی۔آپ کے ہوتے ہوئے جوانا وہاں کیا کرے گا۔" چوہان نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے صرف حفظِ ماتقدم کے طور پر لے جا رہا ہوں۔مجھے خطرہ ہے کہ کانفرنس میں کوئی غلط آدمی نہ آجائے۔اور ڈاکٹر داور ایک بوڑھا سائنس دان ہے.........وہ بے چارہ تو لڑ نہیں سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ.........اچھا' اچھا سمجھ گیا۔" چوہان نے سر ہلا دیا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جوڈش نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔اور پھر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔رازی پلازا سائمن روڈ کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس نے ایک فیصلہ کرلیا تھا۔کہ وہ رازی پلازا پہنچنے سے پہلے ایک سنسان سڑک پر ان دونوں کو گھیرے گا۔اور پھر اپنی مخصوص تکنیک استعمال کرنے کے بعد اس کے لیے فارمولا حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔چنانچہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

کار تیزی سے سائمن روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا بیٹھا تھا۔ جب کہ عمران ڈاکٹر داور کے میک اپ میں پچھلی سیٹ پر موجود تھا۔ ایک بریف کیس اس کے ساتھ سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ اصل فارمولا اس بریف کیس میں رکھا ہوا تھا۔

''ماسٹر.........آخر اس فارمولے میں ایسی کیا بات ہے۔ کہ لوگ اس کے لیے پاگل ہو رہے ہیں۔ کیا یہ ایٹم بم کا فارمولا ہے۔''

جوانا نے پوچھا۔

''ارے نہیں جوانا.........ایٹم بم کا فارمولا تو اب سکول میں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔اس فارمولے میں ہمیشہ جوان رہنے کا راز ہے۔''عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہمیشہ جوان رہنے کا فارمولا.........مگر ڈاکٹر داور خود تو بوڑھا ہے۔اس نے یہ فارمولا پہلے اپنے اوپر استعمال کیوں نہیں کیا۔''جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے پہلے اپنی بیوی پر یہ فارمولا استعمال کیا۔اور وہ جوان ہوگئی اس کے بعد اس نے ڈاکٹر داور کو منع کر دیا کہ وہ خود جوان نہ ہو۔ اور ڈاکٹر داور بڑا فرمانبردار قسم کا شوہر ہے۔اس لیے وہ بے چارہ خاموش رہا۔''عمران نے کہا۔

''مگر کیوں.........اس کی بیوی کو جوان شوہر نہیں چاہئیے تھا۔''

جوانا کے لہجے میں حیرت تھی۔

''تم نے شادی کی ہے.........''عمران نے اچانک پوچھا۔

''نہیں.........میں نے کبھی یہ بکھیڑا نہیں پالا۔''جوانا نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

''بس.........پھر تم نہیں سمجھ سکتے۔ بیویاں' احمق اور بوڑھے شوہروں کو پسند کرتی ہیں۔ وہ بڑے فرمانبردار شوہر ثابت ہوتے ہیں۔''عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور جوانا نے یوں سر ہلایا جیسے وہ بات سمجھ گیا ہو۔

اس وقت وہ ایک ایسی سڑک پر سے گزر رہے تھے۔ جو سنسان تھی اور کبھی کبھار کوئی اک دکا کار آتی جاتی نظر آجاتی تھی کار کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔

''ماسٹر.........آپ نے شادی کیوں نہیں کی۔ کیا آپ بوڑھے

ہونے کے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔'' جوانا نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کا رخ ایک زوردار جھٹکے سے مڑا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کار یکلخت کسی لٹو کی طرح گھوم گئی ہو۔ دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی ہو۔ آخری لمحات میں اس کے کانوں میں جوانا کی چیخ سنائی دی تھی' اس کا ذہن اس کے بعد تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی' تو اس نے اپنے آپ کو گھاس پر اوندھے منہ پڑا ہوا دیکھا۔ کئی لوگ اس پر جھکے ہوئے تھے۔ ارد گرد کئی کاریں بھی موجود تھیں اور عمران کراہتا ہوا اٹھنے لگا۔

''لیٹے رہو.........لیٹے رہو۔تمہاری کار کا خوفناک ایکسیڈنٹ پیش آیا ہے۔تم خوش قسمت ہو کہ ایکسیڈنٹ کے ساتھ ہی تم دروازہ کھلنے پر باہر آ گرے۔اس پر جھکے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اسے سیدھا کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ساتھی.........میرا ساتھی۔''عمران نے سر کو جھٹکتے ہوئے بے اختیار اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ٹھیک ہے.........صرف بے ہوش تھا۔ہم بروقت پہنچ گئے۔ہم نے اسے باہر نکال لیا۔اگر ہمیں ایک لمحہ کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ کار سمیت جل کر راکھ ہو جاتا۔''انہی میں سے کسی نے کہا اور اسی لمحے عمران کو ساتھ لیٹا ہوا جوانا نظر آ گیا۔اس کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔اور کچھ لوگ اس پر جھکے ہوئے تھے۔سامنے اس کی کار ایک بڑے سے درخت کے ساتھ کھڑی دھڑا دھڑ جل رہی تھی' اور عمران

بے اختیار سر کو جھٹکتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے سائرن بجاتی ہوئی دو تین گاڑیاں بھی وہاں پہنچ گئیں جوانا بھی اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ پولیس وین کے ساتھ ایک ڈاکٹر کی کار بھی تھی۔ ڈاکٹر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور پھر اس نے تیزی سے اسے چیک کر کے اس کے .... او کے ہونے کا اعلان کر دیا۔

”تم خوش نصیب ہو مسٹر .... کہ اتنے خوف ناک حادثے سے بچ گئے ہو۔“ ڈاکٹر نے عمران کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بیگ اٹھائے ہوئے جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ جوانا کے ماتھے پر زخم تھا اور اس سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے بازو اور سینہ پر بھی ہلکے ہلکے زخم آئے تھے۔ لیکن فریکچر ہونے سے بچ گیا تھا۔ ڈاکٹر نے بڑی پھرتی سے اس کی مرہم پٹی کر دی۔

اسی لمحے عمران کو فارمولے والے بیگ کا خیال آیا۔ تو وہ بری

طرح چونک پڑا۔ اچانک حادثے کی وجہ سے اس کے ذہن سے وقتی طور پر بیگ اتر گیا تھا۔ بیگ کا خیال آتے ہی وہ تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ جو دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ لیکن پولیس کے دو سارجنٹوں نے اسے درمیان ہی میں روک لیا۔

"کہاں جا رہے ہیں........ کار جل رہی ہے۔ اس کے قریب نہ جائیں۔ اس کے پٹرول کی ٹنکی کسی بھی لمحے پھٹ سکتی ہے۔" ایک سارجنٹ نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور پھر وہ وہاں موجود سب افراد کو پیچھے ہٹانے لگے۔ اسی لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور کار کی پٹرول کی ٹنکی پھٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی جیسے بیس گز کے دائرے میں آگ سے جلتے ہوئے پرزوں کی بارش ہوگئی۔ اگر پولیس والے بروقت لوگوں کو وہاں سے نہ ہٹا چکے ہوتے تو یقیناً کئی افراد زخمی ہو جاتے۔

''میرا ایک قیمتی بریف کیس کار میں تھا.........میں نے اسے تلاش کرنا ہے۔''عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پولیس سارجنٹ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''کس رنگ کا تھا.........بریف کیس۔'' قریب کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے اچانک عمران سے پوچھا۔

''سرخ رنگ کا.........جیمز بانڈ ٹائپ۔''عمران نے مڑ کر کہا۔

''اوہ.........وہ میں نے ایک کار والے کے ہاتھ میں دیکھا تھا۔ اب میں یہاں پہنچا تو میں نے یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک کار میں ایک آدمی کو بیٹھتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بریف کیس تھا۔ وہ جلدی سے کار میں بیٹھا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ میں حیران تھا۔ وہ جلدی سے کار میں بیٹھا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ میں حیران تھا۔ کہ وہ آپ لوگوں کو بچانے کی

بجائے وہاں سے کیوں جا رہا ہے۔ بریف کیس اپنے مخصوص رنگ کی وجہ سے یاد رہ گیا ہے۔ اب آپ کے بات کرنے پر مجھے خیال آ گیا ہے۔" ادھیڑ عمر نے بڑے جوش و خروش سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ جیسے یہ بات بتا کر اسے پورے مجمع میں ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی ہو۔

"کار کا نمبر معلوم ہے آپ کو........" عمران نے پوچھا۔

"نمبر........اوہ' ہاں مجھے یاد آ رہا ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اس کا نمبر ایس۔ کے۔ جے۔ تیرہ صفر تیرہ تھا۔ نیلے رنگ کی آسٹن تھی۔ آکسفورڈ ماڈل۔ دراصل میرا کاروں کا بزنس ہے۔ اس لیے مجھے یہ سب باتیں یاد رہ گئی ہیں۔" اس ادھیڑ عمر آدمی نے مزید چوڑا ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اب اسے اپنی اہمیت کا احساس پوری طرح ہو گیا تھا۔ ارد گرد موجود لوگ بھی بڑی دلچسپی سے اس کی بات سن رہے

تھے۔ ادھر پولیس والے جوانا کا بیان لینے میں مصروف تھے۔

''اس کا حلیہ.........'' عمران نے پوچھا۔

''بھاری جسم.........لیکن سمارٹ اور طاقتور۔ بڑے چیک کا سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سر پر ہلکے سنہری رنگ کے بال تھے۔ مجھے غیر ملکی ہی نظر آتا تھا۔ میں زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ میں نے اس کی ایک جھلک ہی دیکھی ہے۔'' اسی ادھیڑ عمر کے آدمی نے کہا۔

.........اسی لمحے پولیس والے وہاں پہنچ گئے۔ جوانا ان کے ساتھ تھا۔

''باس.........یہ بیان لینا چاہتے ہیں۔'' جوانا نے رو دینے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کتنی رقم دیں گے.........'' عمران نے بڑے ہی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

رقم.........کیسی رقم۔‘‘ پولیس سارجنٹ نے چونکتے ہوئے

پوچھا۔

’’بیان کی.........آخر بیان مفت تو نہیں دیا جا سکتا۔ ہر چیز کی قیمت ہوتی ہے۔ اس کمرشل دور میں۔‘‘ عمران نے جواب دیا۔ اور پولیس والے تو ہونٹ کاٹ کر رہ گئے۔ البتہ ادھر ادھر موجود افراد عمران کی بات سن کر بے اختیار قہقہہ مار کر رہ گئے۔

’’آپ.........آپ پولیس سے تعاون کریں۔‘‘ پولیس سارجنٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’تعاون.........اچھا‘ جسے ہم لوگ اپنی زبان میں خیرات کہتے ہیں۔ چلو ایسے ہی سہی۔ ویسے بھی میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مجھے خیرات کرنی چاہیئے۔‘‘ عمران نے اونچے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مجمع ایک بار پھر ہنس پڑا۔ البتہ پولیس والے اسے ایسے دیکھ

رہے تھے۔ جیسے ان کا واسطہ کسی جھکّی بوڑھے سے پڑ گیا ہو۔ اور اب ان کے چہروں پر اکتاہٹ سی طاری تھی۔ اور یہی عمران چاہتا تھا۔ کہ جلد از جلد ان کا پیچھا چھوڑ دیں۔

دیکھئے......... میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میں وہاں کا مشہور سائنس دان ڈاکٹر ہوں۔ یہ میرا ذاتی باڈی گارڈ جوانا ہے۔ ہم ایک اہم کانفرس میں شرکت کے لیے جا رہے تھے کہ اچانک گاڑی گھومی اور اس کے بعد دھماکے کی آواز میں نے سنی اور پھر ان لوگوں کی شکلیں دیکھیں۔'' عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور سائنس دان کا لفظ سن کر پولیس والے بھی مؤدب سے ہو گئے۔

''کسی فائر کی آواز تو نہیں سنی آپ نے.........؟'' پولیس سارجنٹ نے عمران سے پوچھا۔

''بے شمار بار سنی ہے.........'' عمران نے جواب دیا۔

''کیا مطلب.........؟'' پولیس سارجنٹ نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

''جہاں میری کوٹھی ہے.........اس کے ساتھ ملٹری والوں کی چاند ماری کی جگہ ہے۔ شوٹنگ پلیس وہاں دن رات فائرنگ ہوتی رہتی ہے۔'' عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جوان دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ.........میرا مطلب ایکسیڈنٹ سے پہلے۔'' سارجنٹ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سوری.........ایکسیڈنٹ سے پہلے تو میں نے دھماکہ سنا تھا۔ کار کا درخت سے ٹکرانے کا دھماکہ۔'' عمران نے جواب دیا۔

''آپ اپنا پتہ بتائیں.........باقی ہم خود دیکھ لیں گے۔'' سارجنٹ اب پوری طرح اکتا گیا تھا۔

''نارمن ہوٹل میں.........ہمارے کمرے بک ہیں۔ سوٹ نمبر

دوسو چالیس۔'' عمران نے جواب دیا۔ اور سارجنٹ نے جلدی سے پتہ نوٹ کر کے ڈائری بند کر دی۔ عمران نے پتہ درست بتایا تھا۔ کیونکہ سرکاری طور پر ڈاکٹر داور کے لیے یہی رہائش گاہ بک کرائی گئی تھی۔

''کیا آپ ہمیں مینچوک تک لفٹ دے سکتے ہیں.........''

عمران نے سارجنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ......... ہاں آیئے۔'' سارجنٹ نے کہا اور عمران اور جوانا دونوں پولیس کار میں بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد پولیس کار نے انہیں مین چوک پر اتار دیا۔ پولیس کار جانے کے بعد عمران اور جوانا نے ٹیکسی کی اور شیراز کالونی میں اپنی کوٹھی پر پہنچ گئے۔

چوہان اور اس کے ساتھی عمران اور جوانا کو اس حالت میں دیکھ کر

حیران رہ گئے۔اور جب انہیں اس خوف ناک ایکسیڈنٹ سے ان کے اس طرح صحیح سالم بچ نکلنے کا پتہ چلا۔تو انہوں نے بڑے ہی خلوص سے مبارک باد دی۔

''عمران ڈاکٹر داور کے کمرے میں آیا اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس.........سوشل ویلفیئر کمیونٹی سنٹر۔'' رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''پرنس آف پاکیشیا بول رہا ہوں.........ڈائریکٹر جنرل سے بات کرائیں۔'' عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا.........ہولڈ کریں۔'' دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ڈائریکٹر جنرل رازی کی آواز سنائی دی۔

''یس.........رازی بول رہا ہوں۔'' اس کا لہجہ چونکا ہوا تھا۔

''رازی صاحب.........کانفرنس کی کیا پوزیشن ہے۔عمران نے پوچھا۔

''سب لوگ پہنچ چکے ہیں.........صرف ڈاکٹر داور کا انتظار ہے دس منٹ رہ گئے ہیں۔چار بجنے میں' کیوں۔''رازی نے پوچھا۔

''آپ یہ کانفرنس دو گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیں.........چار کی بجائے چھ بجے۔''عمران نے کہا۔

''کیوں.........کیا ہوا۔''رازی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''دراصل فارمولا ہم نے احتیاطی تدابیر کے طور پر پاکیشیا ہی میں رہنے دیا تھا۔کیونکہ خطرہ تھا کہ کچھ تنظیمیں یہ فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کریں گی۔اور آپ کو معلوم ہے کہ ایسا ہوا.........بہر حال ایک سپیشل جہاز فارمولا لے کر پاکیشیا سے چل پڑا تھا۔اس نے ساڑھے تین بجے پہنچنا تھا۔لیکن اب اطلاع آئی ہے کہ معمولی فنی

خرابی کی وجہ سے اسے راستے میں رکنا پڑا ہے۔وہ ساڑھے پانچ بجے پہنچے گا۔اس لیے کانفرنس چھ بجے رکھ لیں۔''عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ یہ بات ہے........تب مجبوری ہے۔ٹھیک ہے۔میں مندوبین کو کہہ دیتا ہوں۔چھ بجے تو ہو جائے گی یا پھر ملتوی کرنی پڑے گی۔'' رازی نے عمران سے پوچھا۔

''نہیں........چھ بجے ہو جائے گی۔آپ بے فکر رہیں۔ڈاکٹر داور چھ بجے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے فارمولے سمیت۔'' عمران نے جواب دیا۔

''او۔کے........'دوسری طرف سے کہا گیا۔اورعمران نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا مطلب........بیگ میں اصل فارمولا نہیں تھا۔''چوہان

نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''تم نے مجھے واقعی احمق سمجھ رکھا ہے.........کہ میں اس طرح فارمولا اٹھا کر دوڑ پڑوں گا۔''عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''لیکن اگر ایکسیڈنٹ نہ ہوتا تو.........''چوہان نے پوچھا۔

''تو چھ بجے تک پھر بھی انتظار کرنا پڑتا.........اصل فارمولا بہر حال وہیں پہنچتا۔ جوانا کو میں خواہ مخواہ تو ساتھ نہ لے جا رہا تھا۔ اب جہاز والا تو بہانہ بنانا ہی پڑتا تھا۔ اصل بات کیسے بتا سکتا تھا۔''عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''واقعی.........آپ کی ذہانت کام دے گئی ورنہ اس ایکسیڈنٹ سے بہت بڑا نقصان ہو جاتا۔ اصل فارمولا ہوتا۔ تو جل کر راکھ ہو چکا ہوتا۔''نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اچھا.........تمہیں اصل فارمولے کے جلنے کا ملال ہوتا۔ اور

اگر ہم دونوں ہی چھٹی کر جاتے تو.........‘‘عمران نے مصنوعی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

’’تو ہم صرف اللہ کی رضا کہہ کر صبر کر لیتے.........اور کیا کر سکتے تھے۔‘‘صدیقی نے جواب دیا اور باقی افراد ہنس پڑے۔

’’مجھے تو تم سب تنویر کے ساتھی لگتے ہو.........وہ یقیناً مصلے پر بیٹھا ایسا ہی ورد کر رہا ہوگا۔‘‘عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اٹھ کر وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے آنکھ کے اشارے سے چوہان کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔

اور پھر اس کمرے سے کافی دور جا کر اس نے چوہان سے کہا۔

’’چوہان.........اس کمرے میں کوئی ایسی چیز موجود ہے جو ہماری گفتگو کہیں نشر کر رہا ہے۔ یہ ایکسیڈنٹ کیا گیا ہے اور فارمولے والا بیگ اڑایا گیا ہے۔ میں نے اسی لیے وہاں یہ باتیں کی تھیں۔ تم

یہ بتاؤ کہ جس کار میں تم ڈاکٹر داور کو لے کر آئے تھے اس کار رنگ اور ماڈل کیا تھا۔" عمران نے سرگوشی کے انداز میں پوچھا۔

"اوہ.........اس داڑھی والے کی کار۔وہ نیلے رنگ کی آسٹن تھی۔آکسفورڈ ماڈل نمبر تھا ایس۔کے۔جے۔تیرہ صفر تیرہ۔" چوہان نے جواب میں کہا۔

"بس ٹھیک ہے.........مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔وہی فارمولا لے گیا ہے۔کیونکہ اس آدمی نے جو حلیہ بتایا ہے۔وہ جوڈش سے ملتا جلتا تھا۔سوائے داڑھی وغیرہ کے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر.........اسے کیسے معلوم ہوا کہ آپ فارمولا لے کر اس وقت وہاں جا رہے ہیں۔" چوہان نے الجھے ہوئے لہجہ میں کہا۔

"اب بھی تم سارا کھیل نہیں سمجھے.........اس نے خوب صورت

داوٗ استعمال کیا تھا۔ اور ہم احمقوں کی طرح اس کے داوٗ میں آ گئے‘ اسے فارمولا چاہئیے تھا۔ ڈاکٹر داور نہیں‘ چنانچہ اس نے ڈاکٹر داور کو اغوا کیا تو اسے تمہارے تعاقب کا پتہ چلا۔ تو اس نے یہ پروگرام بنا لیا کہ ڈاکٹر داور کو تمہارے حوالے کر دیا۔ اور یقیناً اس نے ڈاکٹر داور کے جسم میں کوئی ٹیلی مائیک ٹائپ کا کوئی آلہ لگا دیا ہے۔ چنانچہ تم ڈاکٹر داور کو لے کو یہاں آ گئے تو اس نے اس کے آپریٹس سے یقیناً یہاں کا محل وقوع اور ہماری گفتگو سن لی۔ ساری باتیں ڈاکٹر داور کے کمرے میں ہی ہوئیں۔ نتیجہ یہ کہ اسے ہمارے سارے پروگرام اور اصل فارمولے کا علم ہو گیا۔ اور اس نے عین موقع پر ہم سے فارمولا چھین لیا۔ اب یہ تو ہماری قسمت تھی کہ ہم اس خوف ناک ایکسیڈنٹ سے نہ صرف بچ نکلے بلکہ ہمیں ایسا گواہ بھی مل گیا جس نے اسے بیگ اٹھا کر لے جاتے ہوئے دیکھا اور مزید اس کی بدقسمتی کہ اس آدمی کا

تعلق کاروں کے بزنس سے تھا' اس لیے نمبر ماڈل اور رنگ بھی معلوم ہو گیا۔'' عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ.........اسی لیے آپ مجھے ڈاکٹر داور کے کمرے سے باہر لے آئے تھے۔'' چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں.........اب تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر گلستان کالونی والی اسی کوٹھی کا محاصرہ کر لو۔ میں نے جان بوجھ کر اس کمرے میں بیٹھ کر چھ بجے اور اصل فارمولے کا حوالہ دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ جوڈش یا وہ آدمی اصل فارمولا حاصل کرنے کے لیے دوبارہ واردات کرے گا۔'' عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے.........لیکن کیا ہم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔'' یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں موجود نہ ہو۔ کسی اور جگہ گیا ہو۔'' چوہان نے عمران سے کہا۔

''ہونے کو تو لڑکا بھی ہو سکتا ہے.........اور لڑکی بھی اور مخنث بھی، اس لیے تو اس بار میں تم تینوں کو ہمراہ لایا ہوں کہ تمہیں بھی تھوڑا بہت ذہن لڑانا پڑے۔ وہاں صفدر اور کیپٹن شکیل کی موجودگی نے تمہارے ذہنوں کو زنگ لگا دیا تھا۔'' عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے.........ہو جائے گی نگرانی۔'' چوہان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے شاید عمران کے ریمارکس بورے لگے تھے۔

''سنو.........ڈاکٹر داور کے جسم میں جو آلہ لگایا گیا ہے۔ اس کا آپریٹس یقیناً انتہائی وزنی اور بڑا ہو گا۔ کہ اسے آسانی سے کہیں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ تم خود سوچو گلستان کالونی اور شیراز کالونی میں کم از کم دس میل کا فاصلہ ہے۔ ظاہر ہے۔ اتنے طویل فاصلے پر جو آپریٹس کام کر رہا ہو۔ وہ کوئی چھوٹا موٹا تو نہیں ہو سکتا۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ واقعی وہیں ہو گا۔ تو اس کی کار وہیں موجود تھی۔ وہ تمہارے سامنے اندر

داخل ہوا۔ پھر اگر اسے واقعی فرار ہونا ہی تھا۔ تو وہ کہیں بھی ڈاکٹر داور اور کار کو چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اسی کوٹھی کے کسی خفیہ تہہ خانے میں موجود تھا۔ اور اس نے یقیناً وہیں سے ساری باتیں سنی ہوں گی۔ اور فارمولا حاصل کر لینے کے باوجود انسانی تجسس یہی ہے کہ وہ ہمارے متعلق اور ہمارے آئندہ اقدامات کے متعلق معلوم کرنا چاہے گا۔ اس لیے یقیناً وہ سیدھا وہیں گیا ہو گا۔ اب اسے معلوم تو نہیں کہ کار اور اس کے متعلق ہمیں معلوم ہو چکا ہے۔'' عمران نے تفصیل بتائی تو چوہان کو یوں محسوس ہوا جیسے واقعی اس کے ذہن کو زنگ لگ چکا ہو۔

''شکریہ عمران صاحب.........واقعی ہمارے ذہنوں کو زنگ لگ چکا ہے۔ بہر حال اب آپ بے فکر رہیں نگرانی مکمل ہو گی۔ لیکن ایک کام تو ہو سکتا ہے۔ ہم چھ بجے کا انتظار کیوں کریں۔ کیوں نہ ہم پہلے

اس پر چڑھ دوڑیں۔'' چوہان نے کہا۔

''یہ میرا اور جوانا کا کام ہے........تم اپنا کام کرو۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔

جوڈش نے کار ایک درخت کے نیچے روکی۔ اور پھر دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آیا۔ یہ ایک سنسان سی سڑک تھی۔ البتہ اکّا دکّا کاریں آجا رہی تھیں۔ جوڈش اس وقت اپنے اصل حلیے میں تھا۔ کار سے نیچے اتر کر وہ پیچھے کی طرف چلتا ہوا سڑک پر بڑھتا چلا گیا۔ اس

کی تیز نظریں ارد گرد کا بغور مشاہدہ کر رہی تھیں۔ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر داور اور جوانا کی کار نے اسی سڑک پر سے گزرنا ہے۔ کیونکہ سائمن روڈ پر پہنچنے کے لیے اور کوئی راستہ ہی نہ تھا۔ اور وہ اس کار کا ایکسیڈنٹ کرنے کے لیے اپنی پرانی آزمودہ ترکیب استعمال کرنا چاہتا تھا۔ بگل نما پستول اس کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اب ایسی سچویشن ڈھونڈنا چاہتا تھا جہاں اس کی مرضی کے مطابق ایکسیڈنٹ ہو سکے اور پھر اسے اپنی پسند کی سچویشن نظر آ گئی۔ اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے بعد وہ ایک درخت کے چوڑے تنے کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔ بگل نما پستول اس نے جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ وہ جب اپنی کار لینے شیراز کالونی کی پارکنگ میں پہنچا تھا۔ تو اس نے اس کوٹھی کے اندر کا بھی جائزہ لے لیا تھا۔ جس میں ڈاکٹر موجود تھا۔ اسے وہاں پورچ میں سرخ رنگ کی کار کھڑی نظر آ گئی

تھی۔ چنانچہ اب اسے اسی سرخ رنگ کی کار کا انتظار تھا۔ اس کی نظریں اس طرف لگی ہوئی تھیں۔ جدھر سے ڈاکٹر داور کی کار نے آنا تھا۔ کافی دور سڑک پر موڑ تھا۔ اور وہ جس جگہ موجود تھا۔ وہاں سے اس موڑ سے نکلنے والی کار آسانی سے نظر آ سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ہی وہ چونک پڑا۔ اس نے مطلوبہ کار آتی ہوئی دیکھ لی تھی۔ وہ تیزی سے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے بگل نما پستول کی نال کو زمین سے لگا دیا تھا۔ البتہ اس کی نظریں دور سے آتی ہوئی کار پر جمی ہوئی تھیں اور پھر اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا جوانا نظر آ گیا۔ اور اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آ رہی تھی۔ جاور پھر جوڈش نے ٹریگر دبا دیا۔ پستول کا ٹریگر دبتے ہی جوڈش کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور پستول کی نال سے سیاہ رنگ کے سیال کی یک موٹی سی دھار زمین

سے ہو کر سڑک پر پھیلتی چلی گئی۔

دوسرے ہی لمحے جوانا کی کار کے پہیے اس سیال پر آئے' اور اس کے ساتھ ہی کار کا رخ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔ کار بھی بجلی کی سی تیزی سے مڑا کر اس موٹے درخت کی طرف بڑھی۔ جو اس دھار سے ایک مخصوص زاویے پر موجود تھا۔ اور دوسرے ہی لمحہ کار ایک خوف ناک دھماکے سے اس درخت سے ٹکرا کر پیچھے ہٹی' اور اس نے کار کے پچھلے دروازے کو اڑ کر ایک طرف گرتے اور ساتھ ہی ڈاکٹر داور کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بریف کیس تھا۔ وہ شاید اسے پکڑے ہوئے تھا۔ بریف کیس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اڑتا ہوا جوڈش کے قریب آ گرا۔ کار ایک بار پھر خوف ناک دھماکے سے درخت سے جا ٹکرائی تھی۔

جوڈش نے انتہائی پھرتی سے بریف کیس اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اس نے مخالف سمت سے ایک کار کو آتے اور پھر اس کے پہیوں کو سڑک کے ساتھ رگڑ کھا کر چیختے ہوئے سنا۔ لیکن اس نے اس کار کی پرواہ کیے بغیر بریف کیس کار میں اچھالا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی' اس نے دو اور کاروں کو بھی وہاں رکتے ہوئے دیکھا۔ لیکن اس نے ایکسیلیٹر کو اور زیادہ دبا دیا۔ ظاہر ہے وہ وہاں کسی طور پر بھی نہ رک سکتا تھا اور پھر مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد وہ گلستان کالونی میں داخل ہو گیا۔ اس نے کار کو ایک سینما کی پارکنگ میں کھڑا کیا۔ وہ اس کار کو اپنی رہائش گاہ پر نہ لے جانا چاہتا تھا۔ بظاہر کوئی وجہ تو نہ تھی۔ لیکن احتیاط اس کی فطرت میں شامل تھی۔ چنانچہ کار کو پارکنگ میں

چھوڑ کر وہ بریف کیس اٹھائے تیزی سے سڑک پر آیا۔ اور پھر اپنی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کا چہرہ فتح مندی کے جذبے سے جگ مگ رہا تھا۔ وہ یہ قیمتی فارمولا آخر کار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کوٹھی میں داخل ہو کر وہ راہداری میں خلا پیدا کر کے تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ اس نے بریف کیس ایک طرف رکھا اور خود اس نے کرسی پر بیٹھ کر میز پر رکھی ہوئی مشین کو آن کر دیا۔ وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ جب کار ایکسیڈنٹ کی خبر عمران کے ساتھیوں کو ملے گی۔ تو ان کا ردعمل کیا ہو گا۔ وہ اب اپنی آئندہ پالیسی اس ردعمل کو چیک کرنے کے بعد ہی بنانا چاہتا تھا۔ مشین پر موجود سکرین پر وہی کمرہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں ڈاکٹر داور موجود تھے۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ جوڈش خاموش بیٹھا ہوا سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے پھرتی سے پاس پڑے ہوئے بریف کیس کو اپنی طرف کھینچا۔ اور پھر بڑی احتیاط سے ان کے تالوں کو چیک کرنے لگا۔ چند لمحے وہ تالوں کو دیکھتا رہا۔ بظاہر وہ عام سے تالے تھے۔ جنہیں وہ آسانی سے کھول سکتا تھا۔ لیکن اس کی احتیاط پسند طبیعت یہاں بھی آڑے آئی۔ اسے معلوم تھا کہ بعض اوقات تالوں کے ساتھ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کا سلنڈر فٹ کر دیا جاتا ہے یا بم ہوتا ہے۔ اس طرح تالے کھولنے والا بے ہوش یا مر جاتا ہے' اس لیے وہ ان تالوں کو کھولنے سے ہچکچا رہا تھا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے جیکٹ کی جیب سے ایک تیز دھار والا چاقو نکالا اور اسے کھول کر اس نے بیگ کے اوپر اس کی نوک رکھ کر اسے زور سے دبا دیا۔ تیز نوک اندر گھستی چلی گئی۔ گو اندر ہارڈ بورڈ تھا لیکن چاقو کی تیز نوک نے اسے پھاڑ دیا تھا اور پھر جوڈش نے پوری

طاقت لگا کر چاقو کو دائیں طرف کو دبانا شروع کر دیا۔ اور بریف کیس کی اوپر والی سطح کٹتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد جوڈش نے بیگ کی سطح کو چوکور انداز میں کاٹ ڈالا اور پھر اس نے آہستہ سے اس سطح کو پکڑ اور باہر کی طرف کھینچا اور بریف کیس کا ایک چوکور ٹکڑا کٹ کر باہر آ گیا۔ اب بریف کیس کے اندر موجود وہ لفافہ نظر آ رہا تھا۔ جس پر مہریں لگی ہوئی تھیں اور جسے جوانا نے لا کر عمران کو دیا تھگا۔ اس نے اس چوکور حصے سے تالوں کی اندرونی سمت کا بغور معائنہ کیا۔ لیکن اسے کہیں کوئی گیس سلنڈر یا بم نظر نہ آیا۔

اس نے چاقو کی نوک سے ان تالوں کو کھلولنا شروع کر دیا۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ انہیں کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ تالے کھول کر اس نے بریف کیس کا بقایا بچا ہوا ڈھکن اوپر اٹھا دیا۔ اور پھر اس میں سے فارمولے والا لفافہ نکال کر ایک طرف میز پر رکھا اور کٹے ہوئے

بریف کیس کو کمرے کے ایک کونے کی طرف اچھال دیا۔

اسی لمحے مشین سے ایک آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ آواز عمران کی تھی۔ جو اس کار میں موجود تھا۔ جس کا ایکسیڈنٹ وہ کر کے آیا تھا۔ وہ تیزی سے مشین کی طرف مڑا اور پھر سکرین پر نظریں پڑتے ہی حیرت کی شدت سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ اس نے کمرے میں عمران کو ڈاکٹر داور کے میک اپ میں اور پیچھے جوانا کو کھڑے دیکھا۔ وہ دونوں صحیح سالم تھے۔ البتہ جوانا کے سر پر پٹی بندھی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ان کے کپڑے مسلے ہوئے تھے۔

''اوہ.........تو یہ اس خوفناک ایکسیڈنٹ سے بچ نکلے۔ حیرت ہے'' جوڈش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اس نے عمران کو ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے دیکھا۔ اور پھر جب اس نے اس کی گفتگو سنی۔ تو وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً کرسی

پر سے اچھل پڑا۔ کیونکہ عمران اس ڈائریکٹر جنرل رازی کو بتا رہا تھا کہ اصل فارمولا جہاز سے آ رہا ہے۔ اس لیے میٹنگ چھ بجے رکھ لیں۔

"نہیں.........یہ بکواس ہے۔ اصل فارمولا یہی ہے۔ ورنہ وہ اسے لے کر ہی کیوں جاتے۔" جوڈش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ کو یقین دلا رہا ہو۔ کہ اس کے پاس ہی اصل فارمولا ہے۔

لیکن چند ہی لمحوں بعد اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔

عمران اپنے ساتھی کو یہی بتا رہا تھا۔ کہ اس نے صرف ڈاج دینے کے لیے یہ نقلی فارمولا استعمال کیا تھا اور اصل فارمولا واقعی جہاز سے آ رہا تھا۔

"اوہ.........یہ لوگ تو انتہائی حد تک چکر باز ہیں۔" جوڈش نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اب وہ خالی خالی نظروں سے میز پر پڑے ہوئے اس لفافے کو گھور رہا تھا۔ جس کی قیمت اب اس کی نظروں میں ردی کاغذوں کے سوا اور کچھ نہ رہی تھی۔

عمران اور اس کا ساتھی چوہان۔ اب کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔ اور جوڈش سوچ رہا تھا۔ کہ اب اسے ایک بار پھر حرکت میں آنا پڑے گا۔ ابھی یہ غنیمت تھا۔ کہ عمران اسے ایک عام ایکسیڈنٹ سمجھ رہا تھا۔ اور اس نے کہا بھی ہی تھا کہ اصل فارمولا جل گیا۔

اس کا مطلب تھا کہ اسے جوڈش کی کاروائی کا علم نہیں ہو سکا۔ اور ہو بھی کیسے سکے گا سیال غائب ہو چکا تھا اور ایکسیڈنٹ کی بظاہر قدرتی حادثے کے اور کوئی وجہ باقی ہی نہ رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہی وجہ تھی کہ عمران نے کانفرنس کا مقام بدلنے کی تجویز پیش نہ کی تھی۔ بلکہ صرف وقت بڑھانے کے لیے ڈائرکٹر جنرل رازی سے بات کی تھی۔

لیکن اب اسے اس عمران کی بات پر سے اعتبار اٹھ گیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ یہ چکر باز آدمی ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ آخری لمحات میں فون کر کے وہ کانفرنس کا مقام بدلوا دے۔ اس لیے اس نے مشین کے ساتھ ہی چمٹے رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ اصل فارمولا حاصل کرنے کا کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتا تھا جس میں کامیابی کا امکان سو فی صد ہو۔

جوڈش جانتا تھا کہ یہ لوگ اس کی توقع سے کہیں زیادہ ذہین واقع ہوئے ہیں۔ اس لیے ہو سکتا ہے۔ کہ اس بار اس کی یہ ترکیب کارگر نہ ہو۔

چنانچہ وہ کوئی اور منصوبہ سوچ رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی وہ چونک پڑا۔ اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ ایک اور منصوبہ اس کے ذہن میں آ گیا تھا۔ ایک ایسا منصوبہ جس میں

کامیابی سو فیصد یقینی تھی۔"

اسے کانفرنس والے مقام کا پتہ تھا۔ چنانچہ اس نے یہی سوچا۔ کہ وہ وقت سے پہلے وہاں پہنچ جائے۔ اور پھر وہاں موجود کسی شخص کو اغوا کر کے میک اپ میں اس کی جگہ سنبھال لے' اس طرح وہ یقینی طور پر اصل فارمولے تک پہنچ سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کام کے لیے اسے خاصے افراد کی ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا اس نے اس سلسلے میں راشیل سے رابطہ قائم کرنے کے بارے میں سوچا۔ وہ اسے اس کے مطلب کے آدمی مہیا کر سکتا ہے۔ چنانچہ وہ کرسی سے اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ فون اوپر والے کمرے میں تھا۔

عمران نے کار گلستان کالونی کے پہلے چوک کے پاس روکی اور پھر اس نے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوانا کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور جوانا کار سے نیچے اتر کر تیز تیز قدم بڑھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جوانا نے سر پر پی کیپ پہنی ہوئی تھی اور اس نے کیپ کا شیڈ کافی نیچے تک

جھکایا ہوا تھا۔ جس سے اس کا چہرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ پتلون کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے یوں اطمینان سے چل رہا تھا جیسے اس کے پاس کوئی کام نہ ہو اور وہ یوں ہی ٹہلنے کے لیے اپنے گھر سے باہر نکل آیا ہو۔

جب وہ کار سے کافی فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو عمران کار سے نیچے اترا اور وہ فٹ پاتھ پر چلنے والے افراد میں شامل ہو گیا۔ ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ایک دیوار کی آڑ سے چوہان باہر آیا۔ اور عمران کے ساتھ چلنے لگا۔

"وہ نیلی کار یہاں ایک سینما کی پارکنگ میں موجود ہے.........." چوہان نے عمران کی طرف منہ کیے بغیر آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے.........اس کا مطلب ہے۔ میرا اندازہ درست ہے۔ وہ اندر ہی ہو گا۔" عمران نے کہا اور پھر اس نے قدم تیز کر دیئے۔

''اب ہمارے لیے کیا حکم ہے........''چوہان نے پوچھا۔

''جوانا اور میں اندر جائیں گے........تم کوٹھی کے گرد پھیل جاؤ۔ضرورت پڑی تو تمہیں کاشن دے دوں گا۔''عمران نے جواب دیا اور چوہان سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو مڑ گیا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کوٹھی تک پہنچ گیا۔جس کی نشاندہی چوہان نے کی تھی۔جوانا اس کوٹھی سے ذرا ہٹ کر ایک کھمبے کے ساتھ کھڑا سگریٹ سلگانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔وہ بار بار تیلی جلاتا لیکن وہ سگریٹ لگنے سے پہلے ہی بجھ جاتی۔

عمران اس کے قریب سے گزرا۔اور پھر سائیڈ والی کوٹھی جس پر کرائے کے لیے خالی ہے' کا بورڈ لگا ہوا تھا' کی ملحقہ گلی میں مڑ گیا۔جوانا نے بھی جھنجلا کر تیلی ایک طرف پھینکی اور سگریٹ کو بغیر سلگائے منہ میں دبائے۔وہ آگے بڑھا۔اور پھر وہ بھی اسی گلی میں مڑ گیا۔

دیوار کے ساتھ اسے عمران کھڑا نظر آ گیا۔ جوانا نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر عمران کو سر ہلا کر اشارہ کیا۔ اور عمران پلک جھپکنے میں دیوار پر چڑھا اور پھر آہستہ سے دوسری طرف کود گیا۔ وہ چند لمحے وہاں دبکا رہا۔ پھر اٹھ کر تیزی سے ملحقہ کوٹھی کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ درمیانی دیوار تک پہنچا۔ تو اس نے اپنی پشت پر ہلکا سا دھما کا سنا۔ اور وہ سانپ کی سی تیزی سے مڑا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ کودنے والا جوانا تھا۔ جوانا نیچے کودتے ہی لمبے لمبے قدم اٹھاتا عمران کے قریب پہنچ گیا۔ عمران نے دیوار کے اوپر سے دوسری طرف جھانکا۔ کوٹھی کا لان' پورچ اور برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے اندر کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر آہستہ سے دیوار پر چڑھا اور اس بار اس نے دوسری طرف چھلانگ لگانے کی بجائے دیوار پر ہاتھ جمائے اور اپنے جسم کو اٹھا کر وہ پنجوں کے بل دوسری طرف زمین پر کھڑا ہو گیا اور

اس طرح ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی جوانا نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ بھی اسی طرح نیچے اتر آیا۔

عمران نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر وہ آہستہ سے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران کو خطرہ تھا کہ کہیں کسی تہہ خانے سے انہیں چیک نہ کیا جارہا ہو۔ اس لیے وہ ضرورت سے زیادہ احتیاط برت رہا تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اس جگہ تک پہنچے جہاں سے اصل عمارت شروع ہو رہی تھی۔ اور پھر وہ کمرے کی بیرونی کھڑکی کے نیچے سے جھک کر گزرتے ہوئے برآمدے تک پہنچ گئے۔

برآمدے کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے جوانا کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اسے دور سے کسی کے باتیں کرنے کی ہلکی سی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”یہ آواز جوڈش کی ہے ماسٹر.........“ جوانا نے سرگوشی کرتے

ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور برآمدے میں پہنچ کر اس راہداری کی طرف بڑھنے لگا۔ جدھر سے اسے آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اب آوازیں واضح طور پر سنائی دے رہی تھیں۔ یہ آوازیں راہداری میں بنے ہوئے ایک کمرے میں سے آ رہی تھیں۔ جوڈش کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ وہ دونوں ہی پنجوں کے بل چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

''مجھے ایسے آدمی چاہئیں راشیل .... جو اغوا کرنے کے ماہر ہوں۔ میں اپنے قد و قامت کے ایک آدمی کو ایک عمارت سے اغوا کرنا چاہتا ہوں۔'' جوڈش کہہ رہا تھا۔

''اغوا کر کے اسے کہاں لے آنا ہے.........؟ دوسری طرف

سے پوچھا گیا۔

''اسی عمارت کے کسی خالی کمرے میں ....میں وہاں اس آدمی کا میک اپ کرلوں گا۔اور تمہارے آدمی اس کو باہر لے جا کر کہیں مار کر دفن کر دیں گے۔'' جوڈش نے کہا۔

''ٹھیک ہے........میرے خیال میں اس کام کے لیے تین آدمی کافی رہیں گے۔کہاں بھیج دوں ان کو۔'' دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''تم مجھے بتاؤ........میں انہیں کہاں سے پک کروں۔'' جوڈش نے شاید اپنی احتیاط پسند طبیعت کی وجہ سے اسے اپنا پتہ بتانے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے........کیفے پنگ پانگ کے برآمدے میں وہ اب سے آدھے گھنٹے بعد موجود ہوں گے۔ان کے کوٹ کے کالر پر حملہ

کرتے ہوئے چیتے کا سٹکر لگا ہوا ہوگا۔تم سرخ رنگ کی ٹائی لگا کر آ جانا۔اس طرح دونوں کوشناخت کرنے میں آسانی ہوگی۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سرخ ٹائی نہیں ....میں نے ایک سائنس دان کا لباس پہننا ہے۔اس لیے بھورے رنگ کی ٹائی ٹھیک رہے گی۔البتہ میں اس پر ایک ٹائی پن لگالوں گا۔چھ کونوں والی ہیرے والی ٹائی پن۔'' جوڈش نے جوب دیتے ہوئے کہا۔

''او۔کے........ٹھیک ہے۔میں انہیں بتا دوں گا۔معاوضہ بیس ہزار ڈالر ہوگا۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے........کام کرنے والے ماہر ہونے چاہئیں۔'' جوڈش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو........میں اناڑیوں کو اپنے ساتھ کبھی نہیں رکھتا۔''

دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور جوڈش نے او کے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''بڑی رقم ہے تمہارے پاس جو یوں لٹاتے پھر رہے ہو۔'' عمران نے اس کے رسیور رکھتے ہی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے زور سے کہا اور جوڈش جو رسیور رکھ کر مڑ ہی رہا تھا' بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا ہاتھ بڑی پھرتی سے جیب کی طرف بڑھا۔ لیکن عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہ رک گیا، اسی لمحے جوانا بھی کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ایک ریوالور موجود تھا۔

''یہ لالچ میں پھنس گیا ہے ماسٹر.........زیادہ دولت کمانے کے لالچ میں۔'' جوانا نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں تو مسٹر جوڈش.........وہ سرخ بریف کیس کہاں ہے۔ جو تم ہماری کار کا ایکسیڈنٹ کر کے اڑا لائے تھے۔'' عمران نے سنجیدہ

لہجے میں جوڈش سے کہا۔

''سرخ بریف کیس.........کار کا ایکسیڈنٹ.........کیا کہہ رہے ہو تم۔ میری سمجھ میں تو یہ باتیں نہیں آ رہیں۔'' جوڈش نے قدرے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''جوانا.........یہ تمہارا اہم پیشہ ہے۔ اس کی یادداشت قدرے کمزور محسوس ہو رہی ہے۔ ذرا اسے بادام اور حریرہ مقوی دماغ کھلاؤ تاکہ میری باتیں اس کی سمجھ میں آنا شروع ہو جائیں۔'' عمران نے اپنے ساتھ کھڑے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سنو.........تم جو کوئی بھی ہو۔ تم شاید مجھے نہیں جانتے۔ اس لیے جوانا سے پوچھ لو۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح تم آئے ہو۔ اسی طرح واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میرے لیے مکھیاں مارنا اور انسانوں کو قتل کرنا ایک برابر ہوتا ہے۔'' جوڈش نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

''تم آج تک مکھیاں ہی مارتے رہے ہو جوڈش.........انسانوں سے تمہارا واسطہ پڑا ہی نہیں۔ کیوں جوانا' میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔'' عمران نے جوانا کی طرف مڑ کر کہا۔

''ہاں ماسٹر.........اسے بڑی شدید غلط فہمی ہے اپنے متعلق۔ اور اس نے کار کا ایکسیڈنٹ کر کے ہمیں مارنے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے، اس لیے اب اگر ہم جوابی وار کریں تو اصول کے مطابق اسے کوئی گلہ نہیں ہونا چاہئیے۔'' جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قدم آگے کی طرف بڑھائے۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

لیکن جیسے ہی اس نے قدم آگے بڑھائے جوڈش بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی لات پوری قوت سے جوانا کے اس ہاتھ پر پڑی۔ جس میں اس نے ریوالور پکڑ رکھا تھا۔ اور ریوالور اس

کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ جوڈش کے قدم جیسے ہی زمین پر دوبارہ پڑے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ لیکن اسی لمحے عمرن کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نکال لیا۔

لیکن اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلہ اگلا۔ اور جوڈش کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

''مجھے تمہارا انداز پسند آیا ہے جوڈش.........لیکن اب یہ جنگ خالی ہاتھ ہو گی۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے جوانا نے جوڈش پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن جوڈش جوانا سے کہیں زیادہ پھرتیلا تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف کو ہٹا اور جوانا اپنے ہی زور میں اس کے پیچھے موجود میز سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے جوڈش نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اس کی پشت پر لات جما دی۔ اور جوانا میز کے اوپر سے ہوتا ہوا الٹ کر دوسری طرف جا گرا۔ جب کہ

جوڈش نے دوسرے ہی لمحے الٹی چھلانگ لگائی۔ اوراس نے قلابازی کھا کر بڑی پھرتی سے دونوں ٹانگیں عمران کے سینے پر مارنی چاہیں' لیکن عمران نے بڑے اطمینان سے اچھل کرلات ماری جو جوڈش کے کولہوں پر پڑی اور جوڈش فضامیں ہی پلٹ کر دوبارہ میز کے سامنے جا گرا۔

''آپس میں لڑو بھائی ....میں تو صرف ریفری ہوں۔''

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

جوڈش نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔لیکن جوانا پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔اور پھر جیسے بھوکا شیر کسی ہرنی پر جھپٹتا ہے۔ جوانا جوڈش پر جھپٹا۔اور جوڈش چیختا ہوا،اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا کمرے کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

''ویل ڈن جوانا.........عمران نے داد دیتے ہوئے کہا۔

جوڈش دیوار سے ٹکرا کر کسی گیند کی طرح واپس پلٹا اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے جوانا کے سینے پر پڑی اور جوانا پشت کے بل الٹ کر نیچے گرا۔ جب کہ جوڈش قلا بازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

''ویل ڈن جوڈش......... اچھا داؤ تھا۔'' عمران نے یوں جوڈش کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جیسے واقعی وہ کسی ریسلنگ میچ کا ریفری ہو۔

جوڈش قلا بازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے زمین سے اٹھتے ہوئے جوانا پر چھلانگ لگائی۔ جوانا تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ لیکن جوڈش نے دراصل ایک اور داؤ کھیلا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکے اور دوسرے لمحے وہ الٹی قلا بازی کھا کر بجلی کی سی تیزی سے عمران کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دروازہ کراس کر کے باہر راہداری میں جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مڑتا وہ اٹھ کر بھاگنے ہی لگا تھا

کہ پھر جوڈش چیختا ہوا دوبارہ کمرے میں آ گرا۔ اس کے پہلو پر زبردست کک لگی تھی اور یہ کک لگانے والا چوہان تھا۔ جو کافی دیر عمران کے اندر رہنے کی وجہ سے خود ہی کوٹھی کے اندر آ گیا تھا۔ کیونکہ جوڈش کے اندر گرتے ہی وہ دروازے میں نمودار ہو گیا تھا۔

''اوہ' تم.........چلو اچھا ہوا۔ تم آ گئے۔ اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لو یہاں بغیر ٹکٹ کے ورلڈ چمپئن کے لیے میچ ہو رہا ہے۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

ادھر جوانا اور جوڈش دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ جوڈش کا قد گو جوانا سے دبتا ہوا تھا۔ لیکن وہ لڑائی بڑائی کے فن میں جوانا سے کہیں زیادہ ماہر دکھائی دیتا تھا۔ اور یوں بھی اس کے جسم میں خاصی طاقت تھی۔

چند لمحے وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے

کھڑے رہے۔ پھر دونوں نے بیک وقت حرکت کی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے پوری قوت سے ٹکرا گئے۔ ان کے ٹکرانے سے یوں دھما کہ ہوا جیسے دو وحشی سانڈ ایک دوسرے سے ٹکرائے ہوں۔ جوڈش نے ٹکراتے ہی پوری قوت سے جوانا کے زیرناف گھٹنا مارا۔ ادھر جوانا کی ٹکر پوری قوت سے اس کی ناک پر پڑی۔ اور دونوں ہی لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اور پھر جوانا کا داؤ چل گیا۔ پیچھے ہٹتے ہی اس کا جسم کمان کی طرح پیچھے کو مڑا۔ اور پھر جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے۔ اسی طرح وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا' اسکے دونوں ہاتھ پلک جھپکنے میں زمین پر لگے اور اس کی دونوں ٹانگیں الٹ کر پوری قوت سے جوڈش کے سینے پر پڑیں اور جوڈش چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اور جوانا الٹی قلابازی کھا کر ایک لمحے کے لیے سیدھا ہوا اور دوسرے ہی لمحے وہ فرش پر پڑے جوڈش کے اوپر پوری قوت سے

جا گرا۔ جوڈش نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اپنی جگہ بدلنی چاہی لیکن جوانا نے اتنی پھرتی سے کام لیا تھا کہ وہ پہلو نہ بچا سکا۔ اور جوانا کسی پہاڑ کی طرح اس کے جسم پر گرا۔ اس کے دونوں ہاتھ جوڈش کے کندھوں پر جمے اور اس کے ساتھ ہی جوانا سر کے بل زمین پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح جوڈش کی گردن کے گرد جمیں اور اس کے ساتھ ہی جوانا سر کے بل زمین پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اٹھا اور اس کا جسم جوڈش سمیت فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اور پھر بھاری بھرکم جوڈش کسی گیند کی طرح اس کی ٹانگوں میں جکڑا ہوا فضا میں اچھلا۔ اور ایک زوردار دھماکے سے دروازے کے ساتھ والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس بار اس کی کھوپڑی دیوار سے ٹکرائی تھی' اس لیے دیوار سے ٹکرا کر وہ ریت کی بوری کی طرح زمین پر گرا اور جوانا نے آگے بڑھ کر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اسے گھسیٹا اور پھر اس نے

انتہائی پھرتی سے اپنی ایک ٹانگ اس کی دونوں ٹانگوں میں پھنسا کر اپنے جسم کو کسی لٹو کی طرح گھمایا۔ اسی طرح گھومنے سے جوڈش کا جسم بھی مچھلی کی طرح تڑپ کر گھوما۔ مگر جوانا کی دوسری لات نے اسے پوری طرح گھومنے سے روک دیا۔ اور جوڈش کے حلق سے ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح غرغراہٹ سی نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ البتہ اس کا سر اچھل اچھل کر زمین سے ٹکرا رہا تھا۔ جوانا نے سپر لیگ لاک لگا کر اس کے دونوں کولہوں کے جوڑ اکھاڑ دیئے تھے۔ اور اب جوڈش کا نچلا جسم بے کار ہو گیا تھا۔ کٹاک کٹاک کی آوازیں بیک وقت ابھری تھیں۔ اور جوانا تیزی سے مڑ کر سیدھا ہو گیا تھا۔ اب جوڈش بے بس ہوا فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہ مسلسل سر پٹک رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

اسی لمحے راہداری میں قدموں کی آوازیں ابھریں اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ لیکن آنے والے .... نعمانی اور صدیقی تھے۔

''ارے تم اب آئے ہو......... جب میچ کا فیصلہ ہو گیا ہے۔'' عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں......... ہم ری بیک کر کے فلم دیکھ لیں گے۔'' صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جوڈش......... اب میرے خیال میں میری باتیں تمہاری سمجھ میں آ جائیں گی۔ بتاؤ وہ سرخ بریف کیس کہاں ہے۔'' عمران نے فرش پر پڑے ہوئے جوڈش سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جواب میں جوڈش کے حلق سے گالیوں کی بوچھاڑ برآمد ہوئی۔ جوانا گالیاں سنتے ہی غصے سے بپھر کر دوبارہ اس پر جھپٹنے لگا۔

''ٹھہرو.........اب تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔اب میرا کام شروع ہو گیا۔'' عمران نے اسے روکتے ہوئے کہا اور جوانا پیچھے ہٹ گیا۔

''چوہان.........تم پوری کوٹھی کو کھنگال ڈالو۔اس میں لازماً کوئی تہہ خانہ موجود ہو گا۔میں ذرا جوڈش کو ان گالیوں کا مطلب سمجھا دوں۔'' عمران نے ریوالور کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔اور چوہان اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے۔

عمران بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر جھکا اور پھر اس نے جھک کر جوڈش کی ایک ٹانگ پکڑی اور پھر ایک جھٹکے سے اسے یوں اٹھا لیا۔جیسے وہ بھاری جسم کا آدمی نہ ہو۔بلکہ معصوم سا بچہ ہو۔وہ عمران کے ہاتھ میں الٹا لٹکا ہوا تھا۔جوڈش نے اوپر اٹھتے ہی دونوں ہاتھ عمران کے پہلو میں مارنے چاہے۔مگر عمران نے اس کے جسم کو

اسی طرح کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پٹخ دیا۔ جیسے دھوبی کپڑے کو پٹختے ہیں۔ اور جوڈش کے حلق سے زوردار چیں نکل گئی۔

عمران نے اسے میز پر پٹخنے کے بعد اس کی ٹانگ چھوڑ دی۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ اس کے سر کی پشت کی طرف آیا۔ جو میز کی دوسری طرف تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ اس کی گردن اور کاندھوں کے جوڑ پر رکھے۔ اور دوسرے لمحے جوڈش کے حلق سے بے اختیار اور مسلسل چیخیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ اس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ بگڑتا چلا گیا اور آنکھیں پھیلنے لگیں۔ اس کا سانس اس قدر تیز چلنے لگا۔ کہ جیسے ابھی اس کا سینہ غبارے کی طرح پھٹ جائے گا۔

''اب بولو.........کہاں ہے بریف کیس۔'' عمران نے غراتے ہوئے جوڈش سے کہا۔

''بب۔ بب.........بتاتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔'' جوڈش نے

بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس کے کندھوں کے پٹھوں میں گڑے ہوئے اپنے پنجوں کا دباؤ کچھ نرم کر دیا۔ اور جوڈش کا سانس تیزی سے معمول پر آنے لگا۔

''میں اسی جگہ سے تمہارے جسم کی ایک رگ چٹخا سکتا ہوں.........'' عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ بریف کیس میں نے جنرل بس سٹینڈ کے خفیہ لاکر میں رکھ دیا ہے.........'' جوڈش نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

''بکواس مت کرو.........تم مجھے واقعی احمق سمجھنے لگے ہو۔ مجھے سچ اور جھوٹ پہچاننے کا ملکہ حاصل ہے۔'' عمران نے دوبارہ اس کی رگوں پر دباؤ ڈالا۔

اور جوڈش کا حال پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہونے لگا۔

''باس.........یہ ایسے نہیں مانے گا۔ مجھے اس کی ایک ایک ہڈی توڑنے دو۔'' جوانا نے دونت پیستے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یقین کرو.........میں سچ کہہ رہا ہوں۔'' جوڈش نے مسلسل چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران نے یکلخت اپنے ہاتھ ہٹا لیے۔

اسی لمحے چوہان اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے۔

''عمران صاحب.........یہاں کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔ ہم نے پوری چھان بین کر لی ہے۔'' چوہان نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں.........بریف کیس یہاں موجود نہیں ہے۔'' جوڈش نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''نہیں.........بریف کیس یہیں ہے۔ جہاں سے تم نے بریف کیس اڑایا تھا۔ وہاں سے یہاں تک راستے میں جنرل بس

سٹینڈ نہیں آتا۔ اس کے لیے تمہیں ایک لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس صورت حال میں تم ایسا نہیں کر سکتے تھے۔'' عمران نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں .... تم یقین کرو۔'' جوڈش نے ایک بار پھر اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

''جوانا .... تم اس کا خیال رکھو۔ میں خود چیک کرتا ہوں۔'' عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''باس .... کیوں تکلیف کرتے ہو۔ یہی بتائے گا۔ خود بتائے گا۔'' جوانا نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر جوڈش کے سر کی پشت کی طرف آیا۔ اور اس نے اس کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا۔ پھر جیسے ہی جوڈش کا سر میز کے کنارے سے نیچے جھکا۔ جوانا نے اس کا سر پکڑ کر گھمانا چاہا۔ مگر

اسی لمحے جوڈش کے دونوں ہاتھ کسی سانپ کی طرح لہرائے اور اس کے خوفناک پنجے پوری قوت سے جوانا کی گردن پر پڑے اور جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر وحشت سوار ہوگئی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے پوری قوت سے دونوں ہاتھ جوڈش کے سر پر رکھ کر اپنے جسم کا پورا وزن ڈال دیا۔ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی جوڈش کی گردن کی ہڈی ٹوٹتی چلی گئی۔ اس کا سر پہلے ہی میز کے کنارے سے باہر نکلا ہوا تھا جوانا کے جسم کے پورے دباؤ نے ایک ہی لمحے میں اس کی گردن کی ہڈی توڑ ڈالی۔ اور گردن ٹوٹنے کی آواز سنتے ہی دروازے کی طرف بڑھتا ہوا عمران تیزی سے لپکا۔

''ارے.........یہ کیا کِیا۔ اسے تو زندہ رکھنا تھا۔'' عمران نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سوری باس.........اس کے پنجوں نے مجھے غصہ دلا دیا تھا۔''

جوانا نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔

جوڈش کا سر میز کے نیچے کی طرف لٹکا ہوا تھا۔ اور اس کا منہ ساکت ہو چکا تھا۔ وہ مر چکا تھا۔

''چلو جو ہونا تھا ہو گیا.........اب آؤ میرے ساتھ ہمیں وہ تہہ خانہ ڈھونڈنا ہے۔'' عمران نے کہا اور پھر دوبارہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ ایک بار پھر پوری کوٹھی میں گھوم گیا۔ اور پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

''اس کوٹھی کی عمارت کا محل وقوع بتا رہا ہے۔ کہ اس کا تہہ خانہ اس راہداری کے عین نیچے ہے.........آؤ میرے ساتھ۔'' عمران نے کہا اور ایک بار پھر وہ راہداری میں آ گیا۔ وہ راہداری کے اختتام پر دیوار کے پاس پہنچ کر رک گیا اور پھر اس کی تیز نظریں دیوار کے ایک ایک حصے کو ٹٹولنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے بنیادے دو تین

فٹ اوپر دیوار میں معمولی سا ابھار چیک کر لیا۔ اس نے اس ابھار پر ہاتھ رکھا۔ اور پھر اسے پوری قوت سے دبایا۔ دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز سے دیوار پھٹتی چلی گئی۔ اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں انہیں صاف نظر آنے لگیں۔

''اوہو کمال ہے......... آپ نے تو ایسے اندازہ لگا لیا۔ جیسے ساری عمر تعمیرات کا کام کرتے رہے ہو۔'' چوہان نے کہا۔

''ہاں......... تاج محل بھی میں نے ہی بنایا تھا۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

جیسے ہی عمران نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا۔ دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ برابر ہو گئی۔ اور نعمانی جو سب سے پیچھے تھا۔ اچھل کر پیچھے ہٹا ورنہ وہ دیوار میں پھنس جاتا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے نچلی سیڑھی پر قدم رکھا۔ اور پھر ہاتھ

اٹھا کر پیچھے آنے والوں کو اس سیڑھی پر اترنے سے روک دیا اور مڑ کر ایک بار پھر خود سیڑھی پر چڑھ گیا۔ اس بار جیسے ہی اس نے سیڑھی پر قدم رکھا۔ دیوار ایک بار پھر ہٹتی چلی گئی اور باہر کھڑا ہوا نعمانی مسکراتا ہوا اندر آ گیا۔ اور پھر وہ تیسری سیڑھی پھلانگتے ہوئے نیچے اترے۔

کمرے کی میز پر وہ مشین موجود تھی اور ساتھ ہی فارمولے کا لفافہ پڑا ہوا تھا جب کہ بریف کیس کٹی ہوئی حالت میں ایک طرف پڑا تھا۔

عمران تیزی سے مشین کی طرف بڑھا۔ اور پھر اس کی سکرین پر نظر ڈالتے ہی چونک پڑا۔

''ارے .... ڈاکٹر داور کو ہوش آ گیا ہے۔'' عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ سب سکرین کی طرف لپکے۔ انہوں نے دیکھا کہ سکرین پر ڈاکٹر داور بیڈ پر بیٹھے ہوئے بڑی حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ

رہے ہیں۔

''کمال ہے......... میں کہاں ہوں۔کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا۔''

ڈاکٹر داور کے حلق سے نکلنے والی آواز کمرے میں گونجی۔

''آپ کا ذہن کمال کا ہے......... آپ نے پہلے ہی اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کمرے میں ہونے والی گفتگو کو کہیں چیک کیا جا رہا ہے۔'' چوہان نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''میں نے برے وقتوں کے لیے علم نجوم سیکھ رکھا ہے......... کبھی ایکسٹو نے دھکا دے دیا تو کم از کم لوگوں کے زائچے بنا بنا کر روٹی تو کما لوں گا۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا فارمولا اٹھایا اور تیزی سے واپس پلٹ پڑا۔اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا تھا۔

پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ اوپر آ گئے۔

’’تم لوگ فوراً کوٹھی پہنچو.........ڈاکٹر داور پریشان ہیں۔ جلدی کرو‘ عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور چوہان اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے پورچ کی طرف بھاگے۔ جب عمران اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ جہاں ٹیلی فون ایک چھوٹی میز پر پڑا تھا۔ جس کے ساتھ بڑی میز پر جوڈش کی لاش موجود تھی۔ لاش اسی حالت میں پڑی تھی۔

تم اس کی تلاشی لو جوانا.........میں ڈاکٹر داور کو فون کر لوں۔‘‘ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ فون ڈاکٹر داور کے بیڈ کے پاس ہی پڑا ہے اور ڈاکٹر داور آسانی سے اسے اٹھا سکتے ہیں۔ اور وہی ہوا چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

’’ہیلو ڈاکٹر داور.........آپ کو ہوش آ گیا ہے۔ اگر آپ اسی

طرح لمبے عرصے تک بے ہوش ہوتے رہے تو پھر کانفرنس ہوگئی۔'' عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

''اوہ عمران تم.........کہاں سے بول رہے ہو۔ میں کہاں ہوں۔'' دوسری طرف سے ڈاکٹر داور کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''میں آپ کی جگہ کانفرنس اٹینڈ کرنے گیا تھا.........لیکن وہاں مجھ سے فارمولا پڑھا ہی نہ گیا۔ میں نے تو سمجھا تھا کہ آسان سا فارمولا ہوگا۔ جیسے ہوا جگہ گھیرتی ہے۔ ہوا وزن رکھتی ہے۔ ٹائپ کا فارمولا ہوگا۔ اور میں سبق پڑھا کر آ جاؤں گا۔ لیکن ڈاکٹر داور اس فارمولے کو پڑھنا شروع کرتے ہی میری اپنی ہوا کھسکنے لگی۔ چنانچہ اس کے کھسکنے سے پہلے میں خود ہی کھسک آیا۔'' عمران نے کہا۔